
آسیب
صابر علی ہاشمی

آسیب

صابر علی ہاشمی

قلمکار کلب پاکستان

102 - عائشہ منزل، اردو بازار، کراچی

فون: 1689 222 333 92+

نوٹ:

بارش اتنی تیز تھی جیسے آنکھوں کے سامنے پانی کی چادر تان دی گئی ہو۔

شیری کو اندازہ نہیں تھ کہ ٹوکیو میں اتنی غضب کی سردی پڑتی ہوگی۔ بے پناہ سردی تیز بارش اور اندھیری رات۔ ہوٹل سے باہر آتے ہی اس کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی۔ وہ نیو جاپان ہوٹل میں ٹھہری ہوئی تھی۔ ہوٹل کے اندر حدت کے نظام کی وجہ سے باہر کے موسم کا کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ ہوٹل کے داخلی دروازے پر پہنچی اور پستہ قد جاپانی ڈور مین نے مسکراتے ہوئے اس کے لیے دروازہ کھولا اور وہ ہوٹل کی سیڑھیاں اترتی ہوئی فٹ پاتھ پر آ کر کھڑی ہوئی تو اسے احساس ہوا جیسے وہ جنت سے نکل کر جہنم میں آ گئی ہو۔ ایک ایسی جہنم میں جو سرد تھی۔ اس نے احتیاطاً ایک اوورکوٹ تو پہن رکھا تھا لیکن تند ہوا کے جھونکے اس کوٹ کو اڑائے جا رہے تھے۔

اس نے کسی سواری کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں اور ٹیکسیوں کے اڈے کی طرف سے ایک ٹیکسی اندھیرے میں ہیڈ لائٹس روشن کیے، پانی کے چھینٹے اڑاتی ہوئی اس کے پاس آ گئی۔

''نیکا سیٹو شیری نے جلدی سے دروازہ کھول کر پچھلی نشست پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا اور اسی پھرتی سے دروازہ بند کر دیا۔ اسے ٹوکیو آئے ہوئے پانچ دن ہوئے تھے۔ لیکن اسے اس بات کی خوشی تھی کہ وہ خالص جاپانی لہجے میں جگہوں کے نام بتانے لگی تھی اور ٹوکیو کے ٹیکسی ڈرائیوروں کو اس کی بات سمجھنے میں دشواری بھی نہیں ہوتی تھی

ڈرائیور نے اچانک ٹیکسی اسٹارٹ کی اور شیری ایک زوردار جھونکا لے کر رہ گئی۔ اس کے خیال کے مطابق ٹوکیو میں ٹیکسیاں اسٹارٹ ہی پچاس میل کی رفتار سے ہوتی تھیں اس کے بعد یہ رفتار بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اسے ہر بار ایسا ہی احساس ہوتا جیسے وہ رومن عہد کی رتھوں کی دوڑ میں حصہ لے رہی ہو اور اس دوڑ کی منزل موت ہو۔

ڈرائیور کو اس بات کا احساس ہی نہیں تھا کہ اس کی ٹیکسی میں بیٹھی ہوئی شیری کا کیا حال ہو رہا ہے۔ وہ اتنی تیزی سے گاڑی چلا رہا تھا جیسے وہ کسی ویرانے میں ہو اور دن کا وقت ہو۔ اسی لیے اس کی ٹیکسی پہلے تو ایک کار سے چند انچ کے فاصلے سے بچی۔ اس کے بعد ایک دوسری گاڑی سے تقریباً رگڑ کھاتی ہوئی نکل گئی۔

پھر اس نے محسوس کیا کہ ٹیکسی کا رخ نیکا سیٹو بلڈنگ کی طرف نہیں تھا۔ بلکہ وہ کسی اور طرف جا رہی تھی۔ وہ ان پانچ دنوں میں کئی بار اس کی طرف جا چکی تھی۔ راستہ اسے اچھی طرح یاد تھا۔ پھر یہ ٹیکسی ڈرائیور نہ جانے، اسے کس طرف لیے جا رہا تھا۔ اس نے بوکھلا کر چیخنا شروع کر دیا۔

''ڈرائیور نیکا سیٹو، نیکا سیٹو''

ڈرائیور نے بھی نیکا سیٹو کہتے ہوئے اپنی گردن ہلائی اور ٹیکسی کی رفتار اور تیز کر دی۔ ٹیکسی اس وقت ایک تنگ سی سڑک سے گزر رہی تھی۔ جس کے دونوں طرف دکانیں تھیں۔ لیکن اس وقت زیادہ تر دکانیں بند دکھائی دے رہی تھیں۔ سڑک کی درمیان ایک بانس پر کوئی بینر لہرا رہا تھا۔ تیز رفتار ٹیکسی اس بانس کو اڑاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ شیری اس وقت تک زیادہ پریشان نہیں تھی۔ اور نہ ہی اسے زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا۔ بس کچھ بے چینی اور الجھن کا احساس تھا۔

اس کے تعاقب میں آنے والے قدموں کی آواز اور قریب آ گئی۔ ایک گلی سے ایک رکشہ نکل کر اس طرح اس کے سامنے آ گیا کہ وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔ رکشہ چلانے والا جلدی جلدی پیڈل مارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس قسم کے رکشے ٹوکیو میں عام طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں صرف ایک آدمی کی گنجائش ہوتی ہے۔ پھر اس نے ایک گیشیا کو دیکھا جو اپنے راستے چلی جا رہی تھی۔ وہ گیشیا تو شاید حقیقت ہو لیکن وہ رکشا اسے کسی خواب کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ جو اچانک غائب ہو گیا تھا

بارش اس کے چہرے پر برس رہی تھی اور ہوا اسے کوڑے مار رہی تھی۔ پھر اس نے اندھیرے میں روشنی چمکتی ہوئی دیکھی۔ یہ روشنی کچھ فاصلے پر تھی۔ اس نے اس روشنی کی طرف دوڑ لگا دی۔ لیکن اب اس کی رفتار سست پڑ چکی تھی اسے اپنے پاؤں اتنے وزنی محسوس ہو رہے تھے کہ انہیں اٹھانا اس کے لیے دوبھر ہو گیا تھا

اسے نہیں معلوم کہ وہ کس طرح اسے روشنی تک پہنچ سکی تھی۔ جو اس سڑک کے کونے پر روشن تھی۔ بس اس نے دروازہ کھولا اور اندر آ گئی۔ اندر آ کر اس نے محسوس کیا کہ وہ اوسط قسم کے ایک چھوٹے سے ریستوران میں پہنچ چکی ہے۔ جہاں گنتی کی پانچ چھ میزیں لگی تھیں اور مخصوص کھانوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ اندر کا ماحول بھی گرم تھا۔ یہاں آتے ہی اسے سکون کا احساس ہونے لگا۔ ایک ادھیڑ عمر عورت ایک میز پر پہنے بیٹھی ہوئی دن بھر کے حساب کتاب میں مصروف تھی۔ جب کہ سترہ اٹھارہ برس کا ایک نوجوان لڑکا اسے دیکھ کر اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا تھا

وہ دروازے کے پاس کھڑی ہوئی اپنے بے ترتیب سی سانسوں کو قابو میں کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جو غبار پھیلا تھا وہ اب چھٹتا جا رہا تھا وہ ادھیڑ عمر عورت کرسی سے کھڑی ہو کر دھیرے دھیرے اس کے پاس آ گئی۔ شیری نے دیکھا کہ اس نے اپنے بالوں کو اس انداز سے جوڑے کی شکل میں باندھ رکھا تھا جو انداز صرف جاپانی عورت ہی کے ساتھ مخصوص ہوا کرتا ہے۔ شیری اسے قریب دیکھ کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی ''کیا تم انگریزی جانتی ہو۔''

اس عورت نے انکار میں اپنی گردن ہلا دی۔ سترہ اٹھارہ برس کا وہ لڑکا اندھیرے سے نکل کر اس کے پاس آ گیا

''مجھے افسوس ہے کہ میری ماں انگریزی نہیں جانتی'' اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''لیکن میں جانتا ہوں۔ آپ بتائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''

اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے دھیرے دھیرے اسے خود پر گزرنے والے واقعات بتا دیے۔ اس نے خود کو پر سکون رکھنے کی کوشش کی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ یہاں سے فون کر کے کرائس کو بلا لے۔ کیونکہ وہ اسی کے پاس جانے کے لیے ہوٹل سے نکلی تھی۔ لیکن یہ بات سن کر وہ لڑکا کچھ شرمندہ ہو گیا تھا کیونکہ اس ریستوران میں فون نہیں تھا۔ اس نے پولیس اسٹیشن چلنے کی پیش کش کی۔ لیکن الجھن یہ تھی کہ اس طوفانی اور اندھیری رات میں وہ اپنی ماں کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا

ریستوران سے باہر قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شیری کو اندازہ نہیں تھا کہ باہر کون ہو گا۔ لیکن ان آوازوں نے اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کر دیا تھا

''کیا تم کسی ہوٹل میں مقیم ہو۔'' لڑکے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس نے کچھ بے تکلفی اور اپنائیت کا اظہار کیا تھا

''ہاں میں نیو جاپان ہوٹل میں ٹھہری ہوں'' شیری نے بتایا

''ٹھیک ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہاں تک لے جاسکتا ہوں'' لڑکے نے کہا۔ ''ہم دونوں پچھلے دروازے سے باہر نکلیں گے۔ اس طرح ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا''

شیری نے آمادگی کا اظہار کیا اور وہ دونوں ایک چھوٹے سے باورچی خانے سے گزر کر عقبی گلی میں آ گئے۔ جہاں بنے ہوئے مکانات بہت چھوٹے چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے کھلونے ہوں۔ لڑکے کی رفتار اچھی خاصی تیز تھی اور شیری بھی اس کے قدم سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کر رہی تھی

یہ سب کچھ اسے کسی خواب کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کسی خواب ہی میں اس لڑکے کے ساتھ ایک ریلوے اسٹیشن پہنچی جہاں اس لڑکے نے پچاس ین کی دو ٹکٹ خریدے تھے۔ شیری نے رقم دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس لڑکے نے انکار کر دیا تھا۔ وہ سردی سے ٹھٹھرتی کانپتی ہوئی اس کے ساتھ لگی رہی تھی۔ پھر ٹرین آئی اور وہ دونوں ایک ڈبے میں سوار ہو گئے تھے۔ ٹرین کی رفتار بہت تیز تھی۔ پھر وہ دونوں ایک زیر زمین اسٹیشن پر اتر گئے تھے۔ جہاں سردی اور بھی شدید تھی۔ پھر اسے اپنے اوپر گزرنے والا واقعہ یاد آنے لگا تھا۔ اور اس یاد نے اسے اور بھی دہشت زدہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسے احساس ہونے لگا کہ یادیں اصل واقعہ سے زیادہ خوفناک ہوا کرتی ہیں۔ انسان کسی واقعہ کو تو ہنسی خوشی برداشت کر سکتا ہے۔ لیکن بعد میں جب وہ واقعہ اپنی جزئیات سمیت یاد آنے لگتا تو خوف کا احساس تبدیل ہو جایا کرتا ہے۔ اس نے سنا کہ وہ لڑکا اس سے بہت سی باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شاید وہ لڑکا اس طرح اپنی انگریزی کی مشق جاری رکھنی چاہتا تھا۔ اس نے سیاست، فلم اور کتابوں پر باتیں کی تھیں اور شیری اس کی باتوں کے جواب میں نہ جانے کیا کہتی تھی۔ اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا

وہ لوگ شی بویا اسٹیشن پر آ گئے۔ یہاں سے ایک دوسری ٹرین پکڑی گئی۔ اور اس ٹرین نے بالاخر ان دونوں کو نیو جاپان ہوٹل اندر اتار دیا۔ یہاں سے وہ دونوں پیدل ہی ٹہلتے ہوئے اس ہوٹل تک پہنچ گئے۔ دروازے پر پہنچ کر شیری نے اس لڑکے کو اس کی خرچ کی ہوئی کرائے کی رقم دینی چاہی لیکن اس نے دوسری بار بھی انکار کر دیا

''کیا تم پولیس کو اطلاع دو گی۔'' لڑکے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

شیری ہچکچا رہی تھی۔ پولیس کو بتانے سے کیا ہوتا پولیس اس سے نہ جانے کیسے کیسے سوالات کرتی۔ جب کہ وہ ایسے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ کل اس کا جاپان میں آخری دن تھا۔ اسے رات کی فلائٹ سے یہ ملک چھوڑ دینا تھا۔ پھر یہ سوچ کر اس نے حامی بھر لی کہ یہ واقعہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔ لہذا بہتر یہی تھا کہ پولیس کو بتا دیا جائے۔ تا کہ پولیس ایسے مجرموں کی طرف سے ہوشیار ہو جائے۔ اس کا جواب سن کر اس لڑکے کو جیسے اطمینان ہو گیا تھا۔ وہ اسے شب بخیر کہہ کر واپس ہو گیا

وہ شیشے کے دروازے سے گزر کر لابی میں آئی اور لفٹ کے ذریعے ساتویں منزل پر پہنچ گئی۔ اس کے کمرے کا نمبر ۷۲۷ تھا۔ اس نے

چابی کے ذریعے دروازہ کھولا اور اندر جانے سے پہلے کچھ دیر رک کر آہٹ لینے لگی۔ اور جب کسی قسم کی آواز سنائی نہیں دی تو وہ دروازہ کھول کر اندر آ گئی۔ یہ حرکت اس نے پہلی بار کی تھی۔ کمرے میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا۔ ڈیوٹی بھی اپنے بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ گیارہ بارہ برس کا یہ لڑکا ہندوستان کی ایک مشینری سے تعلق رکھتا تھا۔ اور وہ اس لڑکے کو اس کے سرپرستوں تک پہنچانے کے لیے اپنے ساتھ لے جا رہی تھی۔ وہ امریکہ کے ایک اسکول میں پڑھا کرتا تھا

کمرے میں داخل ہوتے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا۔ یہ فون ہوٹل کے کاؤنٹر سے کیا گیا تھا۔ فون کرنے والی لڑکی اس سے یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کب تک ہوٹل چھوڑنے کا ارادہ کر رہی ہے۔ شیری نے اسے بتا دیا کہ وہ پرسوں صبح کی پرواز سے ہانگ کانگ جانے کے لیے تیار ہے۔ پھر اس نے نیکاسیتو ہوٹل سے کرائس کو بلانے کے لیے کہا اور ریسیور رکھ کر اپنے جوتے اتارنے لگی۔ جو ابھی تک بہت بری طرح بھیگے ہوئے تھے۔ جوتے اتارنے کے بعد اس نے اپنا لباس تبدیل کر لیا۔ اس وقت فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی۔ اس بار کرائس تھا

''کیا بات ہے شیری۔'' کرائس نے اس کی آواز پہچاننے کے بعد کہا۔ ''تم آئیں کیوں نہیں''

شیری کو اس شخص پر غصہ آنے لگا۔ اس کی آواز میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا تشویش کا شائبہ نہیں تھا۔ حالانکہ اسے اندازہ کر لینا چاہیے تھا کہ جب وہ نہیں پہنچی تو کوئی بات ضرور ہو گی

''ایک گڑبڑ ہو گئی تھی کرائس'' اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم اسی وقت میرے پاس آ سکتے ہو۔

''اس وقت کرائس نے حیرت سے پوچھا۔ ''کیوں کیا بات ہے خیریت تو ہے نا۔ تم ٹھیک تو ہو''

'ہاں میں ٹھیک ہی ہوں۔ تم اسی وقت آ جاؤ میں سیڑھیوں کے نیچے لاؤنج میں تمہارا انتظار کروں گی

ریسیور رکھ کر وہ ڈیوٹی کی طرف دیکھنے لگی۔ امریکہ میں یہ بچہ اس کا پڑوسی تھا۔ اور شیری کو اس سے اتنی ہی محبت تھی جتنی محبت کسی ماں کو اپنے بیٹے سے ہو سکتی تھی۔ یہ بے چارہ بے سہارا تھا۔ اس کا سوائے مشنری والوں کے اور کوئی بھی نہیں تھا۔ اس لیے شیری کو اس کا اور بھی خیال رہتا تھا

باتھ روم میں آ کر اس نے اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔ فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی۔ اس نے جلدی سے باہر آ کر ریسیور اٹھا لیا۔ اس بار بھی کاؤنٹر کے کسی آدمی نے اس سے دریافت کیا تھا کہ وہ ٹوکیو میں کب تک مقیم ہے۔ اس کا بھی جواب دے کر شیری نے ریسیور رکھ دیا۔ پھر اچانک ایک خیال نے اس کو دہشت زدہ کر دیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس ہوٹل میں سب کے سب جاپانی ہیں۔ ان میں کوئی بھی امریکی نہیں ہے۔ لیکن اس آدمی کا لہجہ امریکی تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی اجنبی پراسرار اجنبی، اس کے ٹوکیو میں قیام کی مدت جاننا چاہتا تھا۔ لیکن کیوں؟

... وہ لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے لیے کافی طلب کر لی تھی۔ اس سرد موسم میں کافی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ لاؤنج بھی جاپانی انداز میں بہت پرتعیش انداز میں سجایا گیا تھا۔ خوب صورت دبیز قالین پر بڑی بڑی کرسیاں رکھی تھیں اور چھوٹی چھوٹی جاپانی عورتیں، گڑیاؤں کی طرح کیمونو میں ملبوس چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی ادھر ادھر گھومتی پھر رہی تھیں۔ اس نے اپنے بیٹھنے کے لیے ایک ایسی کرسی منتخب کی تھی جس کا رخ شیشے کے دروازے کی طرف تھا۔ جہاں سے باہر دیکھا جا سکتا تھا۔ طوفان اور بارش کی شدت نے اب دم توڑ دیا تھا۔ پھر جب اس

نے کافی کی پیالی ختم کر کے رکھی تو اسی وقت کرائس لاؤنج میں داخل ہو گیا

کرائس ایک طویل قامت، صحت منداور خوب صورت آدمی تھا۔اس کی آنکھیں بھی بہت مہربان اور گرم جوش تھیں

ان دونوں کی ملاقات آٹھ دن پہلے ہنالولو میں ہوئی تھی۔شیری اور ڈیوٹی وہاں تفریح کے لیے گئے ہوئے تھے۔پھر ایک دکان میں کچھ خریدتے ہوئے شیری نے پہلی بار کرائس کو دیکھا تھا۔جو ایک نئے شادی شدہ جوڑے سے ان کے ہنی مون کے بارے میں باتیں کر رہا تھا۔پھر اسی شام سرف رائیڈر ہوٹل سے نکلتے ہوئے شیری نے کرائس کو ایک بار پھر دیکھا تھا۔وہ شادی شدہ جوڑا ابھی اس کے ساتھ تھا۔اور اس بار ان کے درمیان رسمی علیک سلیک بھی ہوئی۔بالآخر وہ پانچوں ایک دوسرے سے گھل مل گئے

ہنالولو کی خوب صورت جگہوں پر تفریح کرتے ہوئے کرائس اور شیری ایک دوسرے کے قریب آ گئے۔انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے بارے میں بتا دیا۔شیری امریکہ کی ایک بہت بڑی تعمیراتی فرم سے منسلک تھی۔اس فرم نے پاکستان میں ایک بند کی تعمیر کا ٹھیکہ لیا تھا اور شیری کو بھی وہیں جانا تھا۔جب کہ کرائس ایک ایئر لائن سے متعلق تھا اور وہ زیادہ تر نیویارک اور لاس اینجلس کے درمیان پرواز کرتا تھا۔لیکن اس بار وہ چھٹیاں گزارنے کے لیے مشرق کی طرف جا رہا تھا

کرائس کا ارادہ ایک دن ہنالولو میں مزید قیام کا تھا۔لیکن عین وقت پر اس نے اپنے پروگرام میں تبدیلی کر لی اور وہ بھی ان کے ساتھ ہی ٹوکیو کے لیے طیارے میں سوار ہو گیا۔یہ لوگ ساتھ ہی بیٹھے تھے اور اس دوران شیری کو یہ سفر بہت خوشگوار محسوس ہوا تھا۔کیونکہ کرائس بہت مزے مزے کی باتیں کیا کرتا۔ٹوکیو پہنچ کر شیری نے نیو جاپان ہوٹل میں قیام کیا تھا۔جب کہ کرائس نے نیکا سیٹو میں اپنا کمرہ مخصوص کروا رکھا تھا۔لیکن ان دونوں کی ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں

کرائس مضبوط قدموں سے چلتا ہوا اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔اس کی سوالیہ لیکن مہربان نگاہیں شیری پر لگی ہوئی تھیں۔شیری نے اسے اب تک کے سارے حالات بتا دیے

''شیری'' کرائس بے چین ہو گیا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر شیری کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔اس گرفت نے شیری کو تسلی دی تھی۔

کرائس بہت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔اس کی یہ کیفیت شیری کے لیے بالکل اجنبی تھی۔اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا

''کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا تھا'' اس نے پوچھا''کیا تم اسے پہچان سکتی ہو''

''نہیں شیری نے اپنی گردن ہلا دی۔''مجھے بس اس کی آنکھیں یاد ہیں۔گہری سیاہ آنکھیں''

''کیا تمہارے پاس کچھ رقم بھی تھی؟''

''کوئی خاص نہیں یہ لوٹ مار کا واقعہ نہیں معلوم ہوتا کرائس'' شیری نے کہا''یہ مجرمانہ حملے کا چکر ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں معلوم ہوتی''

''نہیں میں ایسا نہیں سوچ رہا ہوں۔کسی لڑکی پر مجرمانہ حملہ کرنے کے لیے اتنا لمبا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ایسا لگتا ہے کہ یہ سوچی

سمجھی سازش تھی‘‘

’’تو پھر کیا ہوسکتا ہے کرائس۔اس کے علاوہ اور کیا بات ہوسکتی ہے۔ پھر ہوٹل میں آنے کے بعد بھی ایک آدمی نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کب یہاں سے جارہی ہوں۔ یہ سب کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ میں پولیس کو اطلاع دے دوں۔ لیکن اس سے پہلے میں نے تمہیں بتا دینا مناسب سمجھا۔اب تم کیا کہتے ہو۔‘‘

’’میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پولیس کیا کرے گی‘‘ کرائس کچھ سوچتے ہوئے بولا۔’’تمہیں اس ٹیکسی کا نمبر بھی یاد نہیں ہے۔ پھر تم نے کسی کا حلیہ بھی یاد نہیں رکھا‘‘

’’کیا تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا؟‘‘ شیری نے اداس ہو کر پوچھا۔اس وقت اسے اپنے باپ کی ایک بات یاد آ گئی تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ تم یہ مت سمجھنا کہ لوگ تمہاری ہر بات پر یقین کر رہے ہیں۔ بلکہ تم یہ سمجھا کرو کہ لوگ وہی یقین کرنا چاہتے ہیں جو ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔کیا تمہیں مجھ پر یقین نہیں آیا۔اس نے دوبارہ پوچھا

’’دیکھو گڑیا‘‘ کرائس نے نرمی سے اس کا ہاتھ دبا دیا۔’’تم میری بات رہنے دو مجھے تو سو فی صد یقین ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ میرے یا تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے‘‘

’’معاف کرنا صاحبان‘‘ کسی کی آواز نے ان دونوں کو ان کیا میز کے پاس ادھیڑ عمر کا ایک جاپانی کھڑا تھا۔اس نے بے داغ سوٹ پہن رکھا تھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی

’’میں مداخلت کی معافی چاہتا ہوں‘‘ اس جاپانی نے کہا۔’’میرا کام ہی ایسا ہے کہ میں بغیر مداخلت کے رہ نہیں سکتا بہر حال میں اپنا تعارف کروا دوں۔ میرا نام انسپکٹر تنا کا ہے۔اور میرا تعلق کرمنل انوسٹی گیشن سیکشن سے ہے۔کیا میں آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں۔‘‘

’’کیوں نہیں ضرور‘‘ شیری اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی

وہ ان دونوں سے ہاتھ ملا کر تیسری کرسی پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف دیکھنے کے بعد وہ شیری سے مخاطب ہوا ایک لڑکا کوجی ماچی اسٹین پر میرے پاس آیا تھا۔اور اس نے مجھے آپ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کے ساتھ کوئی گڑ بڑ ہوگئی ہے۔کیا یہ درست ہے۔

شیری پہلے نہیں سمجھ سکی تھی کہ وہ کس لڑکے کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ پھر اسے ریستوران کے اس لڑکے کا خیال آ گیا جو اسے ہوٹل تک پہنچانے آیا تھا۔اس نے انسپکٹر تنا کا کے سامنے بھی اب تک گزرنے والے واقعات دہرا دیے۔وہ بڑی دلچسپی سے اس کی باتیں سنتا رہا تھا

’’چلیں کم از کم یہ تو بتا دیں کہ آپ کی گاڑی کن کن علاقوں سے گزری تھی۔‘‘ تنا کا نے دریافت کیا

’’مجھے تو صرف وہ ریستوران یاد ہے انسپکٹر‘‘ شیری نے جواب دیا۔’’البتہ ہم ایک ایسی گلی سے گزرے تھے جس کے دروازے پر ایک بانس گڑا ہوا تھا۔اور اس بان کے اوپر تین عدد سوکھی ہوئی مچھلیاں لٹک رہی تھیں۔شاید اس سے آپ کو جگہ کا اندازہ ہو جائے‘‘

’’یہ کوئی خاص پہچان نہیں ہوئی تنا کا مسکرا دیا۔’’آج کل آپ کو پورے جاپان میں ہر گھر کے سامنے بانس کے اوپر سوکھی ہوئی مچھلیاں

دکھائی دیں گی۔ یہ ہمارے ایک تہوار کی نشانی ہے اور اس تہوار میں ہم گھر کے لڑکوں کے حوالے سے سوکھی ہوئی مچھلیاں لٹکا دیتے ہیں۔ خود میرے گھر کے سامنے بھی چار مچھلیاں لٹکی ہوئی ہیں۔ بہرحال یہاں آتے ہی آپ کو پولیس میں رپورٹ کرنی چاہیے تھی۔''

اس موقع پر شیری نے کرائس کی طرف دیکھا اور کرائس جلدی سے بولا۔ ''ہم یہ سوچ رہے تھے کہ رپورٹ کس بنیاد پر کی جائے۔ کیونکہ شیری کے پاس کوئی ثبوت بھی تو نہیں ہے''

''کچھ بھی ہو رپورٹ ضروری ہے۔ ہم ٹوکیو اور نیویارک میں فرق رکھنا چاہتے ہیں۔ بہرحال آپ یہ بتائیں کہ ٹوکیو میں ایسا کون امریکی ہے جو آپ کا دشمن ہوسکتا ہے؟''

''میں یہاں سوائے مسٹر کرائس کے اور کسی کو نہیں جانتی'' شیری نے کہا۔ ''ہم دونوں ایک ہی مقام سے سفر کر رہے ہیں اور ہمیں بہت سی جگہوں پر ایک ساتھ ہی جانا ہے۔''

''کیا آپ پہلے بھی جاپان آچکی ہیں مس شیری؟'' تناکا نے پوچھا

''نہیں ویسے میں دو سال تک سائیگان میں رہی ہوں۔ دراصل میرا تعلق ایک تعمیراتی فرم سے ہے۔ ہماری فرم نے ویتنام میں کچھ عمارتیں تعمیر کی تھیں۔ اس سلسلے میں دو سال تک مجھے وہیں رہنا پڑا تھا۔ لیکن یہ اتفاق ہے کہ میں جاپان نہیں آسکی تھی''

''اور اب آپ یہاں سے کہاں جائیں گی؟''

''ہانگ کانگ، بینکاک، کولمبو، دہلی اور اس کے بعد کراچی جہاں مجھے دو سال تک کام کرنا ہے''

''اور آپ مسٹر کرائس۔'' تناکا نے کرائس کی طرف دیکھا

''فارموسا، ہانگ کانگ، ہناک اور اس کے بعد واپس جہاں لاس اینجلس میں میرا ایک چھوٹا سا فلیٹ ہے''

''کسی کو معلوم ہے آپ یہ ہوٹل چھوڑ رہی ہیں؟''

''کسی کو نہیں''

''کیا آپ واقعی کچھ نہیں جانتیں مس شیری؟'' تناکا نے پوچھا

شیری کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ اب یہ شخص بھی اس پر یقین نہیں کر رہا تھا۔ کرائس نے شاید اس کی یہ کیفیت بھانپ لی تھی اسی لیے جلدی سے بول پڑا

''شیری برا مت مانو انسپکٹر تناکا صرف وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''

لیکن شیری نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ وہ تناکا کی طرف مخاطب ہوئی۔ ''انسپکٹر کیا تمہارے خیال میں میرا تعلق مجرموں کی کسی گروہ سے ہے۔ کیا کسی گروہ کا کوئی راز میرے ہاتھ لگ گیا ہے۔ اور وہ اسی لیے مجھے مارنے کی کوشش کر رہے تھے۔ میں کہتی ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم میرا ریکارڈ چیک کرسکتے ہو۔ میں ایک مشہور تعمیراتی فرم میں کام کرتی ہوں اور میرا ریکارڈ شروع سے بے داغ رہا ہے''

'اوہو آپ تو برا مان گئیں' تناکا نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ ''میں تو پریشان ہو رہا ہوں۔ کیونکہ اس شہر میں آپ جیسی بہت سی امریکی خواتین موجود ہیں۔ اس لیے اب ہمیں بھی مشکوک لوگوں پر کڑی نگاہ رکھنی ہوگی۔ ویسے ٹیکسی سے کودنے کے بعد کیا آپ کو چوٹ نہیں لگی تھی۔''

''نہیں'' شیری نے جواب دیا

انسپکٹر تناکا نے یہ سننے کے بعد کچھ کہا تو نہیں لیکن شیری خود کو جھوٹا سا محسوس کرنے لگی۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ چلتی گاڑی سے گرنے کے بعد ذرہ برابر بھی چوٹ نہیں آئے۔ کسی قسم کی کوئی خراش ہی نہ لگے۔ لیکن وہ اس سلسلے میں کیا کر سکتی تھی۔ اس کے ساتھ تو یہی ہوا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ انسپکٹر کے ساتھ ساتھ اب کرائس بھی اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ برداشت نہیں کر سکی اور بھڑک اٹھی

''ٹھیک ہے۔ آپ لوگ میرا یقین مت کریں۔ کیا آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں پاگل ہو گئی ہوں اور میرے ذہن میں یہ چھپا ہوا ہے کہ میں ٹیکسی لے کر ٹوکیو کی سڑکوں پر ماری ماری پھروں اور کوئی شخص مجھ پر مجرمانہ حملہ کرے اور میرا یہ تصور اس حد تک پختہ ہو گیا ہے کہ میں اسے سچ سمجھنے لگی ہوں''

تناکا جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ ''میں معافی چاہتا ہوں شیری کہ میری باتوں سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ اچھا اب میں چلتا ہوں''

وہ چلنے کے لیے مڑا پھر اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں آپ کو ایک جاپانی نظم سناؤں۔ وہ نظم کچھ یوں ہے کہ تتلی عبادت گاہ کے گھنٹے سے چپکی ہوئی اس وقت تک سوتی رہتی ہے جب تک کوئی اس گھنٹے کو نہ بجائے۔ بہر حال ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس گھنٹے کو بجانے کے لیے کس کے ہاتھ آگے بڑھتے ہیں''

شیری اسے حیرت سے دیکھتی رہی۔ تناکا کے جانے کے بعد شیری بھی اپنے کمرے میں جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ کرائس اسے اس کے کمرے تک پہنچانے کے لیے آیا تھا

''دروازہ اندر سے بند کر لینا اس نے ہدایت کی اور کسی بھی حال میں مت کھولنا''

شیری کو اس کی نصیحت سے زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت تھی۔ وہ اس کی ہمدردی اور اس کا خلوص چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کرائس جاتے وقت پہلے کی طرح اس کے ہاتھ کو دبا کر اپنی گرمجوشی اور ہمدردی کا اظہار کرے گا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اسے شب بخیر کہہ کر چلا گیا تھا

شیری نے اندر آ کر دروازہ بند کیا اور کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے سامنے عظیم شہر ٹوکیو اپنی تمامتر خوبیوں اور خوبصورتی کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ اس نے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ زندگی بہت خوب صورت اور کٹھن ہوا کرتی ہے اور بہت کم ایسے ہوا کرتے ہیں جو اس بدصورتی میں بھی حسن تلاش کر لیتے ہیں۔ جاپانیوں نے بھی یہی کہا تھا۔ جنگ کے بعد ان کی زندگی دشواریوں اور بدصورتیوں کا آمیزہ ہو گئی تھی۔ لیکن انہوں نے اپنی صلاحیتوں سے قدرت کے حسن کو تلاش کر لیا تھا اور اب اس سے لطف اٹھا رہے تھے

لیکن شاید ایسا کرنا اس کے لیے آسان نہ ہو۔ نہ جانے پاکستان میں اس کی زندگی کس انداز کی ہو۔ نیا ملک، نیا ماحول، وہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گئی۔ بہت دنوں بعد اسے اپنے انکل ڈین اور آنٹی آئرین یاد آ رہے تھے۔ اس کے انکل نے بھی اپنے محبت سے زندگی کو خوب صورت کر لیا

تھا۔اوراب وہ شکاگو میں الیکٹرونس کے کاروبار میں ایک بڑے آدمی سمجھے جاتے تھے انکل ڈین کے ساتھ شیری کواپنے والدین بھی یاد آ گئے ۔ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہوچکی تھی اوراس کے ڈیڈی ستائیس برس تک ہوانا کی مشنری میں خدمات انجام دینے کے بعددل کے دورے میں انتقال کر گئے تھے

انکل ڈین اس کے ڈیڈی کی آخری رسومات میں شریک نہیں ہوسکے تھے۔لیکن انہوں نے اسی زمانے میں اپنے کاروبار کا آغاز کر دیا تھا اوروہ کاروبار ابھی گھٹنوں کے بل چل رہاتھا۔اسی لیے وہ شیری کی کفالت نہیں کر سکتے تھے اورشیری کواپنی زندگی کا بوجھ خود ہی اٹھانا تھا۔اسی لیے اس نے تعمیراتی فرم میں ملازمت کر لی اوراسی سلسلے میں اسے سائیگان بھی جانا پڑ گیا۔اس دوران انکل ڈین کا کاروبار چل نکلا اورانہوں نے شیری کو بلانے کے لیے ایک خط بھیج دیا۔لیکن اب شیری اپنے راستے پر خود ہی چل پڑی تھی۔اسے اپنے کسی رشتے دار کے سہارے کی ضرورت نہیں تھی

پھر وقت گزر گیا۔اس کی ملاقات ڈیوٹی سے ہوئی۔پھر کرائس سے ہوئی اور یہ لوگ مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے ٹوکیو پہنچ گئے تھے۔ یہاں انہوں نے ڈھیر سی تفریح کی تھی۔خوب صورت باغات اورقدیم عمارتیں دیکھی تھیں۔ننجو قلعے کی طرف گئے تھے۔گولڈن پویلین دیکھا تھا۔پھر عبادت گاہ کے پاس پہنچ کر گائڈ نے ان سے کہا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ باندھ لیں۔اس نے یہ جملہ کئی بار دہرایا تھا۔اس جملے کی بازگشت اس وقت بھی شیری کے ذہن میں تھی۔پھر یہ جملہ فون کی گھنٹی میں تبدیل ہوگیا۔وہ چونک اٹھی۔اس کے خیالات کا سلسلہ منتشر ہوگیا۔وہ بستر سے اتری اور میز پر رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھایا

اس کی آہٹ نے ڈیوٹی کو بھی جگا دیا تھا۔''کیا صبح ہوگئی ہے؟''اس نے پوچھا

''نہیں ابھی رات ہے'' شیری نے جواب دیا۔''چلو کروٹ بدل کر سو جاؤ''

''مس شیری جونز؟'' دوسری طرف سے کسی لڑکی کی نرم اورخوب صورت آواز سنائی دی

''ہاں میں شیری بول رہی ہوں۔کون ہوتم۔''

''تم مجھے نہیں جانتیں اور میں تمہیں نہیں جانتی۔مس شیری''

ڈیوٹی نے کچھ پوچھنا چاہا لیکن شیری نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا

''کوئی بات نہیں وہ لڑکی کہہ رہی تھی۔''میرا خیال ہے کہ تمہیں مجھ سے ضرور ملنا چاہیے۔میں جانتی ہوں کہ تم مصیبتوں میں پھنسی ہوئی ہو اور میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔میں ان مصیبتوں سے نکلنے میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔میری بات سمجھ گئیں''

''نہیں،میں نہیں سمجھی میں کسی مصیبت میں نہیں ہوں اورتم کون ہو؟''

''تم کل رات میرے پاس آ جانا'' دوسری طرف سے کہا گیا

''لیکن تمہیں اکیلے آنا ہوگا۔اگر کوئی تمہارے ساتھ ہوا تو میں تم سے نہیں مل سکوں گی۔تم موناڈکو سے واقف ہو؟''

''موناڈکو'' شیری نے حیرت سے دہرایا

''ہاں یہ اس شہر میں پاچنکو کھیل کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ گنزا اسٹریٹ کے عقب میں گنزا نامی اسٹریٹ ہے۔ یہ اسی اسٹریٹ پر ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ تم کسی سے پوچھ لینا۔ وہ تمہیں بتا دے گا۔ تمہیں ٹھیک کل گیارہ بجے پہنچنا ہے۔ رات گیارہ بجے میں وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔ مونا ڈو آ کر تم آئی ساکو کے بارے میں معلوم کر لینا۔ یاد رکھنا میرا نام آئی ساکو ہے''

''ذرا ایک منٹ شیری جلدی سے بولی۔ ''میری بات تو سنو۔ یہ سب کیا ہے۔ تم کون ہو۔ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تھا۔

... وہ بہت دیر تک ریسیور کو ہاتھ میں لیے بیٹھی رہی۔ اس کا ذہن بالکل خالی ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے

''میرا خیال ہے کہ ہم لوگ کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں'' ڈیوٹی کی آواز نے اسے چونکا دیا

اس نے جلدی سے ریسیور واپس رکھا اور اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ ''بری بات۔ چھوٹے بچے ایسی باتیں نہیں کیا کرتے''

''کیوں نہیں کرتے؟'' ڈیوٹی بستر سے اتر کر اس کے پاس آ گیا

''میں اب اتنا چھوٹا بھی نہیں ہوں۔ اسی لیے بہتر یہی ہے کہ مجھے سب کچھ بتا دیا جائے''

شیری اپنی بے ساختہ مسکراہٹ نہیں روک سکتی تھی ٹھیک ہے ننھے سراغرساں اس نے ایک گہری سانس لی۔ ''مسئلہ صرف یہ ہے کہ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے نیکا سیٹو کی بجائے کہیں اور لے جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں اس کے چنگل سے نکل آئی اور اب کسی عورت کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بلایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں کسی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ بس اتنی سی بات ہے۔ چلو اب تم اچھے بچوں کی طرح جا کر سو جاؤ''

''کیا تم اس عورت سے ملنے کے لیے جاؤ گی۔؟'' ڈیوٹی نے پوچھا

''کیوں تمہیں اس سے کیا''

'میں بھی ساتھ چلوں گا''

'ٹھیک ہے۔ دیکھا جائے گا۔ چلو اب اپنے بستر پر جاؤ شاباش''

ڈیوٹی کے کہنے کے بعد وہ بھی لیٹ گئی۔ لیکن اس کا ذہن تو الجھا ہوا تھا۔ اور جب ذہن الجھا ہو تو پھر نیند نہیں آتی۔ صرف خیالات آیا کرتے ہیں۔ الٹے سیدھے پریشان اور خوفزدہ کر دینے والے خیالات۔ کئی آوازیں گونج رہی تھیں۔ ان میں ایک آواز اس امریکن کی تھی جس نے فون کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ ہوٹل کب چھوڑ رہی تھی اور دوسری آواز اس عورت کی تھی جس نے اسے ایک خاص مقام پر بلایا تھا

بالآخر آوازوں اور خیالات کے درمیان اسے نیند آ ہی گئی۔ اس کی آنکھ کھلی تو سورج ٹوکیو پر نمودار ہو چکا تھا۔ غسل خانے سے ڈیوٹی کے گنگنانے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ اس سے پہلے ہی بیدار ہو کر غسل خانے میں چلا گیا تھا۔ وہ بستر سے اٹھ کر آئینے کے سامنے آ گئی۔ اس کی آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے پڑ گئے تھے

ناشتے کے لیے نیچے جانے سے پہلے اس نے ڈیوٹی سے کہا

''ڈیوٹی آج تمہیں میرے اور کرائس کے ساتھ چلنا ہوگا''

یہ سن کر ڈیوٹی کا چہرہ اتر گیا۔ اس نے آج جوڈو کلب جانے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ پھر بھی اس نے اپنے موڈ پر قابو پا لیا تھا۔ ''کیا تمہیں میری ضرورت پڑے گی؟''

''ہاں ہاں اسی لیے تو کہہ رہی ہوں''

'ٹھیک ہے تو پھر میں بھی ساتھ چلوں گا''

کوریڈور ہی پر ان کی ملاقات اس ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ایک بوڑھی عورت سے ہوگئی۔ یہ عورت انہیں اکثر دکھائی دی تھی اور ان کے درمیان علیک سلیک بھی ہو چکی تھی

اس موقع پر اس نے اپنا تعارف کروایا۔ اس کا نام سوسن تھا۔ میساچوسٹس کی رہنے والی تھی اور ایک دولت مند بیوہ تھی۔ ان دونوں نے بھی سے اپنے بارے میں بتا دیا تھا

ریستوران میں آ کر ان دونوں نے اپنے لیے ایک ایسی میز منتخب کی جو شیشے کی دیوار کے قریب تھی اور وہاں سے باہر پتھروں کا بنا ہوا مصنوعی اشتہار دیکھا جا سکتا تھا۔ ہوٹل کے مستعد بیرے نے اس کے سامنے ایک مینو لا کر رکھ دیا۔ جس پر انگریزی اور جاپانی میں کھانوں کے نام لکھے ہوئے تھے۔ لیکن آرڈر دینے سے پہلے اس نے بیرے سے پاچنکو کے بارے میں سوال کر لیا

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ پاچنکو کھیل کیا ہوتا ہے۔''

''کیوں نہیں مادام'' بیرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ہمارے جاپان میں یہ کھیل ہر جگہ کھیلا جاتا ہے۔ یہ دراصل بال پھینک کر نشانہ لگانے والا ایک کھیل ہے اور اس میں جیتنے والی کو چھوٹی چھوٹی چیزیں تحفے میں دی جاتی ہیں۔ مثلاً" کوئی صابن یا کیک وغیرہ۔ اس میں نقد رقم نہیں دی جاتی۔ کیونکہ یہ کسی قسم کا جوا نہیں ہے''

شیری نے اسے ناشتے کا آرڈر دے دیا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے اپنے اردگرد نگاہیں دوڑائیں۔ اس کے قریب والی میز پر جاپانیوں کا ایک گروپ بیٹھا تھا اور سامنے والی میز پر چار امریکی عورتیں ایک دوسرے کو اپنی اپنی سیاحت کے واقعات سنانے میں لگی ہوئی تھیں

ان لوگوں کا ناشتہ ختم ہی ہوا تھا کہ کرائس بھی آ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر وہی کھلنڈری سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی جو اس کی شخصیت کا جز بن کر رہ گئی تھی۔ اس نے بڑے خوشگوار انداز میں ان دونوں سے علیک سلیک کی اور تیسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیرے کو اپنے لیے کافی لانے کا آرڈر دے دیا تھا

یہ شخص شیری کی توقعات کے برعکس ثابت ہوا تھا۔ شیری کا خیال تھا کہ وہ اس سے گزرنے والی رات کے بارے میں بھی پوچھے گا۔ بڑی بے تابی سے اس کی خیریت دریافت کرے گا۔ لیکن اس کے برعکس وہ بہت لاپرواہ دکھائی دے رہا تھا۔ بالآخر شیری نے خود ہی بتانا شروع کر دیا

''رات کو کسی جاپانی عورت کا فون آیا تھا۔ وہ آج رات مجھ سے مانو کو نامی جگہ پر ملنا چاہتی ہے۔ یہ جگہ گنزا اسٹریٹ کے عقب میں ہے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ میں کسی مصیبت میں پھنسی ہوئی ہوں اور وہ میری مدد کرسکتی ہے''

'کس قسم کی مصیبت؟'' کرائس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا

شیری کو یہ سوال سن کر تھوڑا صدمہ ہوا تھا۔ کرائس اتنا انجان کیوں بن رہا تھا۔ جب کہ اسے سارے واقعات کا علم تھا

''فکر مت کرو۔ اگر میں کسی مصیبت میں ہوئی بھی تو تم سے نہیں کہوں گی'' وہ غصے سے بولی

''اوہ'' کرائس نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔ ''برا مان گئیں۔ ہم لوگوں کی ملاقات کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں اور ابھی سے تم ناراض ہونے لگی ہو''

یہ بہت عجیب بات تھی۔ کرائس نے یہ بات اگرچہ مذاق سے اور اسے بہلانے کی خاطر کہی تھی۔ پھر بھی شیری کو بہت اچھی محسوس ہوئی۔ واقعی ان دونوں کے درمیان ملاقات بھی کتنی پرانی تھی۔ صرف آٹھ دن پہلے وہ ایک دوسرے سے ملے تھے اور ان آٹھ دنوں میں کوئی کسی کو کیا سمجھ سکتا ہے

''جانتی ہو جب میں تمہارے اور ڈیوٹی کے ساتھ ہوتا ہوں تو مجھے سب کچھ اچھا معلوم ہونے لگتا ہے۔ سڑکیں، دکانیں سب اچھی اور بھلی معلوم ہوتی ہیں''

شیری خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ کرائس کا لہجہ اچانک ہی خواب ناک ہوگیا تھا۔ پھر وہ جیسے اپنے آپ میں آتے ہوئے بولا

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ دیکھتے ہیں وہ لڑکی کیا کہتی ہے۔ ویسے تم گھبرانا نہیں۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہوگی۔ جب ہر طرف لوگ موجود ہوں تو اس وقت کوئی کسی پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرسکتا''

'ایسی بات نہیں ہے'' ڈیوٹی جلدی سے بول پڑا۔ ''بلکہ میرے خیال میں مجمع میں اگر کوئی کسی کو مارنا چاہے تو زیادہ آسانی ہوتی ہے۔ کیونکہ اتنے آدمیوں کی بھیڑ میں یہ معلوم ہی نہیں ہوسکتا کہ کس نے گولی چلائی تھی''

'واہ میرے ننھے سراغ رساں'' کرائس اس کی بات سن کر مسکرا دیا۔ ''تم اب سب کے سامنے یہ سب مت کہتے رہنا۔ سمجھے''

ڈیوٹی زور زور سے ہنسنے لگا۔ شیری بھی مسکرا دی۔ بہت دیر بعد اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند صاف ہوئی تھی۔

وقت شیری کو رے یاد آ گیا۔ رے سے اس کی ملاقات سائیگان میں ہوتی تھی اور وہ دونوں تفریح کے لیے جایا کرتے تھے اور رے بھی اسی طرح اس کے لیے جاتا تھا۔ لیکن اس عمل سے کیا ظاہر ہوتا تھا۔ ایک مرد کی توجہ محبت گرم جوشی یا صرف عادت ہوسکتا ہے کہ بعض مردوں کے نزدیک اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔ پتہ نہیں یہ کرائس کیا سوچتا تھا اس کے جذبات کیا تھے۔ کیا یہ اس کی عادت تھی۔ یا توجہ بہر حال وہ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کرسکتی تھی

وہ لوگ بہت دیر تک گھنزا میں شاپنگ کرتے رہے یہاں انہیں ایک پیاری سی جاپانی لڑکی ملی جس کا نام اکیمی اوکا موڈ تھا۔ وہ لڑکی ان کی گائیڈ بن کر انہیں بہت سی جگہوں پر لے گئی۔ اس دن وہ میجی کی یادگار دیکھنے گئے۔ جہاں مہاتما بدھ کا ایک عظیم الشان مجسمہ آلتی پالتی مارے اپنا سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس احاطہ میں وہ داخل نہیں ہوسکے تھے۔ کیونکہ صرف تہواروں کے موقعوں پر اس احاطے میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔ اس

صورت حال نے ڈیوٹی کو بہت بدل کر دیا تھا۔اس احاطے کے باہر بہت سے سیاح بھی کھڑے تھے۔ان میں ایک جاپانی جوڑا بھی تھا جن کے ساتھ دس گیارہ برس کی ایک پیاری سی بچی تھی۔ان لوگوں نے شیری کرائس اور ڈیوٹی سے ایک تصویر اتروانے کی درخواست کی۔ان لوگوں نے اس جوڑے کی بات مان لی تھی۔تصویر اتروانے کے بعد ڈیوٹی ان لوگوں کے ساتھ ہی چل پڑا تھا۔لیکن شیری نے آواز دے کر اسے بلا لیا۔وہ یہاں کسی کو نہیں جانتی تھی یہ لوگ اس کے لیے اجنبی تھے۔اس کے علاوہ ایک پراسرار سا خوف بھی اس کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔پھر وہ ڈیوٹی سے محبت بھی بہت کرتی تھی

''ایسا محسوس ہوا جیسے تم اپنے بیٹے کے لیے پریشان ہو رہی ہو'' کرائس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

شیری کو یہ سن کر حیرت ہوئی تھی۔کیا وہ اتنی ہی ٹرانسپیرنٹ تھی کہ اپنے احساسات بھی چھپا نہیں سکتی تھی۔اس نے کرائس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔کیونکہ خود کرائس نے موضوع بدل دیا تھا۔وہ اب اپنی تنہا زندگی اور تنہا فلیٹ کے بارے میں بتا رہا تھا۔اس نے اپنے والدین کے بارے میں بتایا جو ابھی تک انڈیانا میں تھے۔لیکن والدین کے ہوتے ہوئے بھی اس کی زندگی تنہا تھی اور کسی نے اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی تھی اس نے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں بتایا جنھوں نے ایک بار اس کی دعوت کی تھی اور اس کی زندگی کا وہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے اس میں دلچسپی کا اظہار کیا تھا

پھر اس نے اس لڑکی کے بارے میں بتایا جو اس کے سامنے والے فلیٹ میں رہتی تھی اور کرائس میں دلچسپی کا اظہار کیا تھا

پھر اس نے اس لڑکی کے بارے میں بتایا جو اس کے سامنے والے فلیٹ میں رہتی تھی اور کرائس میں دلچسپی لے رہی تھی۔لیکن کرائس اس کے لیے سنجیدہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس لڑکی کے حالات مختلف تھے۔اس کا مزاج مختلف تھا۔اس کے انداز مختلف تھے

''اب تم مجھے اپنے فلیٹ کے بارے میں بتاؤ'' اس نے شیری سے پوچھا۔''کیا تمھیں تنہائی محسوس نہیں ہوتی؟''

'میرا فلیٹ بھی بہت چھوٹا ہے'' شیری نے بتایا۔''بس کسی نہ کسی طرح گزارا کر لیتی ہوں۔جہاں تک تنہائی کا سوال ہے تو یہ عذاب میرے ساتھ بھی ہے۔خاص طور پر کرائس کے دنوں نے ویت نام اور ہندوستان کے اجڑے ہوئے اور یتیم بھوکے اور بیمار بچوں کو دیکھا ہے۔میرا احساس ختم ہو گیا ہے۔اس دنیا میں بہت غربت اور بڑی تنہائی ہے کرائس۔ان بچوں کی غربت اور تنہائی کو دیکھ کر میں نے اپنی تنہائی کا احساس ختم کر دیا ہے''

'تم واقعی بہت مہربان اور نرم دل کی ہو شیری'' کرائس نے مسکراتے ہوئے کہا۔''لیکن میں بھی بے حس نہیں ہوں۔مجھے بھی ایسے بچوں سے محبت ہے۔ان کا دکھ محسوہ ہوتا ہے۔میں تمھیں بتاؤں۔میرے علاقے میں ایک اخبار فروش لڑکا ہے۔وہ بیچارہ بھی بالکل تنہا ہے اور میری اس سے اچھی خاصی دوستی ہے۔اسے جب بھی موقع ملتا ہے۔وہ میرے پاس آ جاتا ہے اور ہم دونوں گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تنہائی کا مداوا یہی ہے۔ایک تنہا آدمی ہی دوسرے تنہا آدمی کے دکھ کو محسوس کر سکتا ہے کیوں؟''

اس نے شیری کی آنکھوں میں جھانکا اور شیری نے اس کا ہاتھ تھام لیا

اس رات ڈیوٹی کو سمجھانے میں بہت دشواری ہو رہی تھی۔وہ شیری کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا

''نہیں جان تم میرے ساتھ نہیں جا سکتے'' شیری نے اسے سمجھایا۔''میرے ساتھ کسی بچے کا جانا ٹھیک نہیں ہے''

شیری کا جواب سن کر ڈیوٹی کا منہ بن گیا۔ شیری کو اس لمحے اس پر بہت پیار آنے لگا۔ اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے بھینچ لیا۔ اسے اس طرح بے بنیاد سکون حاصل ہو رہا تھا اس لڑکے کی محبت نے اس کے گداز دل کو اور بھی گداز کر دیا

''ٹھیک ہے۔ اب میں چلتی ہوں شیری اسے بستر پر لٹاتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ اس نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا۔ اس نے اپنے بال بڑے سلیقے سے بنا رکھے تھے اور اس کا لباس بھی ٹھیک ہی تھا

شیری کو ڈیوٹی کی بات نہ ماننے کا افسوس بھی ہو رہا تھا۔ لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے ساتھ کس قسم کے حالات پیش آسکتے ہیں ہوسکتا تھا کہ اس عورت نے کسی اور مقصد سے اسے بلایا ہو۔ ممکن تھا کہ اس پر پہلے کی طرح حملہ ہونے والا ہو۔ حالانکہ اتنی بھری پڑی جگہ پر ایسا کوئی امکان نہیں تھا۔ پھر بھی ایک خوف تو اس کے ساتھ لاحق تھا ہی

'تم واپس کب آؤ گی؟'' ڈیوٹی نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

''آدھی رات ہو جائے گی میرے باپ'' شیری مسراتی ہوئی بولی ''اور ہاں دروازہ اندر سے بند کر لینا اور کسی بھی قیمت پر مت کھولنا میں واپس آکر نیچے سے فون کروں گی اور جب میری آواز پہچان لو۔ اس کے بعد میرے دستک دینے پر دروازہ کھول دینا سمجھے''

ڈیوٹی نے اثبات میں گردن ہلا دی اور شیری اس کمرے سے باہر آگئی۔ وہ دروازہ کے باہر اس وقت تک کھڑی رہی تھی جب تک ڈیوٹی نے اندر سے دروازہ نہیں بند کر لیا تھا۔ پھر جب اس نے دروازہ بند ہونے کی آواز سن لی تو کوریڈور کی طرف بڑھ گئی۔ اسی وقت کرائس بھی لفٹ سے اتر کر اسی کی طرف چلا آرہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر وہی پیاری سی کھلنڈری مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ شیری نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس سے ہاتھ ملایا اس کی موجودگی ہمیشہ اسے حوصلہ دیا کرتی تھی

''کیا خیال ہے پرسوں ہم دونوں ہانگ کانگ میں نہ مل لیں کرائس نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔ ہم لوگ رات بھر کشتی کی سیر بھی کرتے رہیں گے''

'نہیں ''شیری نے ایک گہری سانس لی۔'' مجھے افسوس ہے کہ میں تم سے نہیں مل سکوں گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم فارموسا ہوتے ہوئے جاؤ گے جبکہ میرا روٹ مختلف ہے''

اس کے بعد ان دونوں کے درمیان پھر کوئی بات نہیں ہوئی۔ دونوں ہی خاموش تھے۔ انہوں نے باہر آکر ایک ٹیکسی حاصل کی اور ٹیکسی والے کو مونا کا کچھ پتہ بتا دیا۔ شیری اچانک خود کو تھکی ہوئی اور خوفزدہ محسوس کرنے لگی تھی۔ نہ جانے وہ لڑکی اس سے مل کر کیا کہنے والی تھی۔ خطرہ اگر واضح ہوتو اتنی گھبراہٹ نہیں ہوا کرتی۔ لیکن جب خطرہ چھپا ہوا ہو تو انسان اپنے سائے سے بھی بھڑ کا ہوا ہوتا ہے

انہوں نے پاچنکو سے کچھ پہلے ہی ٹیکسی رکوا لی تھی۔ سامنے ہی موٹے موٹے روشن حروف میں مونا کو لکھا ہوا تھا۔ اس کے برابر میں ایک چھوٹا سا ریستوران تھا اور ریستوران کے برابر ایک تھیٹر دکھائی دے رہا تھا۔ گویا یہ ایک تفریحی مرکز تھا۔ اسی لیے بے فکروں کی ٹولیاں ادھر ادھر گھومتی پھر رہی تھیں

''ابھی ہم لوگوں کے پاس بہت وقت ہے'' کرائس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''ہم اتنی دیر تفریح کر لیتے ہیں''

اگرچہ یہ جگہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود شیری کو خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے بڑی مضبوطی کے ساتھ کرائس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ دونوں اس فٹ پاتھ پر ٹہلنے لگے۔ وہ ایک کافی ہاؤس کے سامنے سے گزرے۔ جس کے اندر سے آنے والی کافی کی خوشبو بہت بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر وہ یوروباشی تھیٹر کے سامنے کچھ دیر کھڑے ان جاپانی لڑکے اور لڑکیوں کو دیکھتے رہے جو رنگ برنگے لباسوں میں ملبوس ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے تھیٹر کے اندر جا رہے تھے۔ پھر وہ متوسوبیشی بینک کے سامنے کچھ دیر کھڑے رہے۔ اس کے بعد وہ پھر مونا کو سینٹر کے سامنے پہنچ گئے

''اب وقت آ گیا ہے'' کرائس نے اپنی کلائی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ''سب سے پہلے میں اندر جا کر کسی ایسی مشین پر کھیلنا شروع کر دوں گا جو مشین دروازے کے سامنے لگی ہوئی ہو۔ تم اندر آ کر اس لڑکی کے بارے میں کسی سے معلوم کرنا میں تمہیں دیکھتا رہوں گا اور ہاں کسی بھی حال میں اس ہال کو چھوڑ کر کسی کمرے میں مت جانا۔ اگر کوئی لے جانا چاہے تو انکار کر دینا میرا مطلب ہے کہ تم مجمع کے درمیان ہی رہنا سمجھ گئیں''

شیری نے اپنی گردن ہلا دی۔ اب اس کی گھبراہٹ کسی حد تک ختم ہو گئی تھی۔ نہ جانے کیوں عین وقت پر اس کا حوصلہ بیدار ہو گیا تھا۔ وہ محسوس کر رہی تھی جیسے آنے والے وقت نے اس کے اعصاب کو منتشر کرنے کی بجائے پرسکون کر دیا ہو۔ اس کے خیال میں آدمی جب مصیبت میں گھر ہی جائے تو وہ اپنے آپ کو قابو میں کر ہی لیتا ہے

کرائس اس سے رخصت ہو کر مونا کو سینٹر کی طرف بڑھ گیا۔ شیری اسے شیشے کے دروازے سے اندر جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ اس کے جانے کے بعد وہ تنہا ہو گئی تھی اور تنہائی اپنے ساتھ خوف کا آسیب بھی لایا کرتی ہے۔ پھر اچانک یوروباشی تھیٹر کا شو ختم ہوا اور لوگوں کی ایک بھیڑ اس تھیٹر سے باہر آ گئی۔ شیری اس بھیڑ کے درمیان پھنس کر رہ گئی تھی۔ لوگ اس سے ٹکراتے اور معذرت کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور وہ اس ریلے کی زد میں آ کر اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔ اس نے زور زور سے کرائس کو آوازیں دیں۔ لیکن وہاں اس کی طرف توجہ دینے والا کوئی نہیں تھا۔ پھر اچانک کسی نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا

''میرا خیال ہے کہ تمہیں اس وقت مدد کی ضرورت ہے'' ہاتھ پکڑنے والے نے کہا

اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ ایک امریکن تھا جس نے بروقت اسے سنبھال لیا تھا۔ وہ ایک جوان العمر آدمی تھا۔ جس کی آنکھیں اسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں

''میں اب ٹھیک ہوں'' شیری نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا ''تمہارا بہت بہت شکریہ''

اس آدمی نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ شیری نے اس مجمع سے نکلنے کی بجائے اس ریلے میں بہہ جانا مناسب سمجھا اس کا رخ اب مونا کو سینٹر کی طرف تھا۔ پھر اسے یہ ہوش نہیں رہا کہ وہ کس طرح شیشے کے دروازے کے ذریعے اس ہال میں پہنچ گئی۔ اندر آ کر اسے احساس ہوا کہ وہ اجنبیوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔ یہاں موجود وہ ایک غیر ملکی لڑکی ہے اور بے شمار لوگوں کی چبھتی ہوئی نگاہیں اس پر لگی ہوئی ہیں۔ اس ہال میں بے شمار

مشینیں لگی ہوئی تھیں اور بے شمار لوگ پاچنکو کھیلنے میں مصروف تھے اس نے ادھر ادھر دیکھا کرائس کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ وہ کچھ دیر تک دہشت کے عالم میں کھڑی رہی پھر دھیرے دھیرے لوگوں کے درمیان بڑھنا شروع کر دیا۔ کرائس نے کہا تھا کہ وہ اس پر دھیان دیتا رہے گا۔ وہ اسے نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دے گا۔ لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا

پھر شیری نے ایک ایسی عورت کو دیکھا جو نیلے رنگ کی وردی میں ملبوس مشینوں کے درمیان گھومتی پھر رہی تھی۔ وہ شاید انتظامیہ سے تعلق رکھتی تھی۔ شیری لوگوں کے درمیان سے راستہ بناتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی

''میں آئی ساکو کی تلاش میں ہوں'' شیری نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسے خدشہ تھا کہ شاید یہ عورت انگریزی نہیں جانتی ہوگی۔ لیکن وہ انگریزی جانتی تھی

''کیوں تم آئی ساکو کو کیوں تلاش کر رہی ہو؟'' اس عورت نے اس پر اپنی نگاہیں جماتے ہوئے پوچھا

''وہ مجھے جانتی ہے'' شیری نے جواب دیا۔ ''اس نے مجھے ملنے کا وقت دیا تھا''

''ٹھیک ہے'' اس عورت نے اپنی گردن ہلا دی۔ ''میں ابھی بلاتی ہوں''

وہ شیری کو اسی جگہ کھڑے رہنے کی ہدایت دے کر ایک طرف چلی گئی۔ شیری نے اس کے جانے کے بعد ایک بار پھر کرائس کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ وہ ہال لوگوں کے شور سے گونج رہا تھا۔ ہارنے والے افسوس کی صدائیں بلند کرتے اور کامیاب ہونے والے جذباتی نعرے لگاتے۔ کچھ دیر بعد وہ عورت ایک خوب صورت سی جاپانی لڑکی کو لے کر شیری کے پاس پہنچ گئی۔ اس جاپانی لڑکی نے بہت خوب صورت لباس اور کانوں میں چمکتے ہوئے بندے پہن رکھے تھے۔ وہ شیری کو دیکھ کر مسکرا دی

''یہی آئی ساکو ہے'' پہلی عورت نے شیری سے مخاطب ہو کر بتایا۔ ''تم اس سے کیوں ملنا چاہتی تھیں۔''

''ہیلو!'' شیری نے اس خوب صورت لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔ ''میں شیری ہوں شیری جونز''

اس لڑکی نے نہ سمجھنے والے انداز میں اپنی گردن ہلا دی وہ کچھ پریشان سی ہو گئی تھی

''یہ انگریزی نہیں جانتی'' پہلی عورت نے شیری کو بتایا

''کیا!'' شیری یہ سن کر حیران رہ گئی تھی۔ ''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے تو مجھے گیارہ بجے یہاں آنے کے لیے کہا تھا''

پہلی عورت نے شیری کی بات کا ترجمہ کر کے لڑکی کو بتایا وہ لڑکی انکار کے انداز میں جلدی جلدی اپنی گردن ہلانے لگی

''سوال ہی نہیں پیدا ہوتا'' پہلی عورت شیری سے مخاطب ہوئی۔ ''جب یہ انگریزی جانتی ہی نہیں ہے تو پھر تمہیں کیسے فون کر سکتی ہے''

''کیا اس کے علاوہ بھی آئی ساکو نام کی کوئی عورت تمہارے یہاں کام کرتی ہے؟'' شیری نے پوچھا

''نہیں اس عورت نے جواب دیا۔ ''اس کے علاوہ یہاں اور کوئی آئی ساکو نہیں ہے''

یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ شیری کے لیے سوائے حیرت کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ جاپانی لڑکی شیری کی طرف دیکھ کر اپنے روایتی انداز میں آگے

کی طرف جھکی اور مسکراتی ہوئی ایک طرف چلی گئی۔ شیری اس عورت کا شکریہ ادا کر کے دروازے کی طرف بڑھ گئی جہاں کرائس بھی اس سے آملا تھا

دوسری صبح کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ وہی زمین ویسا ہی آسمان اور ویسی ہی زندگی کی مصروفیات۔ رات کے واقعات دھند کی طرح دھوپ پھیلنے کے بعد غائب ہو گئے تھے اور ان لوگوں کو اپنے پروگرام کے مطابق ہانگ کانگ پرواز کر جانا تھا۔ ان دونوں کو پہنچانے کے لیے کرائس بھی ایئرپورٹ تک آیا تھا۔ وہ ان دونوں کو رخصت کرتے وقت کچھ اداس معلوم ہو رہا تھا۔ جبکہ ڈیوٹی ہانگ کانگ دیکھنے کے خیال سے بہت پرجوش اور خوش ہو رہا تھا

ایئرپورٹ کے لاؤنج میں ان کی ملاقات بوڑھی سوزن سے بھی ہوگئی۔ جو خود بھی اسی طیارے کے ذریعے پرواز کر رہی تھی۔ وہ شیری کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ شیری نے کرائس کا تعارف بھی اس سے کروادیا

ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتے ہوئے شیری کو سفری الجھنوں سے زیادہ کاغذی کاروائیوں کی الجھنیں پریشان کر دیتی تھیں۔ پاسپورٹ، انٹری، ہیلتھ سرٹیفکیٹ، ایئرلائن کے ٹکٹ، ان کی چھان بین، تصدیق اور نہ جانے کیا کیا۔ یہ سارے لوازمات اسے پریشان کر دیا کرتے تھے۔ لیکن سفر کرنے کے لیے یہ سب بھی ضروری تھا

کچھ دیر بعد طیارے کی روانگی کا اعلان ہونے لگا۔ جدائی قریب آگئی تھی۔ شیری نے محسوس کیا کہ اس موقع پر کرائس اس سے کچھ کہنا چاہتا ہو۔ کوئی ایسی بات جو اس کے دل میں چھپی ہوئی تھی۔ لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکا اور وہ سب ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔ اس وقت کرائس کی آنکھوں کی اداسی اور بڑھ گئی تھی اور اس کا ہاتھ بڑی مشینی انداز میں ڈیوٹی اور شیری کو الوداع کہہ رہا تھا

جہاز نے پرواز کی اور جاپان کی جادوئی سرزمین ان کی نگاہوں سے اوجھل ہونے لگی۔ خوب صورت باغات، بھرے پرے گھر، چاولوں کے کھیت اور مندروں کے عکس رفتہ رفتہ معدوم ہوتے چلے گئے۔ جاپان کے مشہور فیوجی یاما پہاڑ کی برف زدہ چوٹیاں لمحے بھر کے لیے چمکیں پھر وہ بھی اوجھل ہوگئیں۔ اب ہر سمت بادل پھیلے ہوئے تھے اور جہاز ان بادلوں کے اوپر سے پرواز کر رہا تھا

اس وقت اسے کرائس یاد آ گیا۔ اس کی آنکھیں یاد آگئیں اس نے محسوس کیا کہ جیسے ان آنکھوں کی اداسی نے پورے جہاز کو اپنے حصار میں لے لیا ہو۔ پھر عقبی سیٹ سے کسی کے کھانسنے کی آواز آئی۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ بوڑھی سوزن اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

... طیارہ رات تین بجے ہانگ کانگ کے کائی ٹیک ایئرپورٹ پر اتر گیا

اس ایئرپورٹ کی کوئی بات بھی دوسرے بین الاقوامی ایئرپورٹوں سے مختلف نہیں تھی۔ سب کچھ ایک ہی جیسا ہوا کرتا ہے۔ ویسی ہی جگمگاتی ہوئی عمارتیں۔ طیاروں کا شور گاڑیوں کی آمد و رفت اور ایئر ہوسٹسوں کی آمد و رفت کسٹم حکام کی مستعدی۔ کاغذات اور سامان کی جانچ پڑتال۔ مختلف ملکوں کے سیاحوں کی ریل پیل۔ یہ سب ہی کچھ بین الاقوامی ایئرپورٹوں پر دیکھنے میں آیا کرتا تھا۔ ہانگ کانگ کا کھائی ٹیک بھی اس سے مبرا نہیں تھا

ڈیوٹی اور شیری اپنا اپنا بیگ اپنے ہاتھ میں اٹھائے اس لائن میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ جو پاسپورٹ اور دیگر کاغذات کی جانچ پڑتال کے

لیے لگائی گئی تھی۔ کاؤنٹر پر یونیفارم میں ملبوس لوگ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آنے والوں کے کاغذات کو دیکھ کر ان کے پاسپورٹوں پر ویزا کی مہر رسید کر رہے تھے۔ شیری نے دیکھا کہ بوڑھی سوزن اسی لائن میں ان سے کچھ پیچھے کھڑی تھی اس کے اور ان دونوں کے درمیان دو افریقی کھڑے ہوئے تھے

کاؤنٹر پر پہنچ کر شیری نے اپنا اور ڈیوٹی کا پاسپورٹ وردی میں ملبوس امیگریشن آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ آفیسر نے شیری کے پاسپورٹ پر ایک نظر ڈالی پھر جلدی سے اس کی طرف دیکھ کر بولا

''پلیز آپ ذرا ایک طرف کھڑی ہو جائیں''

شیری نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ آفیسر اب اس کے پیچھے کھڑے ہوئے افریقی کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ شیری نے ڈیوٹی کا ہاتھ پکڑا اور قطار سے نکل کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا گیا ہے۔ لیکن ان لوگوں سے کچھ معلوم کرنے کا فائدہ بھی نہیں تھا

مسز سوزن بھی اسی قطار میں چلتی ہوئی شیری کے سامنے پہنچ گئی۔ اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

''کیا بات ہے۔ تم دونوں کیوں کھڑے ہو''

''پتہ نہیں، ہمیں کیوں روک لیا گیا ہے'' شیری نے جواب دیا مسز سوزن نے اپنا پاسپورٹ اور دیگر کاغذات آفیسر کے حوالے کر دیے۔ شیری بے شمار سوالات اور الجھنوں کے درمیان کھڑی رہی تھی۔ مسز سوزن کو بھی فارغ کر دیا گیا۔ مسز سوزن کو رخصت کرنے کے بعد امیگریشن آفیسر نے اپنی کرسی پر ایک دوسری باوردی شخص کو بٹھایا اور خود کاؤنٹر کی پچھلی طرف سے گھوم کر شیری کے پاس آ گیا

''آیئے مس شیری'' اس نے ایک طرف اشارہ کیا۔ ''میرے ساتھ آئیں''

ڈیوٹی نے شیری کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ وہ دونوں آفیسر کے پیچھے پیچھے اس ہال سے نکل کر ایک طویل کوریڈور میں پہنچے۔ پھر وہ انہیں ایک کمرے کے دروازے پر لے آیا۔ اس کمرے کے دروازے پر کسی قسم کی تختی نہیں لگی تھی۔ اس آفیسر نے آگے بڑھ کر شیری کے لیے دروازہ کھول دیا

''آیئے'' اس نے اشارہ کیا۔ شیری اور ڈیوٹی نے ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا پھر شیری ڈیوٹی کا ہاتھ تھامے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئی

یہ کوئی دفتر تھا۔ اس میں رکھا ہوا فرنیچر زیادہ قیمتی تو نہیں تھا لیکن دفتر کی ضروریات کو پورا کر رہا تھا۔ دیوار پر بھی ہانگ کانگ کا ایک بڑا سا نقشہ تھا۔ اور اسی دیوار کے آگے ایک بڑی سی میز بچھی ہوئی تھی۔ جس پر فائلیں رکھی تھیں۔ اس میز کے عقب میں جو کرسی تھی اس پر ایک چینی بیٹھا جو انہیں کمرے میں آتے دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ تکونا سا تھا اور اس کی آنکھیں بے حد چمکدار تھیں جو اس کے ذہین ہونے کا پتہ دے رہی تھیں

''تشریف رکھیں'' اس نے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ شیری اور ڈیوٹی کرسیوں پر بیٹھ گئے

''میں سارجنٹ جون ہوں'' اس نے اپنا تعارف کروایا میرا تعلق سینٹرل انٹیلی جینس سے ہے

اس کی انگریزی بہت اچھی تھی اور اس کا لہجہ بھی صاف تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس نے یورپ میں تعلیم حاصل کی ہو۔ اس نے میز پر

رکھا ہوا شیری کا پاسپورٹ اٹھا کر دیکھا پھر شیری سے مخاطب ہوا

''ہماری اطلاعات کے مطابق آپ آٹھ بج کر پینتالیس منٹ پر ٹوکیو پہنچی تھیں۔ آپ ہونالولو سے آئی تھیں اور آپ نے ہوٹل نیو جاپان میں قیام کیا تھا۔ آج صبح آپ نے ہانگ کانگ آنے کے لیے پرواز کی۔ آپ کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ آپ ایک تعمیراتی فرم میں سیکریٹری ہیں۔ ہوانا کیوبا میں پیدا ہوئیں اور آپ کی شہریت امریکی ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا!''

''ہاں ٹھیک تو ہے۔ لیکن بات کیا ہے آپ مجھ سے یہ سب کیوں معلوم کر رہے ہیں''

''کیا آپ کرائس ہرنگسٹن سے واقف ہیں''

''کرائس سے ہاں واقف ہوں۔ کیوں کیا ہوا اسے''

''میری بات کا جواب دیں کرائس کہاں ہے۔''

''وہ۔ میرے خیال میں اس وقت وہ فارموسا میں ہوگا''

''ہوں۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کس ہوٹل میں قیام کرے گا؟''

''نہیں یہ میں نہیں جانتی مجھے بس اتنا معلوم ہے کہ وہ کل ہانگ کانگ آنے والا ہے''

'کس ایئر لائن سے آ رہا ہے؟''

'میں اے ایس سے'' شیری نے جواب دیا

''آپ اس سے کتنے دنوں سے واقف ہیں؟''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے اس کے ساتھ؟''

''میرے سوال کا جواب دیں مس شیری۔ آپ سے اس کی واقفیت کتنی پرانی ہے۔''

''دس دنوں پہلے میری اس سے مونا کوٹو میں ملاقات ہوئی تھی''

'ہوں یوں ایک گہری سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ ''اب یہ بتائیں کہ کیا آپ ٹوکیو کی کسی مس آئی ساکو ہرادا سے واقف ہیں''

شیری سناٹے میں رہ گئی۔ اس شخص کو اس پراسرار آئی ساکو کے بارے میں کس طرح معلوم ہو سکا تھا

''جواب دیں مس شیری۔ کیا آپ ٹوکیو میں آئی ساکو ہرادا کو جانتی ہیں۔''

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھ سے کس قسم کے سوالات کیے جا رہے ہیں۔ ان کا مقصد کیا ہے۔ اگر آپ مجھے نہیں بتائیں گے تو میں اپنے کونسلیٹ سے رجوع کروں گی''

'آپ کے کونسلیٹ سے ایک آفیسر آنے ہی والا ہے مس شیری' بون نے کہا۔ ''ہماری اطلاع کے مطابق آپ نے ٹوکیو میں آئی ساکو نام کی خاتون سے ملاقات کی تھی''

'ٹھیک ہے۔ میں آپ کو بتا دیتی ہوں کہ میں آئی ساکو سے ملنے کس طرح پہنچی تھی اتنا کہہ کر شیری نے دھیرے دھیرے اسے فون آنے سے لے کرمونا کو میں آئی ساکو نامی اس جاپانی لڑکی سے ملنے کا واقعہ بتایا جو انگریزی نہیں جانتی تھی۔''بس اتنی سی بات ہے۔ میں اس لڑکی کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی''

اسی وقت ایک اور آدمی کمرے میں داخل ہو گیا یہ شاید وہی آفیسر تھا۔ جس کے بارے میں بون نے بتایا تھا۔ وہ ایک دراز قامت اور وجیہہ شخص تھا۔ گزرتی ہوئی عمر نے بھی اس کے نقوش مدھم نہیں کیے تھے۔ وہ بون سے ہاتھ ملانے کے بعد بون کی ساتھ والی کرسی پر بڑی بے تکلفی سے بیٹھ گیا۔ شیری اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی

''مس شیری'' وہ امریکی، شیری سے مخاطب ہوا۔''میں مائیکل کین ہوں۔ میرا تعلق اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی سیکوریٹی سے ہے''

بون نے میز پر رکھا ہوا ایک کاغذ اٹھا کر مائیکل کی طرف دیکھا۔''مجھے اندازہ ہے مس شیری کہ آپ اس وقت کتنی پریشان ہو رہی ہوں گی۔ آپ تو سیاح ہیں نا۔''

''ہاں'' شیری نے برا سا منہ بناتے ہوئے اپنی گردن ہلائی

''ہانگ کانگ میں کتنے دن رکنے کا ارادہ ہے۔ مائیکل نے پوچھا۔ اس نے شیری کے غصے کو محسوس کر لیا تھا اسی لیے جلدی سے بولا۔ ''معاف کیجئے گا مس شیری۔ آپ کو یقیناً" برا لگ رہا ہوگا۔ اور آپ ناراض ہو رہی ہوں گی۔ لیکن یہ سب جاننا ضروری ہے۔ کیا آپ نے امریکہ میں کسی فارماسوٹیکل فرم میں ملازمت کی تھی؟''

''میرا خیال تھا کہ آپ میری مدد کے لیے آئے ہوں گے شیری تلخ ہو کر بولی۔''قونصل خانہ تو شہریوں کی مدد کیا کرتا ہے''

'پلیز سوال کا جواب دیں مس شیری' مائیکل نے کہا۔ اس کا لہجہ قطعی تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس شیری کے جذبات یا غصے کی پرواہ نہ ہو۔ وہ اپنا فرض پورا کرنا چاہتا ہو اور جس کام کے لیے اسے بھیجا گیا تھا اس کو مکمل کرنے کا اس نے پورا ارادہ کر رکھا ہو

''نہیں'' شیری نے اپنی گرد ہلا دی۔''میں نے ایسی کسی فرم میں بھی ملازمت نہیں کی''

''کیا آپ بھی کمبوڈیا میں رہی ہیں''

''ہاں ایک بار میری فرم نے مجھے وہاں بھیجا تھا'' شیری نے جواب دیا

''کیا آپ کبھی گرفتار ہوئی ہیں؟''

''کبھی نہیں لیکن آج ایسا لگتا ہے جیسے مجھے گرفتار کر لیا گیا ہو''

مائیکل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر وہ بون سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔''بس مجھے یہی معلوم کرنا تھا''

''ہوں'' بون نے ہنکاری لی پھر شیری کی طرف دیکھا۔''آپ ہانگ کانگ میں کہاں ٹھہریں گی۔''

''گرانڈ ہوٹل میں'' شیری نے جواب دیا

''ٹھیک ہے۔لیکن شہر چھوڑنے سے پہلے آپ ہمیں بتادیں گی''

''اگر آپ چاہیں تو مجھ سے بھی رابطہ قائم کرسکتی ہیں'' مائیکل نے مداخلت کی۔''میں آپ کو قونصل خانے میں ملوں گا''

''لیکن یہ سب کیا ہے شیری نے الجھتے ہوئے پوچھا۔''مجھ سے یہ سب کیوں پوچھا گیا۔کچھ تو بتائیں آپ لوگ''

''ٹھیک ہے'' بون نے ایک گہری سانس لی۔''آپ کو بتا دینا ہی بہتر ہے۔آپ نے ٹوکیو میں آئی ساکو نامی ایک لڑکی سے ملاقات کی تھی۔آپ کی ملاقات کے فوراً"بعد اسے اس کے کمرے میں قتل کردیا گیا ہے۔اس کے جسم سے جو گولی برآمد کی گئی ہے وہ امریکی ساخت کی ہے''

شیری کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کمرہ گھومنے لگا ہو۔اس نے بڑی مضبوطی سے کرسی کے ہتھے کو پکڑ لیا۔وہ اس جاپانی لڑکی کو نہیں جانتی تھی۔لیکن اس کا چہرہ اس کی نگاہوں کے سامنے رقص کررہا تھا۔بھولا بھالا اس معصوم چہرہ جس نے ابھی دنیا کے تجربات بھی حاصل نہیں کیئے تھے۔

شیری اور ڈیوٹی کے کمرے سے جانے کے بعد مائیکل کھڑکی کے پاس آ کر کھڑا ہوگیا۔اسے یہ لڑکی بہت اچھی معلوم ہوئی تھی۔ یہ اس کی بیوی میرین کی طرح تھی۔میرین اتنی زیادہ خوب صورت تو نہیں تھی۔لیکن وہ بھی اس لڑکی کی طرح باوقار اور خوش لباس تھی پھر دونوں کی گفتگو کا انداز بھی ایک ہی جیسا تھا

''کیا خیال ہے تمہارا اس لڑکی کے بارے میں۔'' بون نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

''مجھے تو یہ ٹھیک ہی معلوم ہوتی ہے'' مائیکل نے جواب دیا

''معصوم لڑکی ہے''

'تم امریکیوں کی یہی بات بہت اچھی ہے کہ وہ پہلے ہر ایک کو معصوم قرار دے دیتے ہیں۔جبکہ ہم پہلے ہر ایک کو مجرم سمجھتے ہیں اس کے بعد تحقیق کی جاتی ہے''

''میں اس کے بارے میں F.B.I سے بھی رابطہ قائم کروں گا'' مائیکل نے کہا

''کرائس کے آنے کے بعد صورت حال اور واضح ہوجائے گی بون نے ایک سگریٹ جلالی' اگر وہ کل ہانگ کانگ آیا تو تم بھی آجانا''

'میں بھی یہی کہنے والا تھا۔لیکن پھر یہ سوچ کر رہ گیا کہ نہ جانے تم کیا خیال کرو'

'میں کیا خیال کروں گا'' بون مسکرایا۔''میں تو تمہیں کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ویسے تم یہ بتاؤ تمہارے بچوں کا کیا حال ہے۔''

بچوں کے ذکر پر مائیکل کی آنکھیں چمک اٹھیں۔''دونوں بدمعاش ٹھیک ہیں اس نے محبت بھرے لہجے میں جواب دیا۔''لیکن ٹومی تھائی بنتا جارہا ہے۔انگریزی جانتا ہی نہیں مارگی کچھ ٹھیک ہے۔کسی حد تک انگریزی بول لیتی ہے۔''

مائیکل کی بیوی میرین اور اس کے دونوں بچے بنکاک میں رہتے تھے۔مائیکل مشرق بعید کے سات ملکوں میں اپنے مالک کے لیے خدمات انجام دیا کرتا تھا۔ان ممالک میں سری لنکا، برما، تھائی لینڈ، لاؤس، کمبوڈیا، ویت نام اور ہانگ کانگ شامل تھے۔اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنکاک میں بنا

رکھا تھا۔ اس کی زندگی اتنی تیز رفتار ہوگئی تھی کہ خود اسے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ صبح اگر ہانگ کانگ میں ہے تو شام کو کس جگہ ہوگا۔ اس کی ذمہ داری یہی تھی کہ وہ امریکی شہریوں کی جو ان سات میں سے ایک ملک میں آ کر پکڑے جائیں۔ یہ لڑکی شیری بھی مشکوک لوگوں کی فہرست میں آ گئی تھی۔ اور اس کے بارے میں تحقیقات کا آغاز ہانگ کانگ سے ہوا تھا اسی لیے اسے خاص طور پر یہاں بلایا گیا تھا

بوڑھی سوزن کوریڈور میں کھڑی ان کے آنے کا انتظار ہی کر رہی تھی

وہ شیری اور ڈیوٹی کو کمرے سے باہر آتے دیکھ کر جلدی سے ان کے پاس پہنچ گئی۔

''کیوں خیر تو ہے اس نے بیتاب ہو کر پوچھا۔ ''کیا بات ہوگئی تھی۔''

''کوئی خاص بات نہیں تھی۔ شکاگو والے ویزے کی مہر لگانی بھول گئے تھے'' شیری نے جواب دیا

''چلو ٹھیک ہے مز سوزن نے مطمئن ہو کر اپنی گردن ہلا دی۔ ''تم کس ہوٹل میں ٹھہرو گی۔''

''گرانڈ میں''

''میں میرا سر میں ہوں۔ اچھا اب مجھے اجازت دو''

سوزن کے جانے کے بعد ڈیوٹی نے اپنی گردن اٹھائی اور بڑے معصوم لہجے میں بولا'' میرا خیال ہے کہ میری عمر کے بچوں کو جھوٹ نہیں بولنا چاہیے جبکہ تمہاری عمر والوں کے لیے یہ جائز ہے کیوں''

شیری اس وقت اتنی الجھی ہوئی تھی کہ اس نے ڈیوٹی کی بات پر کچھ نہیں کہا۔ اسے رہ رہ کر اس جاپانی لڑکی کا خیال آ رہا تھا کہ وہ کون تھی۔ اسے کیوں قتل کیا گیا تھا پھر اس کے قتل سے اس کا اور کرائس کا کیا تعلق تھا۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ کسی کی آواز نے اسے چونکا دیا

''کیا آپ ہی مس شیری جونز ہیں۔''

شیری نے اس آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ ایک چینی ہی تھا۔ جس کے ہونٹوں پر بڑی دھیمی مسکراہٹ رچی ہوئی تھی

''میں گرانڈ ہوٹل سے آپ کو لینے کے لیے آیا ہوں'' اس آدمی نے کہا۔ ''میرے ساتھ آیئے''

شیری نے ڈیوٹی کا ہاتھ پکڑا اور اس آدمی کے ساتھ ہو لی۔ سیڑھیوں کے پاس ہی ایک اسٹیشن ویگن کھڑی تھی۔ شیری یہاں آ کر ٹھٹھک سی گئی۔ اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ یہ آدمی گرانڈ ہوٹل ہی سے آیا ہوگا۔ یہ کوئی اور بھی ہو سکتا تھا۔ اس کے لیے ٹوکیو میں بھی جال بچھایا گیا تھا

''کیا بات ہے آپ رک کیوں گئیں۔'' اس آدمی نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا

شیری نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے برابر سے گزرتی ہوئی ایک ایئر ہوسٹس کو آواز دے کر روک لیا۔ وہ ایئر ہوسٹس سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی

''معاف کیجئے۔ میں یہ پوچھنے چاہتی ہوں کہ یہ گاڑی گرانڈ ہوٹل ہی کی ہے۔ شیری نے اسٹیشن ویگن کی طرف اشارہ کیا''

''سوفی صدا ایئر ہوسٹس مسکرادی۔''میں اس آدمی کو پہچانتی ہوں''

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ ایئر ہوسٹس مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔اس کے جانے کے بعد یہ دونوں اسٹیشن ویگن میں آ کر بیٹھ گئے اب ہانگ کانگ کا فلمی شہر ان کے سامنے تھا۔دونوں طرف اونچے اونچے مکان۔مکانوں کی بالکونیوں پر لہراتے ہوئے رنگ برنگے کپڑے۔چینی طرز کی چھوٹی چھوٹی دکانیں اور فٹ پاتھوں پر آتی جاتی ہوئی چینی عورتیں۔رکشاؤں کا ہجوم اور ان کے علاوہ فضا میں پھیلی ہوئی ایک ایسی بو جو صرف ہانگ ہی سے مخصوص ہوسکتی ہے

ہوٹل کے کاؤنٹر پر اسے ایک لفافہ دے دیا گیا۔یہ لفافہ اس کے انکل ڈین نے بھیجا تھا اور اس کے ہانگ کانگ آنے سے پہلے وہ لفافہ یہاں پہنچ چکا تھا۔شیری اس لفافے کو لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ان دونوں کے لیے تیسری منزل کا ایک کمرہ مخصوص کیا گیا تھا۔اس کمرے کی کھڑکی ہانگ کانگ کی فلک بوس عمارتیں صاف دکھائی دیتی تھیں

نہانے کے بعد ان کے سفری تھکن اتر گئی تھی۔کافی پی لینے کے بعد شیری نے لفافہ چاک کیا۔اس کے اندر انکل ڈین نے ایک خط کے ساتھ سو ڈالر کا ایک نوٹ بھی رکھ دیا تھا تاکہ شیری ہانگ کانگ میں کچھ خریداری کر سکے۔شیری کو اس لمحے انکل ڈین کا خلوص بہت بھلا محسوس ہوا تھا

ڈیوٹی کو بستر پر لٹانے کے بعد شیری کھڑکی کے پاس آ کر کھڑی ہوگئی اس کے پاس ہانگ کانگ کا ایک مکمل نقشہ بھی موجود تھا۔جس کے مطابق گرانڈ ہوٹل کولون سے زیادہ دور نہیں تھا۔ناتھن، روڈ پر ہر قسم کی خریداری کی جاسکتی تھی۔شیری کو معلوم تھا کہ ہانگ کانگ کا یہ علاقہ دنیا بھر کے سیاحوں سے ہر وقت بھرا رہتا تھا

وہ رات آرام سے گزر گئی۔دوسری صبح وہ دونوں تیار ہو کر ہوٹل سے باہر آ گئے۔جہاں رکشہ اسٹینڈ پر بے شمار رکشہ کھڑے تھے۔ان رکشاؤں پر سرخ رنگ کے پردے لہرا رہے تھے اور ان کو کھینچنے والے دبلے پتلے چینی اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹیں سجائے سواریوں کا انتظار کر رہے تھے۔ان دونوں نے بھی اپنے لیے ایک رکشہ منتخب کر لی۔ڈیوٹی کو رکشے کی سواری میں بہت لطف آ رہا تھا۔لیکن شیری جانتی تھی کہ اس بوجھ نے اس شخص کو اندر سے کس قدر کھوکھلا کر دیا ہوگا

ناتھن روڈ بہت ہی بارونق جگہ ثابت ہوئی تھی۔خوب صورت درخت، جدید طرز کی دکانیں، روسی ریستوران، دومنزلہ بسیں، پھولوں کی مارکیٹ، چینی ٹریفک افسران، دکانوں پر فروخت ہوتی ہوئی کشمیری شالیں اور ہندوستانی ساڑھیاں۔یہاں شیری نے اپنے اور ڈیوٹی کے لیے ایک ایک سوٹ بھی خریدا۔

☆☆☆☆☆

یہاں کی فٹ پاتھ پر اتنا رش تھا کہ کندھے سے کندھا چھیل رہا تھا۔خریداری کرنے والوں میں زیادہ تر یورپی مرد اور عورتیں تھیں۔چینی دکاندار اپنی اشیاء کے بارے میں زمین آسمان کے قلابے ملاتے اور مہنگے داموں چیزیں فروخت کر دیتے۔ان دونوں کے سامنے عجائبات کی ایک رنگین دنیا آباد تھی

پھر اچانک شیری کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے دھکہ دیا ہو۔ وہ ابھی سنبھلنے بھی نہیں پائی تھی کہ اس کے ہاتھ سے اس کا پرس چھین لیا گیا۔ اس نے پرس چھیننے والے کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ایک جوان العمر چینی لڑکا تھا جو پرس چھیننے کے بعد تیزی سے ایک طرف دوڑا جا رہا تھا۔ شیری نے بھی ڈیوٹی کا ہاتھ پکڑا اور اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ شیری کو احساس ہی تھا کہ وہ نوجوان دوڑتا ہوا ایک دکان میں داخل ہوا ہے۔ وہ بھی اس دکان میں داخل ہو گئی

اس دکان میں روشنی زیادہ نہیں تھی۔ اس کے علاوہ کچھ گھٹن بھی ہو رہی تھی۔ شیری اور ڈیوٹی کو دیکھ کر ایک بوڑھا چینی کسی طرف سے نکل کر سامنے آ گیا اور چندھی چندھی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھنے لگا

''ایک نوجوان میرا پرس چھین کر اس مکان میں داخل ہوا ہے'' شیری نے بتایا

''مجھے نہیں معلوم کہ محترم خاتون کیا کہہ رہی ہیں'' بوڑھے چینی نے کہا۔ ''لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جیسے قالین میں فروخت کرتا ہوں۔ ویسے قالین آپ کو پورے ہانگ کانگ میں نہیں ملیں گے۔ آپ دیکھ سکتی ہیں۔ دیواروں پر ہر قسم کے قالین لٹکے ہوئے ہیں''

'مجھے قالین نہیں خریدنی میں یہ کہہ رہی ہوں کہ ایک آدمی میرا پرس چھین کر فرار ہو گیا ہے اور میں نے اسے اس دکان کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہے''

'اچھا اچھا'' بوڑھے دکاندار نے اپنی گردن ہلائی۔ ''اس قسم کے واقعات ہانگ کانگ میں بہت عام ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ چور کسی اور طرف نکل گیا ہو۔ خیر آپ بیٹھیں میں آپ کے لیے ابھی پولیس کو بلا کر لاتا ہوں۔ حالانکہ یہ میرا کام نہیں ہے۔ لیکن مجھے یہ سن کر دکھ ہوا ہے''

شیری قالینوں کے انبار پر نڈھال ہو کر بیٹھ گئی۔ پرس چھین جانے کے بعد وہ حواس باختہ ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ اس پرس میں رقم تو زیادہ نہیں تھی لیکن ان کے پاسپورٹ اور ٹکٹ دونوں اسی پرس میں موجود تھے۔ ان کے علاوہ ایک مہر بند لفافہ بھی تھا۔ یہ لفافہ اسے پاکستان میں اپنے تعمیراتی فرم کو پہنچانے کے لیے دیا گیا تھا۔ یقیناً "اس لفافے میں ایسے کاغذات تھے جن کی بناء پر اس لفافے کو ڈاک سے بھیجنے کی بجائے انتہائی تاکید کے ساتھ شیری کے حوالے کیا گیا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اس لفافے کے غائب ہو جانے کے بعد اس کی فرم کا ٹھیکہ ہی منسوخ ہو جاتا۔ یا اس قسم کی کوئی اور بات بھی ہو سکتی تھی

چینی دکاندار کچھ دیر میں پولیس والوں کو لے کر آ گیا اور وہ لوگ رسمی سوال کر کے اور اسے تسلی دے کر واپس چلے گئے۔ وہ اس کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے تھے

ہوٹل واپس آ کر اس نے امریکی قونصل خانے میں فون کر کے انہیں صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ اس نے مائیکل کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ لیکن مائیکل ہانگ کانگ میں نہیں تھا اس سے کہا گیا کہ جب تک ہانگ کانگ کے حکام ان پاسپورٹوں کی گمشدگی کی تصدیق نہ کر دیں اس وقت تک دوسرے پاسپورٹ جاری نہیں کیے جا سکتے۔ دشواری یہ تھی کہ یہ نہیں بتایا جا سکتا تھا کہ اس کام میں کتنی دیر لگ سکتی ہے۔ شاید ایک دن یا شاید ایک ہفتہ

ایئر لائن کے ٹکٹ کا مرحلہ دشوار نہیں تھا۔ انہوں نے شہری کو بتایا کہ دوسرے ٹکٹ جاری کرنا ان کے لیے بہت آسان ہے۔ وہ بس اپنے

شکاگو آفس سے معلوم کریں گے اور دوسرے ٹکٹ جاری کر دیں گے اور یہ کام چوبیس گھنٹوں میں بھی ہوسکتا ہے۔ یہ دونوں کام تو ہوسکتے تھے۔ لیکن اس لفافے کا کیا کیا جاتا۔ شیری کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا

شیری کے لیے وہ رات بہت پریشان کن تھی۔ اسے سائیگان کا رے یاد آ رہا تھا۔ اسے کرائس یاد آ رہا تھا۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی اس کے قریب ہوتا تو وہ کتنا حوصلہ محسوس کرتی۔ اگر سہارا اور حوصلہ دینے والا کوئی قریب ہو تو پریشانیوں کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ پریشانیاں تو اپنی جگہ رہتی ہیں لیکن انہیں برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے

اس نے ڈیوٹی کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر شیری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی نہ جانے کیوں اسے اس بچے سے بے پناہ محبت ہو گئی تھی۔ ایسی محبت جو کسی ماں کو اپنی اولاد سے ہوا کرتی ہے۔ نہ جانے یہ محبت ایسا جذبہ ہوا کرتا ہے جو اجنبیوں کو بھی ایک دوسرے کی دھڑکنوں کے قریب کر دیتا ہے

اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ ذہن پر جب بوجھ مسلط ہو تو آنکھوں سے نیند کا وہ طلسم ٹوٹ جایا کرتا ہے۔ پھر بھی اس نے بستر پر لیٹ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے دیکھا کہ گھنٹی کی آواز سن کر ڈیوٹی نے نیند میں کروٹ بدل لی تھی۔ اس نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا

''ہیلو کون؟'' اس نے پوچھا

''جی میں شیری جو سے بات کرنا چاہتا ہوں'' دوسری طرف سے کسی کی آواز آئی۔ یہ آواز زیادہ عمر والے شخص کی معلوم ہوتی تھی اور اس کا لہجہ بھی صاف نہیں تھا

''ہاں میں شیری جونز ہی بات کر رہی ہوں'' اس نے کہا

''کیا تمہارا کوئی پرس گم ہوا ہے۔'' اس آواز نے پوچھا

''گم نہیں ہوا بلکہ چھین لیا گیا ہے۔ ایک چور اسے چھین کر بھاگ گیا ہے''

''ایک ہی بات ہے۔ بہر حال وہ پرس مجھے ملا ہے۔ اس کے اندر رقم نہیں تھی۔ کیا تم نے اس میں رقم رکھی تھی۔''

''اس کے اندر پاسپورٹ تھے۔ ایئر لائن کے ٹکٹ تھے اور''

''ہاں ہاں اس آدمی نے جلدی سے اس کی بات کاٹ دی۔'' اس کے اندر دو پاسپورٹ ہیں۔ دو ٹکٹ ہیں اور ایک لفافہ ہے۔ یا تم کچھ انعام دینا چاہتی ہو''

''انعام'' شیری نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ ''ٹھیک ہے۔ انعام بھی مل جائے گا۔ بتاؤ کتنا چاہیے

''تم بتاؤ''

''دس ڈالر''

''دس ڈالر ہرگز نہیں۔ میں اگر تمہارے دونوں پاسپورٹ بیچ دو تو اچھی خاصی رقم مل جائے''

'دو سو ڈالر میں'' اس آدمی نے کہا۔'' فی پاسپورٹ سو ڈالر، ٹکٹ اور لفافہ مفت دے دوں گا''

دو سو ڈالر شیری نے دل ہی دل میں حساب لگانا شروع کر دیا۔ دو سو ہانگ کانگ ڈالر کا مطلب تھا۔ تیس ڈالر امریکی وہ یہ رقم ادا کر سکتی تھی

''ٹھیک ہے میں تمہیں دو سو ڈالر دے دوں گی اس نے فیصلہ کر لینے کے بعد کہا۔'' تم میرے ہوٹل آ جانا

'نہیں نہیں ہوٹل نہیں تمہیں دانچائی پہنچنا ہوگا۔ کسی سے معلوم کر لینا وہ تمہیں دانچائی بتا دے گا۔ تم یہاں پہنچ کر ٹن ہانگ اسٹریٹ پر چلنا شروع کر دینا۔ کل رات دس بجے کا وقت مناسب رہے گا۔ میں خود تم سے آملوں گا اور تمہارا پرس واپس کر دوں گا''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایک اجنبی اور ویران جگہ پر اکیلی چلتی رہوں گی''

''وہ کوئی ویران جگہ نہیں ہے۔ رات گئے تک وہاں لوگوں کا رش لگا رہتا ہے۔ ہزاروں آدمی ہوتے ہیں۔ اتنی روشنی ہوتی ہے جیسے دن کا وقت ہو۔ تمہارے لیے وہاں کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ تم بڑے اطمینان سے وہاں آ سکتی ہو۔ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وقت یاد رکھنا۔ کل رات نو بجے اور ہاں تمہیں ایک بات سے آگاہ کر دوں۔ اگر تم پولیس کو بھی اپنے ساتھ لے آئی تو میرے آدمی تمہیں اور تمہارے ساتھ جو بچہ ہے اسے ہلاک کر دیں گے۔ سمجھ گئیں۔ تم دونوں کو گولی مار دیں گے۔ اسی لیے کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس دو سو ڈالر اپنے ساتھ لیتی آنا''

اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ شیری نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ باہر بارش ہو رہی تھی اور ہانگ کانگ کا موسم سرد ہوتا جا رہا تھا۔

... دوسری صبح اس نے پھر قونصل خانے فون کیا۔ اس بار مائیکل سے اس کی بات ہوگئی تھی۔ مائیکل نے اسے ناتھن روڈ پر ایک دکان کا پتہ بتاتے ہوئے وہاں پہنچنے کی ہدایت کر دی۔ شیری ٹھیک دس بجے ڈیوٹی کے ساتھ اس دکان میں پہنچ گئی۔ یہ سجاوٹ کے سامان فروخت کرنے والی ایک چھوٹی سی دکان تھی۔ یہاں کاغذ کی جھنڈیوں سے لے کر کاغذ کے بنے ہوئے اژدہے تک فروخت ہوتے تھے۔ یہاں کے کاؤنٹر پر ایک چینی لڑکا بیٹھا تھا جو شیری کو دیکھتے ہی کاؤنٹر سے نکل کر اس کے پاس آ گیا

''اگر آپ مس شیری ہیں تو آپ کا انتظار ہو رہا ہے'' اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا

شیری اور ڈیوٹی اس دکان کے عقبی کمرے میں آ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا اور یہاں ایک خستہ حال میز اور کچھ کرسیاں رکھی تھیں۔ مائیکل اس کے انتظار میں بیٹھا تھا

''معاف کرنا مس شیری کہ میں آپ کو یہاں آنے کی زحمت دی مائیکل مسکراتے ہوئے بولا'' میں نے احتیاطاً ایسا کیا ہے''

'کوئی بات نہیں شیری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ڈیوٹی بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا

مائیکل نے اس لڑکے کو بلا کر کافی لانے کے لیے کہہ دیا اور خود بھی ایک کرسی سنبھال لی

''ہاں اب بتائیں کیا بات ہے'' اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

شیری نے اسے صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ مائیکل بڑی توجہ سے اس کی بات سنتا رہا تھا

''ہوں'' شیری کے خاموش ہو جانے کے بعد اس نے ایک گہری سانس لی۔ ''یہ تو عجیب بات بتائی آپ نے بہر حال میں ٹن ہانگ اسٹریٹ سے واقف ہوں۔ وہ واقعی بہت بارونق جگہ ہے۔ اس لیے جہاں تک اس جگہ کا سوال ہے تو وہاں آپ کو واقعی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں

'میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے' شیری نے کہا۔ ''پرس بھی چھینا گیا تو میرا ہی چھینا گیا''

''یہ کوئی عام لوٹ مار والی واردات نہیں ہے مس شیری۔ یہ کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا اور کیوں ہوا ہے۔ یہ آپ ہی بہتر جان سکتی ہیں''

'میں کیا بتا سکتی ہوں' شیری نے ایک گہری سانس لی

''کبھی کبھی میں یہ سوچتی ہوں کہ شاید میرے ساتھ یہ سارا چکر کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شیری جونز نامی کوئی اور عورت ہو جس کے لیے یہ سب ہو رہا ہے۔ لیکن غلطی سے انہوں نے مجھے وہی شیری جونز سمجھ لیا ہو''

'ہو سکتا ہے' مائیکل نے اپنی گردن ہلائی۔ ''ممکن ہے کہ آپ اور وہ دوسری شیری جونز ایک ہی وقت میں ٹوکیو آئی ہوں۔ اس شیری جونز کی مجرم کی خدمات حاصل کر لی گئی ہوں۔ اور وہ غلطی سے آپ کے پیچھے پڑ گیا ہو۔ کیا آپ شکاگو کی کسی دوسری شیری جونز سے واقف ہیں''

'نہیں'' شیری نے جواب دیا۔ ''آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں ہر سوال کا جواب انکار میں دیتی ہوں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں کسی دوسری شیری جونز کو نہیں جانتی''

'ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ محض اتفاق ہو اور یہاں آپ کے پرس چھیننے کا واقعہ بھی اتفاق ہی ہو'

'لیکن اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں گرانڈ ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہوں شیری نے کہا۔ ''جب کہ میرے پرس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے یہ پتہ چل سکے کہ میں یہاں ٹھہری ہوں''

''ہوں مائیکل نے ایک گہری سانس لے کر اپنے آپ کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے اپنی نگاہیں اٹھائیں اور دھیرے سے بولا۔ ''ایک امکان اور بھی ہے مس شیری دونوں واقعات کا انداز ایک جیسا ہے۔ ٹوکیو میں آپ کو ایک فون ملتا ہے اور ایک خاص جگہ پہنچنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی آپ کو فون کر کے ایک جگہ بلایا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ ٹوکیو کی طرح یہاں بھی آپ مایوس ہو کر واپس آ جائیں۔ یعنی کوئی بات نہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہو۔ آپ کے گرد کوئی بڑا جال بنا جا رہا ہو اور کوئی اذیت پسند شخص آپ کو ذہنی اذیتیں دینا چاہتا ہو'

شیری لرز کر رہ گئی۔ مائیکل نے ایک عجیب امکان کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کی ذہنی اذیتیں اپنی انتہا پر پہنچ کر قتل کے معاملات میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ لیکن سوال وہی تھا کہ کوئی شخص ایسا کیوں کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کس کو ایسی دشمنی ہو گئی تھی

''اگر آج رات آپ وہاں جانا چاہتی ہیں تو آپ کی حفاظت کے لیے پولیس کا انتظام کیا جا سکتا ہے مائیکل نے کہا۔'' خطرہ تو بہرحال آپ ہی کو برداشت کرنا ہوگا۔لیکن اس خطرے کی نوعیت ہو سکتا ہے کہ کچھ کم جائے''

''مجھے وہاں جانا تو ہوگا شیری کرسی سے کھڑی ہوگئی۔'' مجھے دونوں پاسپورٹ اور ٹکٹ واپس لینے ہیں۔ان کے علاوہ ایک خط بھی پرس میں موجود ہے۔پھر میں یہ چاہتی ہوں کہ یہ قصہ اپنے انجام تک پہنچ ہی جائے۔ میں ہر وقت کے اندیشوں اور خوف سے اپنے اوسان کھونے لگی ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھے نقصان پہنچانا ہی چاہتا ہے تو وہ ہندوستان اور پاکستان تک میرا پیچھا کر سکتا ہے اسی لیے بہتر ہے کہ یہ معاملہ کھل کر سامنے آ ہی جائے''

''ٹھیک ہے مائیکل بھی کھڑا ہو گیا۔''ایسی صورت کچھ لوگ آپ کو حفاظت کرتے رہیں گے۔آپ پریشان نہ ہوں''

شیری مسکرا دی۔وہ جانتی تھی کہ ایسے موقعوں پر پولیس کی حفاظت کسی قسم کی ہوا کرتی ہے۔پولیس کی تفتیش واردات ہو جانے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے

''میں ایک بات اور بھی کہنا چاہتا ہوں'' مائیکل نے اس کی طرف دیکھا۔''اسے آپ میری نصیحت سمجھ سکتی ہیں اور وہ بات یہ ہے کہ کبھی کسی کو اپنا راز نہ بتائیں''

... وہ دن بہت مصروفیت کا تھا۔اسی شام کو کرائس فارموسا سے آنے والا تھا اور اس سے پہلے دوپہر کے وقت مائیکل نے اسے ہوٹل پہنچنے کی تاکید کی تھی۔اس کے کہنے کے مطابق اس ہوٹل کے بنکوئٹ ہال میں مقامی پولیس کے کچھ لوگ ٹھیک دو بجے اس سے ملنے کے لیے پہنچنے والے تھے

ان دونوں نے دوپہر کا کھانا اسی ہوٹل میں کھایا تھا۔ان کی میز کے اردگرد دوسری میزوں پر مقامی باشندے کم اور غیر ملکی زیادہ دکھائی دے رہے تھے۔میزوں کے درمیان چینی ملازمائیں ٹرے ہاتھوں میں لیے تتلیوں کی طرح گردش کرتی پھر رہی تھیں

ٹھیک دو بجے شیری اور ڈیوٹی اس ہوٹل کے بنکوئٹ ہال میں آ گئے۔ یہاں پانچ آدمی اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔وہ سب اسے دیکھ کر کرسیوں سے کھڑے ہو گئے تھے۔ان میں سے ایک برطانوی معلوم ہوتا تھا۔اس آدمی کے بال اڑے ہوئے تھے اور جسم فربہی کی طرف مائل تھا۔ اس نے شیری کو مخاطب کیا تھا

''تشریف لائیں مس شیری'' اس نے کہا۔''میں انسپکٹر لینڈ ہوں۔''پھر اس نے اپنے برابر کھڑی ہوئی ایک چینی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

''اور یہ مس چن ہیں۔ان کا تعلق مقامی پولیس سے ہے''

چین شیری کی طرف دیکھ کر مسکرا دی۔اس کی مسکراہٹ اس کے چہرے کے نقوش کی طرح بہت نرم اور دل آویز تھی۔شیری نے اس پر سے دھیان ہٹا کر دیگر آدمیوں پر نگاہ ڈالی۔ان میں سے ایک سارجنٹ بون تھا۔جس سے ایئرپورٹ پر ملاقات ہو چکی تھی

''آپ نے سارجنٹ بون کو تو پہچان لیا ہوگا'' لینڈ کی آواز ابھری''اور یہ ہیں سارجنٹ لنگ اور یہ سارجنٹ واہ ہیں۔آج رات یہ تینوں آپ کے ساتھ ہوں گے''

شیری نے باری باری ان لوگوں سے مصافحہ کیا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ڈیوٹی اس سے پہلے ہی بیٹھ چکا تھا

"یہ نقشہ دیکھیں" انسپکٹر لینڈ نے ہانگ کانگ کا ایک نقشہ اس کی طرف بڑھا دیا" اس نقشے میں ٹن ہانگ اسٹریٹ پر نشان لگا دیا گیا ہے"

شیری نے اس کے ہاتھ سے نقشہ لے کر اس پر ایک نگاہ ڈالی پھر ان لوگوں کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں آ گیا تھا کہ مقامی پولیس نے اس نامعلوم شخص کے گرد جال بچھانے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ لیکن لائحہ عمل طے ہونا باقی تھا

"اب میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ آپ کیا کریں گی۔" انسپکٹر لینڈ نے کہنا شروع کیا" آپ ٹھیک نو بجے اپنے ہوٹل سے نکلیں گی۔ اس کا ڈرائیور ہمارا ہی آدمی ہوگا۔ اس کی پہچان یہ ہوگی کہ اس کے ہاتھ میں ساؤتھ چائنا مارننگ اخبار ہوگا۔ وہ ٹیکسی آپ کو اسٹار فیری تک لے جائے گی۔ وہاں سے آپ بندرگاہ عبور کریں گی۔ وہاں تک پہنچنے میں آپ کو کل سات منٹ لگیں گے۔ فیری سے اترنے کے بعد آپ کناٹ روڈ تک چلتی چلی جائیں گی۔ پھر آپ آئس ہاؤس اسٹریٹ کے کارنر تک پہنچیں گی۔ یہاں آپ کو ایک دوسری ٹیکسی ملے گی۔ اس ٹیکسی کے ڈرائیور کے ہاتھ میں بھی ساؤتھ چائنا مارننگ اخبار دبا ہوا ہوگا۔ آپ اس ٹیکسی میں بیٹھ جائیں گی

شیری نے اس موقع پر مداخلت کی۔ "یہ سب کچھ تو ٹھیک ہے انسپکٹر لینڈ۔ لیکن میں اس بچے کی طرف سے پریشان رہوں گی میں نہیں چاہتی کہ اسے ہوٹل میں اکیلا چھوڑ کر چلی جاؤں"

"آپ بچے کی طرف سے بے فکر رہیں اس نے کہا۔" ہمارا ایک آدمی اس کی حفاظت کرتا رہے گا اور ہاں میں آپ کو یہ بتانا تو بھول ہی گیا کہ انسپکٹر مائیکل ہانگ کانگ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ رات تک واپس آ جائیں گے۔ اب میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ یہ لوگ آپ کو اس وقت تک دکھائی نہیں دیں گے جب تک وہ چور آپ کے قریب نہ آ جائے۔ یہ آپ کے ارد گرد ہی رہیں گے اور جیسے ہی وہ شخص آپ کے پاس آئے اپنا بایاں ہاتھ اوپر اٹھا کر گرا دیں۔ یہ گویا ہمارے لیے ایک اشارہ ہوگا اور اس اشارے کے ملتے ہی ہمارے آدمی اس شخص کو گھیرے میں لے لیں گے۔ ان انتظامات کے علاوہ ہمارے کچھ آدمی ریڈیو کار میں بھی موجود رہیں گے اسی لیے اس نے اور آپ سے ملاقات کی تو اس کے بچ نکلنے کا امکان بہت کم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے سب کچھ سمجھ لیا ہوگا"

'ہاں میں نے سمجھ لیا ہے" شیری نے اپنی گردن ہلائی" آپ لوگ واقعی بڑی محنت سے کام کرتے ہیں"

'یہ تو ہمارا فرض ہے مس شیری" انسپکٹر لینڈ نے کہا۔" ہم اگر یہ سب نہ کریں تو ہانگ کانگ میں آپ لوگوں کا آنا ہی ختم ہو جائے"

یہ ملاقات ختم ہو گئی تھی۔ اس لیے شیری نے ان سے اجازت طلب کی اور ڈیوٹی کے ساتھ باہر آ گئی۔ اب ان لوگوں کو ایئر پورٹ جانا تھا۔

کرائس کے آنے کا وقت ہو گیا تھا۔ اور کرائس کو دوبارہ دیکھنے کی امید نے شیری کو پھر سے حوصلہ دینا شروع کر دیا تھا

کرائس کو طیارے سے اترتا دیکھ کر شیری کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس نے چاہا کہ وہ دوڑتی ہوئی جائے اور اسے اپنی گرفت میں لے کر جلدی جلدی خود پر گزرنے والے سب واقعات سے آگاہ کر دے۔ لیکن وہ خود کو سنبھالے ہوئے باوقار انداز سے کھڑی رہی۔ کرائس خود ہی اپنا اٹیچی کیس اٹھائے ان دونوں کے پاس آ گیا۔ وہ بھی ان دونوں سے مل کر بہت خوش معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن اپنے جذبات کے اظہار میں اس نے بھی بہت احتیاط برتی تھی۔

ٹیکسی میں ڈیوٹی ڈرائیور کے برابر بیٹھا تھا۔ جبکہ شیری اور کرائس پچھلی نشست پر تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ شیری گفتگو کا آغاز کرتی کرائس نے خود ہی کہنا شروع کیا

''جانتی ہو فارموسا میں میرے ساتھ کیا ہوا۔ وہاں کی پولیس نے مجھے روک لیا تھا۔ تم ٹوکیو میں جس لڑکی سے ملنے گئی تھی وہ قتل ہو گئی تھی۔ بس تو پولیس نے یہ سمجھا کہ شاید یہ قتل میں نے کیا ہوگا'' وہ اتنا کہہ کر ہنس پڑا۔ ''پوری دنیا میں پولیس والے ایک ہی جیسے ہوتے ہیں''

'ہاں مجھے معلوم ہے' شیری نے کہا۔ ''مجھ سے بھی پوچھ گچھ کی گئی تھی''

'اس بے چاری کے قتل سے ہم لوگوں کا کیا تعلق ہو سکتا ہے''

شیری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے پاس تو اب کسی سوال کا کوئی جواب نہیں تھا

''سنو!'' کرائس نے کچھ دیر بعد سرگوشی کی۔ ''میں چاہتا ہوں کہ تم آج پہاڑی کی چوٹی سے میرے ساتھ ہی سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھو۔ ہانگ کانگ کا یہ دلفریب منظر پوری دنیا میں اپنی مثال آپ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس موقع پر صرف ہم دونوں ہوں۔ نہ جانے کیوں کبھی کبھی میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں جس خوب صورت منظر کو دیکھنا چاہتا ہوں اسے میرے اور اس کے علاوہ اور کوئی نہ دیکھ سکے جیسے میں۔ جیسے میں۔۔۔''

کرائس کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تھا۔ لیکن اس کی یہ ادھوری بات اپنے اندر پورا مفہوم رکھتی تھی

''کل ڈیوٹی مجھ سے اسی منظر کو دیکھنے کی ضد کر رہا تھا'' شیری نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے بتایا۔ ''لیکن میں نے اس منظر کو صرف تمہارے لیے بچا کر رکھا ہے''

کرائس نے بڑی نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ شیری نے بھی بہت کچھ بتا دیا تھا۔ اس وقت ان کی ٹیکسی بندرگاہ کے قریب سے گزر رہی تھی اور شیری یہ سوچ رہی تھی کہ اب سے ٹھیک تین گھنٹوں کے بعد اسے پھر اسی راستے سے گزرنا ہوگا۔ اس کا یہ سفر بھی اجنبی ہوگا اور اس کا انجام بھی اسے معلوم نہیں تھا۔ اسے اس سفر کے اختتام پر ایک ایسے اجنبی سے ملنا تھا۔ جس کے چاروں طرف پولیس نے گھیرا ڈال رکھا ہوگا

''کیا بات ہے شیری کرائس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''تم کچھ پریشان معلوم ہو رہی ہو

'شیری نے چاہا کہ وہ کرائس کو صورت حال سے آگاہ کر دے لیکن نہ جانے کیوں وہ خاموش رہی تھی۔ پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ہدایت کی کہ وہ ٹیکسی کا رخ اس جگہ کر دے جہاں وکٹوریہ پیک کے لیے کیبل کار کا اسٹیشن بنا ہوا تھا۔ وکٹوریہ پیک پر پہنچ کر اس نے کرائس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ماضی میں سفر کر رہی ہو۔ اس کے سامنے حد نظر تک سرسبز وادی پھیلی ہو اور وہ اس وادی میں کسی محبت بھی آواز کی طرف دوڑی چلی جا رہی ہو۔ اس وادی کی ہوائیں بہت خوشگوار ہوں اور آنکھیں ایسے مناظر دیکھ رہی ہوں جو کسی بھی عورت کے لیے سرمایہ جان ہو سکتا ہے

بلندی پر پہنچ کر انہوں نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی ان کے اوپر نیلا آسمان پھیلا ہوا تھا اور چوٹی سے نیچے ہانگ کانگ کی سربلند عمارتیں تھیں اور یہ سب کچھ کرائس کی وجہ سے اور بھی خوب صورت اور دلفریب ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ کا لمس زندگی کے مفہوم بدل دیتا تھا

پھر اس لمحے کرائس نے ایک ایسی بات کہہ دی جسے وہ شاید بہت دنوں سے اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھا۔اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے دھیرے سے کہا

''شیری میں تمہارے سامنے ایک حقیقت کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔اور وہ حقیقت یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں''

شیری کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل دھڑکتے دھڑکتے رک گیا ہو۔پھر اس کی دھڑکن اچانک تیز ہوگئی۔اتنی تیز کہ اس کا پورا جسم لرزنے لگا۔اس کے کانوں کی لویں سرخ ہوگئیں اور اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔کرائس نے بہت بڑی بات کہہ دی تھی

''میں تم سے شادی کے بعد تمہیں پوری دنیا کی سیر کراؤں گا کرائس جذباتی لہجے میں کہہ رہا تھا۔''ہم دونوں خوب صورت مقامات کی سیر کرتے پھریں گے۔مشرق کی جادوگری اور مغرب کا فسوں دیکھیں گے۔نیلے پانیوں، سر سبز و شاداب وادیوں، ہرے بھرے جنگلوں اور آباد شہروں کی سیر کریں گے ہماری زندگی ایسی دلکش ہوجائے گی جیسے کوئی اچھا سا خواب دیکھتا ہو ساری مسرتیں ہماری ہوں گی''

وہ نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا اور شیری نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔اسے کچھ یاد آ رہا تھا۔کوئی ایسا شخص جس نے بالکل اسی قسم کی باتیں کی تھیں

''تم میری بات کا جواب تو دو'' کرائس نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا

''میں کیا جواب دوں'' شیری نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔''شاید میں محبت سے خوفزدہ ہوں۔یہ جذبہ بہت تکلیف دیا کرتا ہے۔مجھے ایک اور شخص یاد آ رہا ہے۔میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔اس نے بھی مجھ سے محبت کی تھی بے پناہ محبت، اس کی خواہشات بھی تمہاری خواہشات کی طرح تھیں۔اس کے جذبے بھی بہت صاف ستھرے اور اجلے تھے۔اس آدمی کا نام رے تھا۔میری اس سے سائیگان میں ملاقات ہوئی تھی ہم ایک ساتھ تفریح کے لیے جایا کرتے تھے۔رقص کیا کرتی اور خوب صورت نظارے اپنی آنکھوں میں بھر لیا کرتے پھر جب ایک رات میں اسے رخصت کر کے اپنے فلیٹ واپس پہنچی تو ایک خوب صورت سی ویت نامی لڑکی اپنے چھوٹے سے بچے کو گود میں لیے میرا انتظار کر رہی تھی۔وہ رے کی بیوی تھی اور مجھ سے یہ درخواست کرنے آئی تھی کہ میں اس کی محبت واپس لوٹا دوں'' پھر وہ خاموش ہو گئے

''ہم میں سے ہر شخص اپنے سینے میں کوئی زخم لیے گھوم رہا ہے شیری کرائس دھیرے سے بولا۔''لیکن کسی غم کو مستقل روگ نہیں بنا لیا جاتا ہے''

'کرائس اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم نے کبھی محبت کی ہے''

'ہاں میں دس دن سے ایک ایسی لڑکی سے محبت کرنے لگا ہوں۔جس کا نام شیری ہے'' کرائس اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا

شیری نے پہاڑی سے نیچے دیکھا۔اب سورج ڈوب چکا تھا اور شام ہوتے ہی ہانگ کانگ کی روشنیاں ستاروں کی طرح جھلملانے لگی تھیں۔

... نو بجنے میں پانچ منٹ تھے۔دروازے پر دستک ہوئی شیری اس وقت تیار تھی۔اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ایک دبلا پتلا چینی وردی پہنے اس کے سامنے کھڑا تھا اس نے اپنا نام کارپورل بتایا تھا۔ڈیوٹی کو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ شیری کہیں جانے کا ارادہ کر رہی ہے اس نے کچھ پوچھنا چاہا لیکن شیری نے اسے خاموش کرا دیا اور دروازہ بند رکھنے کی ہدایت کر کے کمرے سے باہر آ گئی۔لی نامی وہ چینی ڈیوٹی کی

محافظت کے لیے دروازے کے باہر ہی کھڑا رہا تھا

وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی جہاں ایک ٹیکسی اس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ اس نے ڈرائیور کی طرف دیکھا اس کے ہاتھ میں چائنا مارننگ پوسٹ دبا ہوا تھا۔ شیری بڑے اطمینان کے ساتھ پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی یہ وہی ٹیکسی تھی جس کے بارے میں اسے بتایا گیا تھا

ٹیکسی والے سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس سواری کو کہاں لے جانا ہے۔ وہ اسے سیدھے بندرگاہ لے آیا۔ جہاں ایک اسٹار فیری تیار کھڑی تھی۔ فیری کے ذریعے سات منٹ کا سفر طے کرنے کے بعد شیری پیدل چلتی ہوئی آئس ہاؤس کے نکڑ پر پہنچی جہاں ایک دوسرا ٹیکسی ڈرائیور چائنا مارننگ پوسٹ اپنے ہاتھ میں لیے اس کا انتظار کر رہا تھا

یہ سفر بھی طویل ثابت نہیں ہوا۔ ڈرائیور کو کرایہ ادا کرنے کے بعد وہ ٹیکسی سے باہر آ گئی۔ اس کے سامنے جگمگاتی ہوئی لوگوں سے بھری ہوئی ایک سڑک تھی یہ سڑک بھی ہانگ کانگ کی دوسری بڑی سڑکوں کی طرح بارونق تھی۔ جلتی بجھتی ہوئی روشنیاں، سینما ہال لوگوں کا ہجوم، خوانچے والوں کی آوازیں، یہ سب کچھ دوسری سڑکوں کی طرح تھیں۔ لیکن اس سڑک پر شیری کو ایک اجنبی سے ملنا تھا ہو سکتا تھا کہ اس سے ملاقات کوئی خاص بات نہ ہو۔ وہ سامنے آئے اس کا پرس اسے واپس کرے اور لوگوں کے ہجوم میں غائب ہو جائے یا پھر یہ ملاقات کسی اور طوفان کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ اسے کچھ بھی اندازہ نہیں تھا

وہ اجنبی لوگوں کے درمیان سے گزرتی چلی گئی۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا اگلا قدم اس کے لیے کیا لے کر آنے والا ہے۔ یا تو وہ اس طرح اس سڑک پر ٹہلتی رہے گی یا پھر کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہو جائے گا۔ پھر ایک انجانے سے خوف نے اسے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ پولیس والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ہو۔ کیا ضروری تھا کہ وہ اس بھیڑ میں اس کو دیکھتے ہی رہیں۔ وہ خود بھی تو لوگوں کے ریلے میں بہہ کر نہ جانے کہاں سے کہاں آ گئی تھی اور اگر ایسا ہوا تو پھر

پھر اچانک کوئی آدمی اس سے آ ٹکرایا۔ وہ اس کے اس قدر قریب آ گیا تھا کہ شیری کو اس کے جسم کی رگڑ محسوس ہونے لگی تھی اس کے ساتھ ہی کوئی ٹھنڈی نوکیلی چیز اس کے پہلو سے آ لگی۔ اس نے چونک کر اس آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ پچاس پچپن برس کا ایک دبلا پتلا چینی تھا جس کے گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں اور اس کا لباس بہت بوسیدہ ہو رہا تھا

''بس چپ چاپ چلتی رہو'' اس نے دھیرے سے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کھانسنے بھی لگا تھا

شیری اس کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ابھی تک کوئی پولیس والا دکھائی نہیں دیا تھا۔ اس آدمی کے ساتھ چلتے ہوئے اس کے پاؤں لڑکھڑانے لگے تھے پھر بھی وہ خود کو سنبھالے ہوئی اس آدمی کے ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ کچھ دور چلنے کے بعد اس آدمی نے دائیں طرف والی گلی میں مڑنے کا اشارہ کیا۔ یہ گلی نیم تاریک تھی اور یہاں ویرانی بھی چھائی ہوئی تھی۔ شیری کا دل زور زور سے دھڑک اٹھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ رک جائے۔ اس گلی میں داخل ہونے سے انکار کر دے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکی

پھر اچانک ایک عورت کسی طرف سے نکل کر ان کے سامنے آ گئی۔ اس عورت کو دیکھ کر شیری کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔ یہ پولیس کی وہی

عورت تھی جس سے تعارف کرایا گیا تھا'' امریکی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتیں پولیس والے نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔'' تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں دوسری لڑکیاں دیتی ہوں''

'بھاگ جاؤ یہاں سے'' اس چینی نے غصے سے اپنا ہاتھ ہلایا

پولی ایک طرف ہوگئی چینی نے شیری کو پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت کچھ لوگ اس آدمی پر ٹوٹ پڑے۔ شیری بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکی تھی کہ وہ لوگ کہاں چھپے ہوئے تھے بس وہ اس طرح نمودار ہو گئے تھے جیسے جادو کے ذریعے سامنے آ گئے ہوں۔ انہوں نے اس آدمی کو پکڑنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ کسی زخمی اور بپھرے ہوئے درندے کی طرح جدوجہد کیے جا رہا تھا۔ شیری جلدی سے ایک طرف ہوگئی۔ اس کا سر چکرانے لگا تھا اس نے دیکھا کہ اس آدمی کے ایک ہاتھ کو پولیس والوں نے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ جبکہ دوسرا ہاتھ ابھی تک آزاد تھا۔ پھر شیری کے دیکھتے دیکھتے اس آدمی نے دوسرے ہاتھ سے ایک چمکتا ہوا خنجر نکال لیا

شیری نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اسی لمحے ایک چیخ سنائی دی۔ اس نے گھبرا کر اپنی آنکھیں کھول لیں۔ اس شخص نے اپنے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر اپنے ہی پیٹ میں اتار لیا تھا اور اب زمین پر پڑا ہوا تڑپ رہا تھا۔ شیری بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی دوسری رات اور دوسری موت۔ ٹوکیو میں بھی اسے فون کر کے بلایا گیا اور ایک عورت مر گئی اور یہاں بھی اس کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ وہ آدمی زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اور پولیس گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں

پھر ان میں ہی سے کوئی اسے سہارا دے کر اس گلی سے باہر لے آیا جہاں ایک پولیس کار کھڑی ہوئی تھی۔ اور یہاں مائیکل بھی موجود تھا۔ جو اسے دیکھ کر فوراً اس کے پاس آ گیا تھا اسی دوران ایک پولیس آفیسر نے اس کے ہاتھ میں گرم گرم چائے کا ایک کپ پکڑا دیا۔ اس چائے نے اس کے اعصاب کو سمیٹنے میں بہت مدد دی تھی۔ چائے پینے کے دوران اس نے ریڈیو پر بیٹھے ہوئے آفیسر کی آواز سنی جو کسی کو اطلاع دے رہا تھا کہ مرنے والے کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی ہے

مائیکل نے اس کی طرف ایک اخبار میں لپٹا ہوا چھوٹا پیکٹ بڑھا دیا۔'' یہ لو ایسا لگتا ہے کہ اس نے تمہارا پرس کہیں پھینک دیا ہے۔ بہر حال اس میں دونوں ٹکٹ پاسپورٹ اور ایک مہر بند لفافہ موجود ہے۔ تمہاری ساری چیزیں تمہیں واپس مل گئی ہیں''

شیری نے اس کے ہاتھ سے وہ پیکٹ لے لیا۔ اس کی ساری چیزیں اسے واپس تو مل گئی تھیں۔ لیکن ان کی قیمت ایک زندگی کے برابر ہوگئی تھی۔ ان ہی چیزوں کے لیے ایک ایسا آدمی اس کی نگاہوں کے سامنے مر گیا تھا۔ جسے وہ جانتی تھی زندگی کو اتنی تیزی سے جاتے ہوئے اس نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا

'' تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس پرس میں کوئی ایسا لفافہ بھی موجود ہے جس میں مہر لگی ہوئی ہے مائیکل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

'' میں اس لفافے کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ یہ میری فرم والوں نے پاکستان پہنچانے کے لیے دیا تھا۔ میرے لیے تو ویسے بھی میرے پاسپورٹ اور ٹکٹوں کی اہمیت زیادہ تھی''

''بہر حال جو ہوا بہت برا ہوا'' مائیکل بڑبڑایا

''میں اپنے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ صرف میری وجہ سے اس آدمی کی جان گئی ہے''

'تم ایسا مت سوچو۔ وہ اگر آج نہیں مرتا تو بہت جلد مر جاتا تم نے اس کے چہرے کی طرف غور نہیں کیا۔ وہ بے چارہ ٹی بی کا مریض تھا۔ اس کے علاوہ اس کی خودکشی بھی کوئی قابل ذکر بات نہیں ہے۔ ان علاقوں میں لوگ بڑی آسانی سے خودکشی کر لیا کرتے ہیں۔ جاپان میں تو یہ ایک باقاعدہ مذہبی رسم ہے۔''

شیری ایک گہری سانس لے کر رہ گئی۔ ایمبولینس گاڑیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بہت سے راستہ چلنے والے لوگ اس گلی میں جمع ہو گئے تھے اور پولیس والے انہیں ہٹانے میں مصروف تھے۔ ایک عجیب انداز کی افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ شیری کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس ڈرامے کا انجام اتنا المناک بھی ہو سکتا ہے

''سنو!'' مائیکل کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ وہ اس کے اور قریب آ کر کھڑا ہو گیا تھا ''تم اگر میرا مشورہ مانو تو جتنی جلدی ممکن ہو ہانگ کانگ سے چلی جاؤ۔ نہ جانے مجھے کیوں تمہارے اردگرد انجانا سا خطرہ منڈلاتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ اسی لیے جتنی جلدی یہاں سے چلی جاؤ اتنا ہی اچھا ہو گا۔ صبح سوا سات بجے ایک طیارہ بنکاک کے لیے روانہ ہو رہا ہے۔ میں تمہارے لیے اس میں سیٹ محفوظ کروا سکتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ کچھ ہو جائے تم چلی جاؤ۔ یہ میری درخواست ہے''

'تم کہنا کیا چاہتے ہو انسپکٹر۔'' شیری نے پوچھا۔ ''بتاؤ نا مجھے کس قسم کا خطرہ لاحق ہے''

'ابھی نہیں۔ میں ابھی نہیں بتا سکتا'' مائیکل نے کہا۔ ''لیکن میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم یہاں سے چلی جاؤ

'میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کس قسم کا خطرہ ہو سکتا ہے'

'تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یوں ہی اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں' مائیکل غصے سے بولا ''تم جانتی ہو کہ میں ایک ذمے دار عہدے پر فائز ہوں۔ اسی لیے کبھی غیر ذمے دارانہ مشورہ نہیں دے سکتا اور یہ میں تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ ویسے تم اپنے ہوٹل جانا چاہو تو چلی جاؤ۔ وہ سامنے والی گاڑی تمہیں ہوٹل تک پہنچا دے گی''

مائیکل ایک طرف جانے لگا تھا کہ شیری نے اسے آواز دے کر روک لیا

''معاف کرنا انسپکٹر میں اس وقت بہت الجھی ہوئی ہوں اسی لیے میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی''

'اور میں یہ مشورہ بھی تمہیں اس لیے دے رہا ہوں کہ تم اس وقت سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں ہو مائیکل نے کہا۔ ''بہر حال اس مسئلے پر مسٹر کرائس سے بھی بات کر لوں گا''

'تمہارا بہت بہت شکریہ'' شیری دھیرے سے بولی

''یہ ہمارا فرض ہے۔ اس کے علاوہ ابھی تمہارے ساتھ مس چن تمہارے ہوٹل تک جائے گی۔ یہ رات بھر تمہارے ساتھ ہی رہے گی۔

ٹھیک ہے تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔"

"نہیں" شیری نے اپنی گردن ہلا دی۔"جب یہ سب کچھ ہماری حفاظت کے لیے ہو رہا ہے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔"

"یہ بات ہوئی نا عقلمندی کی" مائیکل مسکرایا۔"انسپکٹر لینڈ تمہارے دروازے کے باہر ایک پولیس والے کی ڈیوٹی لگا دے گا۔اور صبح ٹھیک چھ بجے ایک پولیس کار تمہیں ایئر پورٹ تک لے جانے کے لیے آ جائے گی۔اس دوران تم ہوٹل سے باہر نہیں نکلو گی اور میں تمہارے لیے بنکاک کے اورینٹل ہوٹل میں ایک کمرہ بک کروا دوں گا سمجھیں"

"سمجھ گئی۔لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ ہانگ کانگ سے نکلنے کے بعد وہ خطرہ دور ہو جائے گا"

'ہماری اطلاعات کے مطابق تمہیں بس ہانگ کانگ ہی تک خطرہ لاحق ہے' مائیکل نے کہا'۔یہاں سے نکلنے کے بعد حالات بہتر ہو جائیں گے اور ہاں بنکاک ایئر پورٹ پر میری بیوی میرین تمہیں لینے کے لیے موجود ہو گی۔تم اسے یقیناً پسند کرو گی کیونکہ بہت سی باتوں میں تم دونوں ایک ہی جیسی ہو اور ہاں۔ہانگ کانگ کے ایئر پورٹ پر مس چن اور وہ آفیسر اس وقت تک موجود رہیں گے جب تک تم بحفاظت طیارے میں سوار نہیں ہو جاتی اور تمہارے طیارے کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا سمجھ گئیں"

مائیکل کی باتوں اور اس کی ہدایات نے اسے اور الجھا کر رکھ دیا۔آخر وہ کون سا خطرہ تھا۔جس سے بچنے کے لیے اتنے وسیع پیمانے پر اس کی حفاظت کا بندوبست کیا جا رہا تھا۔آخر کیوں۔اس میں ایسی کون سی خاص بات ہو گئی تھی کہ اس قسم کے آسیب اس کے گرد منڈلانے لگے تھے۔

...ڈیوٹی اسے دیکھتے ہی دوڑ کر لپٹ گیا۔شیری بہت دیر تک اس کو اپنے سینے سے لگائے کھڑی رہی اگر چہ اس نے اس بچے کو ابھی تک کچھ نہیں بتایا تھا۔لیکن شاید ڈیوٹی کی حس نے اسے یہ احساس دلا دیا تھا کہ شیری کسی مشکل میں مبتلا ہو کر واپس آئی ہے۔اس لمحے شیری کو پھر یہ احساس ہونے لگا کہ محبت جغرافیائی حدود سے بالا ہوا کرتی ہے۔اس لڑکے سے اس کا کیا تعلق تھا۔کچھ بھی نہیں لیکن اسے سینے سے لگا کر عجیب سی تسکین ہوتی تھی جیسے ایک ماں بچے کو پیار کر کے محسوس کیا کرتی ہے

شیری سے الگ ہو کر ڈیوٹی مس چن کی طرف متوجہ ہو گیا جو شیری کے ساتھ ہی آتی تھی۔مس چن کے علاوہ پولیس کا ایک آفیسر دروازے کے باہر بھی کھڑا کر دیا گیا تھا۔مس چن کو ڈیوٹی سے باتیں کرتا دیکھ کر شیری فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔اسے کرائس کو صورت حال سے آگاہ کرنا تھا۔

کرائس اپنے کمرے میں ہی مل گیا تھا۔شیری نے جب اسے اب تک کی ساری کہانی سنائی تو وہ حیران ہو کر رہ گیا

"خدا کی پناہ تمہارے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا" ہے اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔"بہر حال اگر کل تم ہانگ کانگ سے جا رہی ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔بشرطیکہ اس طیارے میں مجھے بھی سیٹ مل جائے"

"نہیں، نہیں تم میرے ساتھ جا کر کیا کرو گے۔تم نے ابھی تو ہانگ کانگ کی سیر بھی نہیں کی ہے"

'میں نے تم سے کہہ دیا ہے نا کہ میرے لیے دنیا کے سارے مناظر صرف تمہاری وجہ سے خوب صورت ہیں۔اگر تم ساتھ ہو تو سب کچھ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اور اگر تم نہیں ہو تو کوئی بھی چیز مجھے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی۔"

'میرے لیے تو اب کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں رہی کرائس' شیری نے کہا۔'' مجھے رہ رہ کر اس شخص کا خیال آ رہا ہے ایسا لگتا ہے جیسے میں ہی اس کی موت کی ذمے دار ہوں''

'بے وقوفی کی بات مت کرو۔تمہارا اس میں کیا قصور ہے وہ ایک مجرم تھا اور اس کی موت اسی انداز سے ہونے والی تھی۔ بہر حال میں تم سے کہاں ملوں۔''

''سات بجے پرواز ہے'' شیری نے بتایا۔''تم اس سے پہلے آ جانا'' ریسیور رکھ کر شیری نے ڈیوٹی کی طرف دیکھا۔ وہ سونے سے پہلے معمول کے مطابق دونوں آنکھیں بند کے دعا مانگنے میں مصروف تھا۔شیری اسے دیکھتی رہی۔اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انسان جب بچہ ہوتا ہے تو خدا کو خود سے قریب کیوں محسوس کرتا ہے۔پھر جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا جاتا ہے وہ خدا سے دور ہوتا جاتا ہے۔پھر خدا اسی وقت یاد آتا ہے جب یا تو اس پر کوئی آفت نازل ہوئی ہو یا اس کی موت آنے والی ہو

صبح پروگرام کے مطابق ان دونوں کو حفاظتی پہرے میں ایئر پورٹ تک پہنچا دیا گیا۔مس چن اور پولیس کا ایک آفیسران کے ساتھ تھا۔کرائس ایئر پورٹ پر پہلے سے موجود تھا۔اسے اس وقت تک شیری سے ملنے سے روک دیا گیا جب تک شیری طیارے میں سوار نہ ہو جاتی۔کرائس بے بسی سے گہری سانس لے کر ایک طرف ہٹ گیا تھا۔مائیکل بھی یہاں ان لوگوں سے آ ملا تھا۔وہ بہت چوکنا معلوم ہو رہا تھا۔اس کا ایک ہاتھ اس کے ہولسٹر پر جما ہوا تھا جبکہ وہ بار بار اس انداز سے چاروں طرف دیکھنے لگتا جیسے اسے کسی خطرے کا امکان ہو

''میں اور مس چن طیارے تک تمہارے ساتھ چلیں'' گے اس نے شیری سے کہا۔''پھر تمام مسافروں کے سوار ہونے کے بعد تم اور ڈیوٹی طیارے میں داخل ہوگی۔تمہارے جاتے ہی طیارے کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور طیارہ پرواز کر جائے گا''

'تم نے مجھ سے کچھ بتانے کا وعدہ کیا تھا'' شیری اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولی' خدا کے لیے اب تو بتا دو۔میں بہت پریشان ہوگئی ہوں''

'کیا تم نے کبھی ٹرائیڈ کا نام سنا ہے؟'' مائیکل نے پوچھا

''نہیں یہ کیا چیز ہے۔''

''یہ مجرموں کی ایک خطرناک تنظیم کا نام ہے'' مائیکل نے بتایا۔''ویسی ہی تنظیم جیسی سنڈیکیٹ کے نام سے شکاگو میں قائم ہے۔دونوں کا طریقہ کار بھی ایک ہی جیسا ہے۔ٹرائڈ نے یہاں اتنی وارداتیں کی ہیں کہ یہاں پولیس میں اسی کے نام پر ایک خاص ڈوین قائم کی گئی ہے۔بہر حال میں آج کل ایک کیس پر کام کر رہا ہوں اس میں ٹرائڈ ملوث ہے۔وہ کیس ہمارے بین الاقوامی امداد میں فراڈ کا ہے اور اس سلسلے میں تمہارا نام بھی شامل کیا گیا ہے''

'میرا نام'' شیری کے ہونٹ لرزنے لگے۔''یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے تو اس تنظیم کا نام ہی پہلی بار سنا ہے''

''ہمارے مخبر کی اطلاع کے مطابق ٹرائڈ والوں نے ایک دوسرے کو یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہم نے مس شیری جونز کی شناخت کر لی ہے جو ایک امریکی شہری ہے اور کام مکمل ہونے تک اسے زندہ رکھا جائے''

شیری اب پورے بدن سے لرزنے لگی تھی کون سا کام اس نے پریشان ہو کر پوچھا

''یہ میں نہیں جانتا۔اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں معلوم ہو سکا ہے''

'خدا کی پناہ آخر کیا ہونے والا ہے۔کیا ہوگا اس خاص کام کا مجھ سے کیا تعلق ہے''

'میں نے کہا نا کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا خدا ہی جانے کیا چکر ہے۔''

''تمہارے خیال کے مطابق میں اگر یہاں سے چلی جاؤں تو خطرہ ٹل سکتا ہے۔''

''شاید'' مائیکل نے اپنی گردن ہلائی۔''اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹرائنڈ کا دائرہ کار ہانگ کانگ تک محدود ہے''

'وہ لوگ میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔میرے پاس تو دولت بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کوئی جرم کیا ہے میرا تعلق بھی کسی سے نہیں ہے''

'ہوں!' مائیکل نے ایک گہری سانس لی۔''کیا تم ہانگ کانگ میں کسی کو جانتی ہو۔کیا تمہارا کوئی کاروباری مفاد کہیں موجود ہے۔''

''میں نے کہا نا کہ میں ہانگ کانگ پہلی بار آئی ہوں۔اسی لیے کسی کو جاننے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔پھر میں ایک معمولی سیکریٹری ہوں۔میرا کاروباری مفاد کیا ہو سکتا ہے میری بساط ہی کیا ہے''

''تم کرائس سے کس طرح ملی تھیں۔میرا مطلب ہے کہ وہ خود ہی تم سے آملا تھا یا تم نے اس سے ملاقات کی تھی۔

مائیکل کے اس سوال پر شیری کچھ بے چینی محسوس کرنے لگی۔پھر اس نے درشت لہجے میں کہا۔''دیکھو انسپکٹر، یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اور۔۔''

''خیر، خیر'' مائیکل نے جلدی سے اسکی بات کاٹ دی'تم نے اپنی کمپنی کا وہ خط پڑھا ہے جسے تم پاکستان لے جا رہی ہو'

''نہیں وہ ایک خفیہ خط ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسے پڑھنے کی صورت میں میری نوکری چلی جائے''

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسے نہ پڑھنے کی صورت میں تمہاری زندگی چلی جائے'' مائیکل نے کہا۔''اس لیے بہتر ہے کہ تم وہ خط ابھی پڑھ لو''

شیری نے ہچکچاتے ہوئے وہ لفافہ کھول لیا۔لیکن اس کے اندر رکھے ہوئے خط میں بھی کچھ نہیں تھا۔وہ انتظامی امور سے متعلق ایک ایسا خط تھا جو فرم کے ہیڈ آفس سے پاکستان کی شاخ کو بھیجا گیا تھا۔اس خط کو پڑھنے کے بعد مائیکل کی مایوسی اور بڑھ گئی تھی

''اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے اس نے کہا۔'' بہر حال پچھلے دنوں امریکہ سے کوئی عورت سائیگان گئی تھی۔جو اپنے ساتھ ایسی دوائیں لے گئی تھی۔جس کی وجہ سے اٹھارہ بچے ہلاک ہو گئے تھے۔کہیں تم میرا مطلب ہے کہ شاید یہ بات تمہیں کچھ یاد دلا دے''

شیری یہ سن کر بھڑک اٹھی۔''تم کیسی بات کر رہے ہو انسپکٹر ایسا لگتا ہے جیسے تم زبردستی مجھے کسی نہ کسی الزام میں ملوث کرنا چاہتے ہو۔گویا تمہارے خیال کے مطابق میں ایک ایسی مجرمہ ہوں۔جس نے اٹھارہ بچوں کو ہلاک کر دیا ہوگا۔میں سمجھتی تھی کہ تم شاید میری مدد کر رہے ہو گے۔لیکن یہاں یہ حال ہے کہ مجھ ہی کو مجرم قرار دے جا رہے ہو''

اس کو غصے میں دیکھ کر مائیکل مسکرا دیا۔''معاف کرنا شیری میں نے جان بوجھ کر ایسی بات کی تھی۔کبھی کبھی غصے کی حالت میں انسان کو ایسی باتیں بھی یاد آ جاتی ہیں جنہیں وہ فراموش کر چکا ہوتا ہے۔میں نے اسی لیے یہ کہا تھا کہ شاید تمہیں کچھ یاد آ جائے۔خیر اب تمہارے طیارے کی روانگی

کا وقت ہو چکا ہے اتنا کہہ کر اس نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکال کر شیری کی طرف بڑھا دیا۔ ''یہ لو میں نے میرین کے نام خط لکھ دیا ہے۔ وہ تمہارا ہر ممکن خیال رکھے گی۔ اب آؤ طیارے کی طرف چلتے ہیں''

شیری جب طیارے میں داخل ہوئی تو کرائس کو دیکھ کر بے ساختہ چونک اٹھی۔ وہ ایک سیٹ پر بیٹھا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا

''تم'' شیری جلدی سے اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ ڈیوٹی پہلے ہی اپنی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔ ''تم کیسے۔''

''ہاں میں بھی تمہارے ساتھ چل رہا ہوں'' کرائس نے کہا۔ ''تمہارے اس انسپکٹر مائیکل کی مہربانی سے مجھے بھی سیٹ مل گئی ہے''

شیری کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کا حوصلہ بڑھ گیا ہو۔ اس نے کرائس کا ہاتھ تھام لیا اور اس کے ہاتھ کی حرارت نے اسے یہ احساس دلا دیا کہ اگر یہ ہاتھ اس طرح اس کے ہاتھ میں رہا تو پھر کبھی کوئی خطرہ اس کے قریب نہیں آ سکتا وہ بالکل محفوظ رہے گی۔

... بنکاک کے ڈون مونگ ایئرپورٹ سے ہوٹل اورینٹل کی طرف جاتے ہوئے شیری کو ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے ہانگ کانگ میں گزرے ہوئے لمحے خواب تھے۔ وہ کوئی اور تھی جس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا تھا۔ کسی اور کا پرس چوری ہوا تھا۔ اور وہ کوئی دوسری لڑکی تھی جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک آدمی کو خودکشی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ سے اس طرح محفوظ رہی تھی۔ جس طرح اس وقت جب وہ اپنے ہوٹل کی طرف جا رہی ہے اور کرائس کے ساتھ ہے۔

دوسری صبح سات ہی بجے شیری اور ڈیوٹی دریائے چاؤ پھریا کے کنارے پہنچ گئے۔ انہیں یہاں سے دوسرے سیاحوں کے ساتھ بڑے مندر تک جانا تھا اور وہاں سے گاڑی کے ذریعے مہاتما بدھ کے اس عظیم الشان مجسمے تک پہنچنا تھا۔ جس میں ہیرے اور سونے کا استعمال کیا گیا تھا۔ ڈیوٹی اس سفر کے خیال سے بہت خوش ہو رہا تھا۔ شیری کے ارد گرد ایسے خوش باش سیاحوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ جن کی زندگی کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ نئے نئے مقامات کی سیر کرتے پھریں۔ ان سیاحوں میں یورپی بھی تھے اور جاپانی بھی ان کے علاوہ مشرق وسطی کے بھی سیاح تھے۔ اور ان ہی کے درمیان کرائس بھی کھڑا تھا۔

کرائس نے کسی اور ہوٹل میں قیام کیا تھا۔ لیکن گزشتہ رات ہی ان کے درمیان طے پا گیا تھا کہ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہاں ملیں گے۔ کرائس اور شیری ایک دوسرے کے قریب آ گئے جبکہ ڈیوٹی اس دوران ایک اور امریکن سیاح کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اور اس نے اس سیاح سے دوستی گانٹھ لی تھی۔

ان کو لے جانے کے لیے جب سجی سجائی لانچ کنارے پر لگی تو سب سے پہلے ڈیوٹی ہی اس میں سوار ہوا۔ شیری اس کی دلچسپی دیکھ کر مسکرا دی تھی وہ اور کرائس ایک ساتھ سوار ہوئے تھے۔ دوسرے سیاح کے آ جانے کے بعد لانچ نے اپنا سفر شروع کر دیا۔ کرائس اور شیری ریلنگ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے جب کہ ڈیوٹی اس امریکی سے گپ شپ میں لگا رہا تھا۔

لانچ سبک خرامی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف جا رہی تھی اور بنکاک کی مرطوب فضا، سورج کی تپش اور دریا کی لہروں سے ٹکرا کر اٹھتی ہوئی ہوائیں بہت اچھی معلوم ہو رہی تھیں۔

''ہمیں کل ایک دوسرے سے الگ ہو جانا ہے شیری کرائس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اسی لیے میں تم سے آج ہی یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے میری پیشکش پر کیا فیصلہ کیا۔''

''ابھی نہیں'' شیری نے ایک گہری سانس لی۔''مجھے غلط مت سمجھنا کرائس۔ میں ابھی بھی تمہیں ایک مضبوط سہارا خیال کر رہی ہوں۔ لیکن میرے اور تمہارے درمیان دو سال کا عرصہ حائل ہے۔ مجھے ان دو برسوں تک پاکستان میں ملازمت کرنی ہے۔ اس کے بعد میں کوئی فیصلہ کر سکوں گی''

''یہ انتظار تو میرے لیے جان لیوا ثابت ہوگا۔ تم ہاں یا نہ میں جواب دو''

شیری نے کچھ کہنا چاہا تھا کہ گائڈ کی آواز لانچ میں گونج اٹھی۔ وہ سیاحوں کو بنکاک کی مشہور نہروں کے بارے میں بتا رہا تھا۔ اب ان کی لانچ ایک ایسی جگہ پہنچ چکی تھی جہاں بے شمار کشتیاں پانی کی سطح پر تیرتی پھر رہی تھیں۔ ان کشتیوں پر کھانے پینے کی چیزیں فروخت ہو رہی تھیں۔ یہ ایک متحرک بازار تھا۔ جہاں کافی، اناناس، آلو، آم، ناریل وغیرہ فروخت ہو رہے تھے۔ ایک کشتی میں تلی ہوئی مچھلیاں بھی بیچی جا رہی تھیں۔ دکاندار عورتیں تھیں۔ جنہوں نے دھوپ کی تمازت سے بچنے کے لیے تنکوں سے بنے ہوئے بڑے بڑے ہیٹ پہن رکھے تھے۔ کنارے پر اسکول کے کچھ بچے اپنی یونی فارم پہنے کسی ایسی کشتی کے منتظر تھے جو انہیں ان کے اسکول تک پہنچا سکے۔

ان کی لانچ اس ہجوم سے راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر وہ لانچ ایک کنارے آ لگی۔ یہاں سے ان لوگوں کو پیدل سنہرے مینار کی طرف جانا تھا۔ جو خاصی بلندی پر واقع تھا۔ جس کی آنکھیں سمندر کے پانی کی طرح نیلی تھیں۔ ڈیوٹی اس کی ہمراہی میں بہت خوش معلوم ہو رہا تھا یہ لوگ مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ ڈیوٹی اور ارنو ایک ساتھ تھے۔ جبکہ کرائس ایک بوڑھی عورت کی مدد کرنے کے لیے اس کے ساتھ رک گیا تھا اور شیری اوپر چڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ ایک ایسی جگہ آ گئی تھی جہاں دوسرے سیاح پیچھے رہ گئے تھے۔ شیری نے آواز دے کر ڈیوٹی کو روکنا چاہا لیکن وہ ارنو کے ساتھ بہت مگن معلوم ہو رہا تھا پھر اس نے دیکھا کہ ارنو اور ڈیوٹی ایک طرف مڑ گئے تھے۔ یہ اس پہاڑی کا عقبی حصہ تھا جس پر سنہرا مندر بنا ہوا تھا۔ اس نے ڈیوٹی کو آواز بھی دی لیکن اس نے شاید آواز نہیں سنی تھی۔ شیری بھی جلدی جلدی قدم اٹھاتی ہوئی اسی طرف پہنچ گئی جس طرف وہ دونوں گئے تھے۔

یہ ایک ویران جگہ تھی۔ یہاں سیاحوں کی آمد و رفت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ امریکی ڈیوٹی کو اس طرف کیوں لے جا رہا ہے۔ اس نے دوبارہ ڈیوٹی کو آواز دی اور اسی وقت ارنو ڈیوٹی کو چھوڑ کر تیزی سے اس کے پاس آ گیا۔ اب اس کے چہرے کے تاثرات بدلے ہوئے تھے۔

''میری جیب میں ایک پستول ہے مس'' وہ پھنکارتے ہوئے بولا۔''اور اس پستول کا رخ اس بچے کی طرف ہے۔ اپنی زبان بند رکھو اور کسی قسم کی گڑبڑ مت کرو بھی ورنہ میں اس بچے کو گولی مار دوں گا۔ میں اس سے پہلے بھی ایک بچے کو ہلاک کر چکا ہوں اس لیے میرے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہوگی۔ لیکن میں اپنی طرف سے ایسا نہیں چاہتا اس لیے خاموشی سے میرے ساتھ چلتی رہو اور پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے''

اس نے دیکھا کہ ڈیوٹی بھی ارنو کو اس کے پاس دیکھ کر دوڑتا ہوا قریب آ گیا تھا۔ اس نے قریب آتے ہی ارنو نے جھپٹ کر اس کا ایک

بازو پکڑ لیا اور اپنی جیب سے ایک پستول نکال کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ ڈیوٹی کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ جبکہ خود شیری کا یہ حال تھا جیسے یہ پہاڑی غائب ہو گئی ہو اور وہ خلا میں تیر رہی ہو۔ پہاڑی کے عقب سے سیاحوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور ان ہی میں شاید کرائس بھی شامل ہو لیکن وہ کرائس کو آواز بھی نہیں دے سکتی تھی

''چلو آگے بڑھو'' ارنو غرایا۔ ''پہاڑی سے نیچے اترنا ہے''

شیری کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دونوں پیر بے حد وزنی ہو گئے ہوں۔ اس کا پورا جسم بوجھل ہو گیا تھا۔ پہاڑی کے عقب میں سیاحوں کی آوازیں پھر ابھریں اور اس بار ڈیوٹی حلق پھاڑ کر چیخ اٹھا۔ ''کرائس کرائس''

اس کے ساتھ ہی ارنو نے پستول کا دستہ ڈیوٹی کے سر پر دے مارا۔ ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ ڈیوٹی ایک طرف گرا اور تکلیف سے تڑپنے لگا۔ شیری بیتاب ہو کر دوڑتی ہوئی اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ ڈیوٹی کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے بدن پر ہلکا ہلکا لرزہ طاری تھا

''تم بے رحم ذلیل انسان'' شیری نے ارنو کی طرف دیکھا ''تمہیں ایک بچے پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آئی۔ میں اب تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ چاہے تم کچھ ہی کر لو۔ تم نے اس بچے کو زخمی کر دیا ہے۔ میں اب نہیں جاؤں گی سمجھے۔''

ارنو کے پتلے پتلے ہونٹ کچھ اور بھنچ گئے۔ وہ آگے بڑھا اور ڈیوٹی کے گالوں پر تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔ ڈیوٹی کی گھٹی گھٹی چیخ بلند ہوئی پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے ساتھ ہی ارنو نے اسے سہارا دے کر کھڑا کر دیا تھا۔''

''میں کہتا ہوں چلتی رہو'' اس نے کہا۔ ''ورنہ میں اس بچے کو جان سے مار دوں گا''

شیری نے غصے اور بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس کے ذہن میں جھماکے ہونے لگے۔ یہ آواز وہ پہلے بھی کہیں سن چکی تھی۔ یہ لہجہ اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ پھر اسے ٹوکیو کی وہ رات یاد آ گئی جب وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھی تھی اور ایک آدمی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس آدمی نے چلتی ٹیکسی میں اس پر تشدد کیا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا۔ سو فیصد وہی۔ اس کا مطلب تھا کہ جو آسیب اس پر ٹوکیو میں مسلط تھا وہ ابھی تک اس کے تعاقب میں چلا آ رہا تھا۔

''تم چلتی ہو یا نہیں'' ارنو پھر غرایا۔ ''میں کہتا ہوں جلدی سے چلو''

'تم نے اس بچے کو زخمی کر دیا ہے۔ اگر تم نے اسے پھر ہاتھ لگایا تو میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے''

'اب تم چلتی ہو یا میں تم دونوں کو یہیں ڈھیر کر دوں' ارنو نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیوٹی کو گھسیٹنا شروع کر دیا

شیری کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ اس کی ہدایت پر عمل کرتی رہے۔ وہ نیم غنودگی کے عالم میں چلتی رہی اس کے ذہن پر دھند چھائی ہوئی تھی۔ جو خوف کئی دنوں سے کہیں پوشیدہ رہ کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ اب اچانک اس کے سامنے آ گیا تھا

''چلو اس لانچ میں بیٹھ جاؤ'' ارنو نے لانچ کی طرف اشارہ کیا

لانچ چلانے والے نے مسکرا کر ارنو کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ڈیوٹی کو لانچ میں کھینچ لیا۔

... کیبن میں بیٹھتے ہی لانچ کا انجن غرایا اور دھیرے دھیرے لانچ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئی

کیبن میں پہنچ کر ارنو نے ڈیوٹی کو ایک طرف بیٹھا دیا تھا۔شیری لیک کراس کے پاس پہنچ گئی جبکہ ارنو نے ان دونوں کے سامنے رکھی ہوئی لکڑی کی ایک بنچ سنبھال لی۔اس کے ہونٹوں پر بڑی آسودہ سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔اس نے اپنا پستول ابھی تک اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اور وہ بڑی طنزیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔شیری کے لیے خطرے کی نوعیت بتدریج بڑھتی گئی تھی۔ٹوکیو میں ایک معمولی سا واقعہ ہوا تھا۔ ہانگ کانگ میں اس کی نوعیت کچھ شدید ہوگئی تھی۔اب یہاں بنکاک میں یہ خطرہ اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا اسے توقع بھی نہیں تھی کہ اس کے ساتھ آگے چل کر کیا ہونے والا ہے

اس نے ڈیوٹی کو اپنے بازوؤں میں بھینچ لیا۔اس کے دونوں گال آنسوؤں سے بھیگے ہوئے تھے۔وہ کبھی کبھی تکلیف کی وجہ سے کراہنے لگتا تھا

"ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے" شیری نے اس امریکی کی طرف دیکھا۔جس نے اپنا نام ارنو بتایا تھا۔"اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہے تو جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ لے لو"

ارنو کی مسکراہٹ اور گہری ہوگئی۔جیسے وہ شیری کی بے بسی سے لطف اندوز ہو رہا ہو

شیری نے اپنے ہونٹ بھینچ لیے۔اس شخص سے کہنا بیکار ہی معلوم ہوتا تھا۔پھر اس کی نگاہ ڈیوٹی پر گئی۔وہ کسی چیز کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔شیری نے اس کی نگاہوں کا تعاقب کیا اور اسے پتہ چل گیا کہ ڈیوٹی اپنے پیروں کے پاس پڑی ہوئی ایک زنجیر کو دیکھ رہا تھا۔شیری نے محسوس کیا کہ اسے زنجیر کو دیکھ کر ڈیوٹی کی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔جیسے وہ کسی بات کا ارادہ کر چکا ہو۔یہ صورت حال ڈیوٹی کے لیے خطرناک ہوسکتی تھی۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ڈیوٹی اس خطرناک اور بے رحم شخص سے مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔پھر اس نے ڈیوٹی کو آہستہ آہستہ اس زنجیر کی طرف جھکتے ہوئے دیکھا اور اسی وقت وہ چیخ اٹھی۔

"نہیں نہیں ایسا مت کرو"

اس کی چیخ کے ساتھ ہی ڈیوٹی نے بوکھلا کر اس طرح شیری کی طرف دیکھا جیسے اسے شیری کی اس حرکت سے دکھ پہنچا ہو۔دوسری طرف ارنو نے جھپٹ کر وہ زنجیر اٹھالی۔اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ زنجیر ڈیوٹی کی گردن کے گرد اس طرح لپیٹ دی کہ اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔وہ بے بسی سے اپنے ہاتھ پاؤں چلانے لگا تھا

"خدا کے لیے اسے چھوڑ دو" شیری نے ارنو کا بازو پکڑ لیا۔"یہ مر جائے گا چھوڑ دو"

'اب اگر ایسی کوئی حرکت کی تو مار ہی دوں گا سمجھے" ارنو نے شیری کی طرف دھیان دیے بغیر اس زنجیر کو جھٹکے دے پھر ڈیوٹی کی گردن کے گرد لپٹی ہوئی زنجیر کھول کر ایک طرف پھینک دی اس کے بعد وہ اتنے اطمینان کے ساتھ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

ڈیوٹی اس صدمے سے نڈھال ہو کر ایک طرف لڑھک گیا تھا۔وہ بے ہوش تو نہیں ہوا تھا۔لیکن اس کی حالت غیر ہو رہی تھی شیری نے دھیرے دھیرے اس کی گردن اور سر کو سہلانا شروع کردیا۔اس دوران وہ لانچ ایک تنگ سے نہری راستے میں داخل ہو چکی تھی۔اس راستے کے دونوں طرف

دلدلی زمین تھی جس پر سرکنڈے آگے ہوئے تھے۔

ڈیوٹی کی حالت اب سنبھل چکی تھی۔لیکن وہ ابھی تک اپنی گردن کو سہلا رہا تھا

''میں بہت چھوٹا ہوں شیری'' اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے اسپینی میں کہا۔''میں اس سے مقابلہ تو نہیں کر سکتا لیکن کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا''

''نہیں نہیں خدا کے لیے تم ایسی کوئی حرکت مت کرنا'' شیری نے بھی اسپینی میں جواب دیا۔''یہ آدمی بہت کمینہ معلوم ہوتا ہے''

'اسے تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو' ارنو دہاڑا۔''خاموش ہو جاؤ''

'اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے' شیری نے کہا۔''اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے۔ورنہ یہ مر جائے گا''

'کچھ بھی نہیں ہوگا اسے'' ارنو نے اپنا ہاتھ ہلایا۔''اسے باہر عرشے پر لے جاؤ۔ٹھنڈی ہوا کھا کر اس کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی''

ڈیوٹی نے پھر اپنی گردن ڈال دی تھی۔شیری اسے سہارا دے کر کیبن سے باہر لے آئی۔ارنو بھی ان دونوں کے ساتھ ہی باہر آ گیا تھا۔ جہاں لانچ چلانے والا اس انہماک کے ساتھ لانچ چلانے میں مصروف تھا جیسے اسے اس کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ ہو۔یا اسے اپنے گرد و پیش کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

ڈیوٹی ریلنگ کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔اس نے دو چار گہری گہری سانسیں لیں اور اچانک پانی میں چھلانگ لگا دی اس کی یہ حرکت اتنی غیر متوقع تھی کہ ارنو کے ساتھ ساتھ خود شیری بھی حیران رہ گئی۔ارنو نے پستول ہاتھ میں لے کر زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔ڈیوٹی کچھ دیر تک سطح آب پر دکھائی دیتا رہا پھر اس نے پانی میں غوطہ لگا دیا۔

''پکڑو اسے'' ارنو نے لانچ چلانے والے سے کہا۔''اسے جانا نہیں چاہیے''

'یہ میرا کام نہیں ہے صاحب' لانچ چلانے والے نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔''آپ نے یہ نہیں بولا تھا۔''

شیری کو ایسا محسوس ہوا جیسے ارنو غصے میں آ کر لانچ چلانے والے کو گولی مار دے گا۔ پھر نہ جانے کیوں اس نے اپنا رخ بدل دیا اور اپنا پستول والا ہاتھ اوپر اٹھایا

''نہیں ایسا مت کرو شیری چیخ پڑی۔''اس نے دوڑ کر ارنو کے ہاتھ سے پستول چھیننے کی کوشش کی

ارنو نے اسے قریب آتے دیکھ کر ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا۔شیری اس تھپڑ کی شدت سے لڑکھڑاتی ہوئی کئی قدم پیچھے گئی ارنو نے اسی وقت اس جگہ جگہ گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ جہاں دائرے سے بنتے دکھائی دے رہے تھے۔شیری پھر سنبھل کر کھڑی ہو گئی۔وہ بھول گئی تھی کہ اس کے گال پر زوردار تھپڑ مارا گیا ہے۔اس کی ساری توجہ ان دائروں کی طرف تھی

''اگر تم نے کسی کو بتایا تو میں اس لڑکی کو جان سے مار دوں گا'' ارنو چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔''تم واپس آ جاؤ ورنہ اس لڑکی کے لیے بہت برا ہوگا''

لیکن ڈیوٹی کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔شیری کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دل ڈوبتا جا رہا ہو۔

...ارنو کی جنونی کیفیت ختم ہوگئی۔ وہ شیری کو دھکیلتا ہوا کیبن میں لے آیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا

شیری ابھی تک خود پر قابو نہیں پا سکی تھی۔ وہ یہ یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھی کہ ڈیوٹی مر چکا ہے۔ آخر کیوں اس بچے کا کیا قصور تھا۔ اسے تو موت نہیں آنی چاہیے تھی۔ اس نے زندگی میں دیکھا ہی کیا تھا کچھ بھی تو نہیں۔ پھر پھر وہ کہاں چلا گیا تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ ڈوب گیا ہو۔ وہ اتنا زبردست تیراک بھی تو نہیں تھا کہ اس قسم کی کسی جھیل یا نہر میں تیراکی کر سکے۔ اس کے علاوہ یہ جگہ اس کے لیے اجنبی تھی۔ یہ شہر اجنبی تھا۔ یہاں کے لوگ اجنبی تھے۔ اگر وہ کسی طرح بچ بھی نکلا تو پھر کہاں جائے گا۔ کس کے پاس جائے گا۔ نہیں اسے موت نہیں آئی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس کے ہونٹ خشک ہونے لگے تھے۔ اسے بہت زوروں کی پیاس لگ رہی تھی۔ اس نے اپنے سوکھے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرنی شروع کر دی۔ ارنو نے یہ دیکھ کر اس کی طرف پانی سے بھرا ہوا ایک جگ بڑھا دیا۔ لیکن شیری نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ وہ اس بے رحم شخص کی کسی قسم کی رعایت نہیں چاہتی تھی۔ اس کے لیے یہ بہتر تھا کہ وہ پیاسی مر جائے۔

پھر اس نے اچانک اپنے ہاتھوں کو ارنو کی گرفت میں محسوس کیا۔ اس نے غیر محسوس طور پر اپنی جگہ سے جست لگا کر اس کے دونوں بازوؤں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ شیری نے سنبھل کر خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن ارنو بہت پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔ شیری کے سنبھلتے سنبھلتے اس نے اس کے ایک ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال دی۔ یہ عمل اتنی تیز رفتاری سے ہوا تھا کہ شیری بھونچکی رہ گئی۔ پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ ارنو کی قیدی بن چکی تھی اور ایسی قیدی جو اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی بے بسی کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ارنو مسکراتا ہوا دوبارہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔

''میں اگر چاہوں تو اس حالت میں تمہیں مار مار کر بے حال بھی کر سکتا ہوں اس نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا' لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔ اسی لیے میں نے تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی ہے تاکہ تم زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش نہیں کرو۔''

شیری نے کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ کیبن کی دیوار میں بنی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ نہر کا پاٹ اب بہت دشوار ہو گیا تھا اور کنارے پر بانسوں سے بنی ہوئی جو جھونپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ کنارے پر ناریل کے بہت سے درخت بھی لگے ہوئے تھے اور ان درختوں کے درمیان تھائی عورتیں اور مرد ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دے رہا تھا۔ شیری نے محسوس کیا کہ لانچ آہستہ آہستہ کنارے ہی کی طرف جا رہی تھی

بالآخر وہ لانچ کنارے پر رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی لانچ چلانے والا کیبن میں داخل ہو گیا۔ وہ ارنو کو بتانے کے لیے آیا تھا کہ وہ یہاں سے لانچ چھوڑ کر جا رہا تھا۔ ارنو نے کچھ رقم دی اور وہ شیری کی طرف دھیان دیے بغیر لانچ سے اتر گیا۔ شیری کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ لانچ چلانے والا کس قسم کا آدمی تھا۔ اسے گویا اپنے معاوضے کے علاوہ کسی اور بات کی پرواہ ہی نہیں تھی۔ لانچ چلانے والے کے جانے کے بعد ارنو بھی کیبن سے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کیلے کے بڑے پتوں میں ابلے ہوئے چاول اور اناس کی بھاجی رکھی ہوئی تھی یہ کھانا اس نے کنارے پر موجود کسی مقامی عورت سے خریدا تھا۔

''لو یہ کھالو'' اس نے کیلے کا ایک پتہ شیری کی طرف بڑھا دیا۔ ''بھوکی پیاسی رہو گی تو توانائی زائل ہو جائے گی۔''

شیری کو اس کی یہ بات معقول معلوم ہوئی۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک آزاد تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے ارنو سے کیلے کا پتہ لیا اور جلدی جلدی کھانے لگی۔ ارنو اسے اس طرح کھاتے دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا۔ لیکن شیری نے اب اس کی سنگ دلانہ مسکراہٹ کی طرف دھیان دینا چھوڑ دیا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر ارنو باہر چلا گیا۔ لانچ نے پھر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس بار شاید ارنو ہی لانچ چلا رہا تھا اور اس نے بہت ہی سوچ سمجھ کر باقاعدہ منصوبے کے تحت شیری کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالی تھی تا کہ وہ اس کے خلاف کچھ بھی نہ کر سکے۔

شیری کھڑکی سے باہر جھانکتی رہی۔ کنارہ تیزی سے دور ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر لانچ کی رفتار اپنے اعتدال پر آ گئی ارنو لانچ کو چلتا چھوڑ کر کیبن میں آ گیا اور اس نے بنچ کے پیچھے سے کپڑے میں ڈھکی ہوئی کوئی چیز نکال لی۔ شیری بڑے دھیان سے اس کی حرکتیں دیکھتی رہی تھی۔ پھر جب ارنو نے وہ کپڑا ایک طرف ہٹایا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ وہ ایک ٹرانسمیٹر تھا۔ ایسا ٹرانسمیٹر جس کے ذریعے کسی خاص فاصلے تک رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

ارنو نے اس کی طرف دھیان دیے بغیر اس ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کسی سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا

''ہیلو ہیلو میں ارسن بول رہا ہوں۔ ہیلو میں ارسن ہوں۔''

''ہیلو ارسن'' دوسری طرف سے کسی کی آواز سنائی دی۔ ''بہت دیر میں تمہارا پیغام ملا ہے''

'ہاں ڈاکٹر ذرا دیر ہو گئی' ارنو نے کہا۔ ''ویسے بے فکر رہو۔ جائیداد کے کاغذات میرے قبضے میں ہیں''

'یہ تو بہت اچھی بات ہوئی' 'دوسری طرف سے خوشی بھری آواز آئی کوئی دشواری تو نہیں ہوئی۔

''چھوٹی سی گڑ بڑ ہو گئی۔ کاغذ کا ایک پرزہ پھسل کر دریا میں جا گرا تھا۔''

''اوہ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا''

''یہ اتفاقاً ہوا تھا ڈاکٹر تم تو جانتے ہی ہو کہ میں کتنی احتیاط سے کام کرنے کا عادی ہوں۔ لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ اصل کاغذات تو میرے قبضے میں ہیں۔''

'چلو ٹھیک ہے' دوسری طرف سے کہا گیا۔ ''کل رات کو تم سے ملاقات ہو گی اوور''

اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی گفتگو ختم ہو گئی۔ ارنو نے ٹرانسمیٹر واپس رکھ دیا اور شیری پر ایک نظر ڈالتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد شیری نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنا سر کیبن کی دیوار سے ٹکا لیا۔ وہ اس ڈاکٹر کی آواز کو دھیان میں لا رہی تھی۔ وہ آواز اس کے لیے اجنبی تو تھی لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی مہذب اور پڑھا لکھا آدمی ہے ایسا آدمی جو بہت سوچ سمجھ کر منصوبے بناتا ہے اور ان پر عمل کرنے کے لیے ارنو جیسے آدمی کی خدمات حاصل کیا کرتا ہے۔

... 'تمہیں کیا ہو گیا ہے تم بتاتے کیوں نہیں۔'' کرائس نے بے تابی سے ڈیوٹی کو جھنجھوڑ دیا۔ ''کہاں ہے شیری''

ڈیوٹی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس کے ذہن میں ارنو کی آواز کی بازگشت آ رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر پولیس کو یا

کسی کو بتایا گیا تو وہ شیری کو جان سے ماردی گا اور ڈیوٹی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی ذراسی غلطی سے شیری کی جان چلی جائے جو اس کے لیے ماں کی طرح تھی جس نے ڈیوٹی کو بے انتہا محبت دی تھی۔ ڈیوٹی کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آرہا تھا کہ اس کے اندر اتنا حوصلہ اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ وہ لانچ سے چھلانگ لگانے کے بعد مسلسل تیرتا ہی رہا تھا۔ اور اس کی یہ جدوجہد اس وقت ختم ہوئی تھی جب برابر سے گزرتی ہوئی ایک کشتی والوں نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس کی جان بچالی تھی۔ وہ لوگ ایک لفظ بھی انگریزی کا نہیں جانتے تھے۔

لیکن جب ڈیوٹی نے اورینٹل ہوٹل کا نام لیا تو انہوں نے اسے اورینٹل ہوٹل تک پہنچا دیا تھا۔ ڈیوٹی نے ان کا شکریہ ادا کر کے بڑی تیزی سے ہوٹل کی طرف دوڑ لگا دی تھی۔ اور ہوٹل کے دروازے پر ہی کرائس نے اسے آواز دے کر روک لیا تھا اور شیری کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا تھا۔ کرائس بہت پریشان معلوم ہوتا تھا۔

”تم بتاتے کیوں نہیں کہاں ہے شیری“ کرائس نے پھر پوچھا

”میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے“ ڈیوٹی نے بڑے کھوکھلے لہجے میں جواب دیا

”یہ کیا بات ہوئی۔ تم کیسے نہیں جانتے تم اس کے ساتھ تھے اور تم یہ کہہ رہے ہو کہ تمہیں نہیں معلوم“

اسی دوران پولیس کا ایک آفیسران دونوں کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا

”بچے اس طرح کوئی بات نہیں بتایا کرتے“ وہ کرائس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا پھر ڈیوٹی سے مخاطب ہوا۔ ”بیٹے میرا نام تھارنگ ہے۔ میرا بیٹا بھی تمہاری عمر کا ہے اور اسے ٹی وی پر انگریزی فلمیں دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ وہ کہتا ہے کہ امریکی جاسوس بہت زبردست ہوتے ہیں۔ وہ ذرا سی دیر میں مجرم کو پکڑ لیتے ہیں۔ بشرطیکہ ہمیں صحیح بات معلوم ہو جائے کیوں ٹھیک ہے نا“

ڈیوٹی نے غیر ارادی طور پر اپنی گردن ہلا دی

”یہ بات ہوئی نا تھارنگ مسکرانے لگا۔ اب جیسے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سر پر چوٹ لگی ہوئی ہے اور یہ چوٹ لگی نہیں بلکہ لگائی گئی ہے کیوں“

ڈیوٹی کے لیے مزید برداشت کرنا ناممکن تھا۔ اس نے ڈبڈباتی ہوئی نگاہوں سے تھارنگ کی طرف دیکھا پھر سسکتے ہوئے اب تک کی کہانی سنانی شروع کر دی۔

...مائیکل آندھی کی رفتار سے گاڑی چلاتا ہوا قونصل خانے پہنچا تھا

وہ کچھ پہلے ایک ہوٹل میں بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا کہ اسے اطلاع دی گئی کہ قونصل خانے سے اس کے لیے ایک فون آیا ہے۔ فون پر ہیریسن تھا جس نے اسے فوراً ہی پہنچنے کی تاکید کی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق کوئی ہنگامی معاملہ پیش آ گیا تھا۔ قونصل خانے کی عمارت میں آتے ہی وہ سیدھا پریس اتاشی ہیریسن کے کمرے میں پہنچ گیا۔ ہیریسن نے اسے دیکھتے ہی اس کی طرف ایک لمبا چوڑا ٹیلی گرام بڑھا دیا۔

”یہ معاملہ اسی شیری جونز کا ہے اس نے بتایا“ وہ بدقسمت لڑکی اب بنکاک جا کر پھنس گئی ہے“

مائیکل کا دل دھڑک اٹھا۔اسے نہ جانے کیوں اس لڑکی سے ہمدردی ہوگئی تھی۔حالانکہ ہانگ کانگ میں ہزاروں امریکی آیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ جرائم بھی پیش آتے تھے۔وہ مصیبت زدہ بھی ہوتے تھے لیکن اس سے پہلے اس نے بھی کسی کے لیے اتنی ہمدردی اور اتنی اپنائیت محسوس نہیں کی تھی۔اس نے جلدی جلدی ٹیلی گرام پڑھنا شروع کردیا

اس میں لکھا تھا'ایف۔جی آئی ہانگ کانگ پولیس سے درخواست کرتی ہے کہ وہ شیری جونز نامی ایک امریکی لڑکی کے اغوا کے سلسلے میں اس کی مدد کرے۔اس لڑکی کو بنکاک میں اغوا کیا گیا ہے اور اغوا کرنے والے کا نام ارنو بتایا جاتا ہے۔دریں اثنا یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ شیری کے انکل ڈان جونز کو امریکہ میں ایک ٹیلی گرام موصول ہوا ہے۔جس میں شیری کے عوض بیس لاکھ ڈالر کا معاوضہ طلب کیا گیا ہے۔اس ٹیلی گرام میں کہا گیا ہے کہ ڈان یہ رقم تین دنوں کے اندر ہانگ کانگ میں ادا کرے اور پولیس کو اطلاع دینے کی کوشش نہ کرے۔ڈان جونز کل صبح گیارہ بجے والے طیارے سے ہانگ کانگ پہنچ رہا ہے درخواست کی جاتی ہے کہ ڈان جونز سے ہانگ کانگ ایئر پورٹ پر ملاقات کر لی جائے اور اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

مائیکل اس ٹیلی گرام کو پڑھ کر پریشان ہوگیا تھا۔اسے شیری کا خیال آنے لگا تھا۔وہ ایک اچھی لڑکی تھی۔باوقار اور باحوصلہ۔لیکن وہ اب اتنی حوصلہ مند بھی نہیں تھی کہ کسی ظالم اور خونخوار شخص سے مقابلہ کرسکتی۔نہ جانے اس بے چاری پر کس قسم کا تشدد ہورہا ہوگا۔

مائیکل نے فوری طور پر دو عدد ٹیلی گرام ٹوکیو اور واشنگٹن روانہ کردیے۔ٹوکیو والے ٹیلی گرام میں اس نے وہاں کی پولیس سے درخواست کی تھی کہ وہ مرنے والی لڑکی آئی ساکو براداکے بارے میں مکمل تفصیلات مہیا کردے۔اس کا خیال تھا کہ اس لڑکی کی موت کا شیری جونز کے اغوا سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا تھا۔پھر بھی اس نے احتیاط معلوم کرلینا مناسب سمجھا تھا۔

واشنگٹن والے ٹیلی گرام میں اس نے حکام کو ان واقعات سے آگاہ کردیا تھا جو شیری جونز وہانگ کانگ میں پیش آئے تھے اس نے لکھا تھا کہ پرس چھیننے والے کا نام پولیس کو معلوم ہوگیا تھا۔اس کا نام چن وانگ تھا اور وہ ایک آوارہ گرد آدمی تھا اور ہانگ کانگ کی پولیس کے مطابق اس آدمی نے یہ حرکت خود سے نہیں کی تھی۔بلکہ کسی نے اسے معاوضہ ادا کرکے یہ حرکت کروائی ہوگی۔لیکن مسئلہ یہ تھا کہ چن وانگ کی خودکشی کے بعد یہ معلوم نہیں ہوسکا تھا کہ ایسی حرکت کرانے والا کون تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ٹیلی گرام روانہ کرنے کے بعد اس کے بنکاک کے لیے ایک کال بک کرائی۔ وہ وہاں کے پولیس میجر ینگوداسے بات کرنا چاہتا تھا

''وہ آدمی اس لڑکی کو اغوا کر کے ایک لانچ میں بیٹھا کر جنوب کی طرف لے گیا تھا ینگودا نے بتایا۔''ہماری لانچیں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔اس کے علاوہ ایک دوسری خبر یہ ہے کہ کرائس نامی ایک امریکی اس بچے کو لے کر ہوٹل سے غائب ہو گیا ہے۔ جو بچہ شیری جونز کے ساتھ رہتا ہے ہم نے اپنے آدمی ایئر پورٹ پر بھی لگا دیے ہیں تا کہ وہ شخص بنکاک سے فرار نہ ہو سکے۔ہمیں بھی اس بچے کی فکر ہے

گفتگو ختم ہونے کے بعد مائیکل سناٹے میں بیٹھا رہ گیا اسے پہلے تو شیری کی طرف سے پریشانی تھی اور اب ڈیوٹی بھی اب غائب ہو گیا تھا۔ مائیکل قونصل خانے سے نکل کر اسی وقت انسپکٹر لینڈ کے پاس آ گیا جہاں چینی پولیس آفیسر لون بھی موجود تھا۔ یہ دونوں بھی اسی کیس کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے۔انسپکٹر لینڈ کی میز پر وہ خط رکھا ہوا تھا جو اغوا کرنے والوں نے شیری کے چچا ڈان جونز کو روانہ کیا تھا۔ مائیکل کو دیکھتے ہی انسپکٹر لینڈ نے وہ خط اس کی طرف بڑھا دیا۔اس میں لکھا تھا

''تمہاری بھتیجی کو ہم لوگوں نے اغوا کر لیا ہے۔فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس وقت تک ٹھیک رہے گی جب تک تم ہماری ہدایت پر عمل کرتے رہو گے۔ تمہارے لیے ہدایت یہ ہے کہ تم بیس لاکھ امریکی ڈالر لے کر ہانگ کانگ پہنچ جاؤ اور یہاں تمہارا قیام پینن سولا ہوٹل میں ہونا چاہیے۔ یہیں تم سے فون کے ذریعے رابطہ قائم کیا جائے گا۔ یہ پیغام ارسن کی طرف سے ہوگا۔ اگر تم نے ان ہدایات پر عمل نہیں کیا تو تین دنوں کے بعد تمہاری بھتیجی کو گولی ماردی جائے گی''

مائیکل نے یہ خط پڑھ کر واپس رکھ دیا۔ان لوگوں کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ اس شخص کی ہدایت پر عمل کرتے رہیں

اس رات مقررہ وقت پر ڈان جونز بھی ہانگ کانگ پہنچ گیا۔ایئر پورٹ پر مائیکل، لینڈ اور بون تینوں ہی موجود تھے لیکن ان میں سے کسی نے اس سے ایئر پورٹ پر ملاقات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ تینوں دور رہ کر اس کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ ڈان ہدایت کے مطابق امریکہ سے اپنے ساتھ بیس لاکھ ڈالر بھی لیتا آیا تھا۔ یہ کثیر رقم اس کے سوٹ کیس میں تھی جسے اس نے اپنے ہاتھ میں اٹھا رکھا تھا۔ایئر پورٹ سے وہ سیدھے پینن سولا ہوٹل آ گیا تھا۔اس کے لیے پہلے سے ایک کمرہ مخصوص تھا۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں بھی اس کے کمرے میں پہنچ گئے اور اپنا تعارف کروایا۔ڈان ان تینوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

''مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ پولیس اس معاملے میں بہت مستعدی کا ثبوت دے رہی ہے'' اس نے کہا۔'' چاہے وہ واشنگٹن کی پولیس ہو یا ہانگ کانگ کی ہر جگہ مجھ پر توجہ دی جا رہی ہے''

''یہ ہمارا فرض ہے جناب'' انسپکٹر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔'' واشنگٹن کی پولیس نے کچھ پوچھا تھا آپ سے''

''انہوں نے یہ دریافت کیا تھا کہ کتنے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ میں بہت مختصر مدت میں بیس لاکھ ڈالر اکٹھا کر سکتا ہوں''

''پھر آپ نے کیا جواب دیا''

''یہ بات تو بہت سوں کو معلوم ہے۔ مثلاً " میرے کاروباری دوست، میرا وکیل، بینک کے افسران اور فرم کے ڈائریکٹر وغیرہ میں نے

وہاں کی پولیس کو ان لوگوں کے نام لکھوا دیے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اس قسم کی حرکت کر سکے۔ وہ سب ہی اچھے لوگ ہیں‘‘

’’انسان کو بدلتے ہوئے دیر نہیں لگتی‘‘ بون نے فلسفیانہ انداز سے کہا۔ ’’بہر حال آپ کو جب کوئی فون موصول ہو تو آپ فوراً ہمیں فون نمبر نو نو اور نو پر بتا دیں۔ ہمارا آدمی دوسری طرف آپ کے فون کا منتظر رہے گا۔ نمبر تو آپ کو یاد ہو گیا ہو گا نو نو اور نو۔

... وہ رات بہت ہی بے رحم تھی۔ اذیت زدہ اور صبر آزما ہوتی جا رہی تھی۔

شیری کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ شخص اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ یہ دریائی سفر کتنی دیر تک جاری رہے گا۔ اس کی کوئی انتہا بھی ہو گی یا اسی طرح دریا کے سینے پر سفر کرتے کرتے اسے موت آ جائے گی۔ موت کا تصور اس آدمی کے رویے سے بار بار جاگ اٹھتا تھا۔ وہ آدمی اسی قسم کا معلوم ہوتا تھا جو ذرا ذرا سی بات پر مشتعل ہو کر دوسروں کو قتل کر دیا کرتے ہیں جس طرح اس نے ڈیوٹی کے ساتھ کیا تھا۔ اس پر گولیاں چلائی تھیں اور اسے دریا کی موجوں کے حوالے کر کے اپنی لانچ آگے بڑھا دی تھی۔

وہ رات ان دونوں کے درمیان بڑی خاموشی سے گزر گئی تھی۔ ان دونوں میں سے کسی نے بھی بات نہیں کی تھی ارنو لانچ چلاتا آ رہا تھا اور شیری اپنے خیالوں میں الجھ رہی تھی۔

اس وقت اس کے اندازے کے مطابق صبح کے تین یا ساڑھے تین بج رہے ہوں گے۔ جب ارنو نے لانچ روک لی۔

شیری نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ وہ لانچ ایک ویران کنارے کے پاس آ کر رک گئی تھی اور کنارے پر ایک چھوٹی کشتی کھڑی تھی جسے سمپان کہا جاتا ہے۔ شیری نے محسوس کیا کہ اس سمپان میں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ اس میں لالٹین تک روشن نہیں تھی اور نہ ہی کسی کے بولنے یا کھانسنے کی آواز آ رہی تھی۔

’’چلو‘‘ ارنو نے اس سمپان کی طرف اشارہ کیا۔ ’’ہمیں یہاں سے اس سمپان میں بیٹھنا ہے‘‘

’کیا‘‘ شیری جلدی سے کھڑی ہو گئی۔ ’’یہ کیا کہہ رہے ہو‘‘

’جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو سمجھیں‘‘ اس نے اپنے ہاتھوں میں ٹرانسمیٹر اور دوسری چیزیں اٹھالیں۔ ’’پہلے تم بیٹھو میں آ رہا ہوں‘‘

شیری نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا پھر لانچ سے سمپان میں چھلانگ لگا دی۔ ارنو بھی اس کے ساتھ ہی سمپان پر ہی آ گیا تھا۔ اس نے دھکا دے کر شیری کو ایک طرف بیٹھایا اور سمپان چلانا شروع کر دیا۔ اس کی ہر حرکت سے بہت ہی اطمینان ظاہر ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اسے معلوم ہو کہ اسے کہاں کہاں جانا ہے کیا کرنا ہے۔ یہ سمپان ہی طے شدہ منصوبے کے تحت یہاں کھڑی کی گئی تھی۔

صبح کے وقت ارنو نے ایک اور حرکت کی۔ اس نے شیری کے احتجاج اور اس کی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر اس کے منہ میں کپڑے کا ایک ٹکڑا ٹھونس دیا۔ پھر اس کی پیشانی سے ایک رسی گزار کر اس کے دونوں سرے سمپان کے ایک ستون سے باندھ دیے وہ اب پوری طرح بے بس ہو چکی تھی۔ وہ اس ظالم شخص کے رحم و کرم پر تھی۔ جس کا مزاج پل پل بدلتا رہتا تھا۔ اس حرکت کے بعد وہ شیری کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس طرح اس کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگا جیسے اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

''ڈاکٹر تو بے وقوف ہے'' اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ ''جو لڑکیوں کو بے بس کرنے کے لیے لمبا چوڑا چکر چلاتا ہے جبکہ میں اس قسم کا کوئی کام نہیں کرتا۔ میرا اصول یہ ہے کہ مار پیٹ کر کے برابر کر دو۔ لڑکی خود ہی سیدھی ہو جائے گی۔ جیسا میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے اگر تمہیں ذرا بھی ڈھیل دی تو تم مصیبت کھڑی کر دو گی۔ اسی لیے میں نے تمہیں اس طرح باندھ دیا ہے۔ اب تو تم کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ ہاں اس کے باوجود اگر تم نے بدمعاشی دکھانے کی کوشش کی تو میں ڈاکٹر کی پرواہ نہیں کروں گا۔ تمہیں جان سے مار کر اسی دریا میں پھینک دوں گا سمجھیں۔''

شیری نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ شدید بے بسی اور شدید توہین کے احساس سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

یہ سفر دوپہر تک جاری رہا۔ شیری کو دھمکی دینے کے بعد ارنو نے پھر چپ سادھ لی تھی۔ وہ سمپان چلاتا رہا تھا جبکہ اس دوران شیری کی آنکھ لگ گئی تھی۔ وہ سونا نہیں چاہتی تھی لیکن اس کی آنکھیں بوجھل ہوتی چلی گئی تھیں اور اسے نیند آ گئی تھی۔ پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو تاریکی دور ہو چکی تھی۔ سورج کی دھوپ براہ راست اس کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ لیکن وہ اس سے بچنے کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ سمپان کو پھر کسی کنارے پر لا کر روک دیا گیا تھا۔ یہ کنارہ بھی ویران تھا۔ البتہ دور چاولوں کے کھیت کے درمیان بانسوں سے بنی ہوئی جھونپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ارنو ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کے پاس لے آیا تھا اور ٹرانسمیٹر اس کے قریب رکھ کر اس نے شیری نے منہ میں ٹھنسا ہوا کپڑا نکال لیا۔

''یہ دیکھو وہ شیری کی طرف کاغذ کا ایک پرزہ بڑھاتے ہوئے بولا۔ ''اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ تمہیں اس ٹرانسمیٹر میں بولنا ہے اس نے شیری کا ایک ہاتھ کھول دیا۔''

شیری نے کاغذ کا وہ پرزہ اس کے ہاتھ سے لے لیا ارنو نے اس میں لکھا تھا۔ ''میں شیری جونز بول رہی ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جا رہا ہے اور میرے لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میرا یہ پیغام انکل ڈان کے لیے ہے۔ انہیں یہ بتا دیا جائے کہ وہ میرے لیے رقم کا بندوبست کریں۔ میں شیری جونز ہی بول رہی ہوں اور حوالے کے لیے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ انکل نے ایک بار مجھے ایک ڈائری تحفے میں دی تھی اور ایک بار میری چابی گم ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت پریشانی اٹھانی پڑی تھی۔''

شیری نے چونک کر ارنو کی طرف دیکھا۔ ان لوگوں کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ انکل ڈان نے اسے ایک ڈائری تحفے میں دی تھی اور اس کی چابی گم ہو گئی تھی۔ یہ تو ایسی بات تھی جو اس کے اور انکل کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا پھر اس کا کیا مطلب ہو سکتا تھا۔

ارنو ٹرانسمیٹر پر ڈاکٹر سے باتیں کرنے لگا۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ ابھی تک سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر نے بھی یہی خبر دی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کی بھی کاروائی بڑی کامیابی سے جاری تھی۔ ڈاکٹر سے باتیں کرنے کے بعد ارنو نے ٹرانسمیٹر پر ایک دوسری فریکوئنسی سیٹ کی اور مائک شیری کی طرف بڑھا دیا۔

''چلو جو کچھ لکھا ہے وہ بولنا شروع کر دو اور ہاں اپنی آواز کنٹرول میں رکھنا۔ اگر مجھے ذرا بھی یہ احساس ہوا کہ تم کسی قسم کا اشارہ دینے کی کوشش کر رہی ہو تو اس وقت میں تمہیں مارنا شروع کر دوں گا۔ سمجھیں چلو شروع ہو جاؤ۔''

شیری اس وقت انسان سے زیادہ کسی ایسے جانور کی طرح تھی جو اپنے آقا کے اشارے پر عمل کر رہا ہو۔ مجبوریوں کا ایسا لمحہ اس کے پاس

کبھی نہیں آیا تھا۔ اس نے ارنو کے کہنے کے مطابق اس مائیک پر وہی بولنا شروع کر دیا جو اس کاغذ پر لکھا گیا تھا
پیغام پڑھ لینے کے بعد وہ سسکتی ہوئی ایک طرف بیٹھ گئی۔ جبکہ ارنو نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر بند کیا اور دوبارہ سمپان کی پتواریں سنبھال لیں۔
ایک اور رات ان کے سروں پر مسلط ہوگئی۔ اس دوران سفر جاری رہا تھا۔ شیری کو ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ بنکاک سے کتنی دور نکل آئی ہے۔ لیکن ارنو ان نہروں کے جال سے اچھی طرح واقف معلوم ہوتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ پہلے ہی ان آبی شاہراہوں سے گزر چکا ہو۔
اب وہ سمپان ایک ایسی جگہ کھڑا تھا۔ جس کے دونوں ہی کناروں پر دور دور تک کیچڑ پھیلی ہوئی تھی۔ چاند تو نہیں نکلا تھا۔ لیکن ستاروں کی روشنی میں سوائے کیچڑ اور سرکنڈوں کی جھاڑیوں کے اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ارنو پتوار ہاتھ میں لیے لیے اونگھنے لگا#اس پر نینداور تھکن مسلط ہو رہی تھی۔ اس وقت شیری کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں تھیں جبکہ اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسی بھی کھول دی گئی تھی# یہ اس نے اس لیے کیا تھا کہ وہ کچھ دیر لیٹ کر آرام کر سکے۔ اس کے علاوہ اسے یہ اطمینان تھا کہ وہ کہیں بھی نہیں جا سکتی۔ بے پناہ خوف نے اس کو بے حوصلہ کر دیا ہے۔ لیکن شیری نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔
اسے اپنے بچاؤ کے لیے ایک کوشش کرنی چاہیے اس کا انجام کچھ بھی ہو۔ وہ دھیرے سے کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھنے سے سمپان ڈگمگ کرنے لگا تھا۔ اس نے خوفزدہ ہو کر ارنو کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح اونگھ رہا تھا۔ شیری نے ایک قدم آگے بڑھایا اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلائے تھے۔ وہ اسی طرح آگے آئی ارنو کے پاس پہنچی پھر اس نے اپنی پوری طاقت سے ارنو کو دھکا دے دیا۔ ارنو نے گرتے گرتے بھی سنبھلنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ چھپاک سے پانی میں جا گرا۔ اس کے گرتے ہی شیری نے بھی چھلانگ لگا دی۔ اس کے دونوں پاؤں کیچڑ میں دھنس گئے تھے۔ لیکن وہ دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سرکنڈوں اور دریا کی جھاڑیوں کے درمیان دوڑتی چلی گئی۔ اس نے پیچھے ارنو کی آواز سنی جو زور زور سے اسے پکار بھی رہا تھا اور اسے برا بھلا بھی کہے جا رہا تھا۔ لیکن اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ ہر طرف کیچڑ پھیلی ہوئی تھی۔ اس سے دوڑا نہیں جا رہا تھا۔ لیکن جان کا خوف اسے دوڑائے جا رہا تھا۔ اس کی سانس بری طرح پھولنے لگی تھیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔ لیکن وہ رک نہیں سکتی تھی۔ وہ اپنے پیچھے ارنو کے قدموں کی آہٹیں سن رہی تھی۔ وہ اس کی طرح بدحواس ہو کر نہیں دوڑ رہا تھا۔ شاید وہ جانتا تھا کہ وہ جب چاہے اسے پکڑ سکتا ہے
پھر اس اندھیرے اور دھندلکے میں شیری کے سامنے کسی عمارت کے آثار ابھر آئے۔ یہ عمارت بہت بڑی تھی۔ قدیم طرز کی بنی ہوئی یہ عمارت اپنی بناوٹ کے لحاظ سے کوئی عبادت گاہ معلوم ہوتی تھی۔ شیری دوڑتی ہوئی اس عمارت میں داخل ہوگئی۔ یہ واقعی ایک عبادت گاہ ہی تھی۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ایک عرصے سے ویران پڑی ہو۔ اس طرف کوئی نہ آتا ہو۔ عمارت کے ہال کے اندر بھی اندھیرا تھا۔ شیری دوڑتے دوڑتے کسی چیز سے ٹکرا گئی۔ یہ ٹکر اتنی شدید تھی کہ وہ کچھ دیر کے لیے اپنے ہوش گم کر بیٹھی تھی۔ پھر جب اس کے اعصاب سنبھلے تو اس نے ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کر دیا۔ وہ پتھر کے کسی مجسمے سے ٹکرائی تھی۔ اور یہ مجسمہ یقیناً گوتم بدھ کا ہو سکتا تھا۔ سکون اور آشتی کی تلقین دیتی ہوئی مہاتما بدھ کی ذات کے تصور نے اسے بھی تسکین پہنچا دی۔ وہ اس مجسمے کے بازو کو پکڑ کر کھڑی ہوگئی دور عمارت کے باہر سے ابھی تک ارنو کے دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

... ''میں نے اس سے پہلے کسی کیس میں تمہیں اتنا پریشان نہیں دیکھا'' انسپکٹر لینڈ نے مسکراتے ہوئے مائیکل سے کہا۔ ''اس لڑکی میں کوئی خاص بات ہے کیا''

'ایسا ہی سمجھ لو' مائیکل نے ایک گہری سانس لی۔ ''مجھے نہ جانے کیوں وہ لڑکی بہت اچھی لگی ہے۔ تم میری بات کو غلط مت سمجھنا۔ یہ مسئلہ کچھ اور ہے''

انسپکٹر لینڈ مسکراتے ہوئے میز پر رکھی ہوئی فائلوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مائیکل اسے کام کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ شیری ہی کے سلسلے میں انسپکٹر لینڈ کے پاس آیا تھا۔ لیکن ابھی تک حالات بدستور تھے۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔

میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انسپکٹر لینڈ نے بے دھیانی سے ریسیور اٹھایا۔ پھر کچھ سن کر ریسیور مائیکل کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیلو'' مائیکل نے کہا۔ ''میں مائیکل بول رہا ہوں''

'انسپکٹر مائیکل میں کرائس ہوں' دوسری طرف سے آواز آئی

''کیا'' مائیکل سنبھل کر بیٹھ گیا۔ ''تم کہاں سے بول رہے ہو۔ کہاں ہو اس وقت کیا وہ بچہ تمہارے ساتھ ہے۔''

''میں یہیں ہانگ کانگ کا مارا ہوٹل سے بول رہا ہوں'' کرائس نے کہا۔ ''ڈیوٹی میرے ساتھ ہے۔ میں ابھی تمہارے پاس آ رہا ہوں۔''

دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تھا۔ مائیکل نے ریسیور رکھتے ہوئے لینڈ کو صورت حال بتا دی

''خدا کی پناہ'' لینڈ نے ایک گہری سانس لی۔ ''تو وہ آدمی ہانگ کانگ پہنچ گیا۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ رقم لینے آیا ہو۔''

انسپکٹر لینڈ کے خدشات کا مائیکل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ انسپکٹر لینڈ نے فوری کاروائی کرتے ہوئے اسی وقت اپنے دو آدمی کو مارا ہوٹل روانہ کر دیا۔ انہیں تاکید کی گئی کہ وہ کرائس پر نگاہ رکھیں۔ انسپکٹر لینڈ اپنے آدمیوں کو کرائس کی نگرانی کی ہدایت دے کر فارغ ہوا ہی تھا کہ بنکاک سے پولیس جنرل ینگودا کا فون آ گیا۔ ینگودا نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ لانچ تو ان لوگوں کو مل گئی ہے جس میں ارنو لڑکی کو لے کر سفر کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے۔ وہ لانچ ایک غیر آباد کنارے پر کھڑی ہوئی ملی تھی۔ انسپکٹر لینڈ نے بھی اسے یہ بتا دیا کہ کرائس اس بچے ڈیوٹی کو لے کر ہانگ کانگ پہنچ چکا ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں بہت دیر تک شیری کے معاملے پر گفتگو کرتے رہے ان دونوں کا موقف یہی تھا کہ انکی بازیابی کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ اگر شیری کی ہلاکت کے بعد ارنو گرفتار ہی ہو گیا تو اس سے کیا حاصل ہو سکتا تھا۔ اس گفتگو کے بعد انسپکٹر لینڈ نے ریسیور رکھ دیا تھا۔

''ایسا لگتا ہے کہ تم آج سارا دن فون پر باتیں ہی کرتے رہو گے'' مائیکل نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں صورت حال ہنگامی ہو گئی ہے انسپکٹر لینڈ نے اپنی گردن ہلائی۔ ''مسئلہ یہ ہے کہ اس ایک کیس کی جڑیں کئی شہروں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ لڑکی امریکہ سے چلتی ہے۔ ٹوکیو آتی ہے ٹوکیو میں اس کے ساتھ ایک حادثہ پیش آتا ہے۔ وہ ٹوکیو سے ہانگ کانگ آ جاتی ہے۔ یہاں بھی

ایک واقعہ ہوتا ہے۔ وہ بنکاک جاتی ہے وہاں اسے اغوا کرلیا جاتا ہے۔ اس طرح کئی شہر اس ایک کیس میں ملوث ہوگئے ہیں۔ بہر حال ہمارے پاس ٹوکیو پولیس کی رپورٹ آگئی ہے۔ اگر تم دیکھنا چاہو تو میں تمہیں دے سکتا ہوں۔

"ضرور ضرور" مائیکل جلدی سے بول پڑا۔" مجھے بھی ٹوکیو والے معاملے نے الجھادیا ہے"

انسپکٹر لینڈ نے اس کی طرف ایک فائل بڑھادی۔ اس فائل میں ٹوکیو پولیس کی پوری رپورٹ موجود تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق اس ٹیکسی ڈرائیور کا پتہ چلا لیا گیا تھا جو امپیریل ہوٹل سے شیری کو رات کے وقت لے گیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی ٹیکسی میں بیٹھا کسی سواری کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک امریکی اس کے پاس آیا اور اس نے پانچ ہزار کی پیش کش کی یہ پیشکش اس لیے تھی کہ شیری جونز کو اپنی ٹیکسی میں بیٹھا لے۔ ڈرائیور کا یہ کہنا ہے کہ اسے کچھ نہیں معلوم تھا کہ وہ آدمی اس لڑکی کو کہاں لے جا رہا ہے۔ اس امریکی کا یہ کہنا تھا کہ وہ راستے میں بتادیگا لیکن کچھ بتانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ کیونکہ اس سے پہلے ہی وہ لڑکی ٹیکسی سے کود کر فرار ہو چکی تھی۔ اس رات وہ ڈرائیور جب اپنی دوست مس آئی ساکو ہرادا سے ملا تو وہ بہت خوفزدہ ہو رہا تھا۔ اس نے آئی ساکو کو ساری بات بتادی۔ آئی ساکو بھی یہ سن کر حیران رہ گئی تھی۔ پھر آئی ساکو کو یہ خوف محسوس ہوا کہ کہیں پولیس اس کے دوست ڈرائیور کو نہ پکڑ لے۔ کیونکہ وہ اس معاملے میں خود بھی ملوث ہو گیا تھا۔ اس نے شیری جونز کو فون کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن اس ڈرائیور نے کسی طرح اسے روک لیا۔ اس کے بعد وہ امریکی پھر اس ڈرائیور سے ملا اور پھر دونوں آئندہ کا پروگرام بنانے لگے۔ اس طرف آئی ساکو سے برداشت نہیں ہوا اور اس نے شیری کو فون کر کے بلالیا لیکن یہ بات ارنو کو معلوم ہوگئی اور اس نے آئی ساکو کو دھمکی دی۔ اسی لیے جب شیری آئی ساکو سے ملی تو آئی ساکو نے اس سے بات کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن اس کا یہ انکار بھی اس کی زندگی نہیں بچا سکا اور وہ بے چاری اسی رات ہلاک کردی گئی۔

مائیکل نے فائل بند کردی۔ اس رپورٹ نے آئی ساکو کی موت کا معمہ حل کر دیا تھا۔ وہ بے چاری بس یونہی ماری گئی تھی اور اس کا مطلب یہ تھا کہ ارنو ایک ایسا بے رحم آدمی تھا جس کے نزدیک انسانی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں تھی وہ ایک قتل کر چکا تھا اور اس کے لیے شیری کو بھی ہلاک کر دینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

اسی لمحے پولیس کے ایک آدمی نے کرائس کے آنے کی اطلاع دی۔ انسپکٹر لینڈ اور مائیکل نے چونک کر ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا پھر لینڈ نے اپنی گردن ہلادی پولیس کا آدمی کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی کرائس کمرے میں داخل ہو گیا تھا وہ کچھ الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے ان دونوں سے مصافحہ کیا اور لینڈ کے اشارے پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ دیر تک خاموشی سے ان لوگوں کو دیکھتا رہا پھر کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو شیری جونز کے اغوا کی خبر تو مل گئی ہوگی"

"شیری جونز کا اغوا" لینڈ نے حیرت ظاہر کی۔" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ وہ کب اغوا ہوئی کہاں اغوا ہوئی۔"

کرائس نے بے اعتباری سے لینڈ کی طرف دیکھا شاید اسے یقین نہیں آیا تھا کہ یہ بات لینڈ کو معلوم نہیں ہے

''میرا خیال تھا کہ یہ بات آپ لوگوں کو معلوم ہوگی'' اس نے بے چینی سے پہلو بدلا ''بہر حال اسے بنکاک سے اغوا کر لیا گیا ہے اور یہ حرکت ارنو نامی ایک امریکی نے کی ہے''

''پھر تم یہاں کیسے چلے آئے۔'' مائیکل نے پوچھا۔ ''اگر اس کا اغوا بنکاک میں ہوا ہے تو تمہیں بھی وہیں ہونا چاہیے تھا''

''میں بنکاک ہی میں تھا'' کرائس نے بتایا۔ ''لیکن پچھلی رات ہانگ کانگ سے مجھے ایک فون موصول ہوا۔ فون کرنے والا بہت اچھی انگریزی بول رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے شیری کو اغوا کر لیا ہے اور اس کے عوض بیس لاکھ ڈالر شیری کے انکل سے طلب کیا گیا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ شیری کا انکل ہانگ کانگ پہنچنے ہی والا ہوگا''

''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آدمی نے تمہیں کیوں فون کیا'' لینڈ نے پوچھا۔ ''اس معاملے سے تمہارا کیا تعلق۔''

''میرا تو کوئی تعلق نہیں لیکن اس نے مجھے درمیانی رابطے کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اس کہنا تھا کہ میں رقم لینے اور ایک خاص جگہ پہنچانے کے انتظامات کر سکتا ہوں۔ اس نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ میں ایسا کروں گا یا نہیں اس نے بس مجھے اطلاع دی تھی۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ میں اگر شیری جونز کو زندہ دیکھنا چاہتا ہوں تو اسی وقت ہانگ کانگ پرواز کر جاؤں''

''کیوں اس آدمی نے تمہارا انتخاب کیوں کیا جبکہ شیری کا چچا بھی ہانگ کانگ میں موجود ہے تو پھر تمہیں اس معاملے میں کیوں ڈالا گیا۔''

''اس آدمی نے یہ بھی کہا تھا کہ چونکہ میں شیری سے محبت کرتا ہوں اسی لیے اس کے لیے سب کچھ کر سکتا ہوں''

''ہوں'' مائیکل نے ایک گہری سانس لی۔ ''تم نے بنکاک سے روانہ ہوتے وقت وہاں کے حکام کو صورت حال بتائی تھی۔

''نہیں مجھے اتنا موقع ہی نہیں مل سکا تھا'' کرائس نے جواب دیا۔ ''اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں آنے کے لیے طیارے کی پرواز میں صرف آدھ گھنٹہ رہ گیا تھا۔ مجھے اسی دوران ایئر پورٹ پہنچنا، ضروری کاغذات کی جانچ پڑتال کے مرحلوں سے گزرنا اور طیارے کو پکڑنا تھا۔ اسی لیے میں وہاں کی پولیس کو بتا ہی نہیں سکا۔ بس اس آدمی کا فون ملتے ہی ایئر پورٹ کی طرف دوڑ لگا دی''

'اور تم اس بچے کو بھی اپنے ساتھ بنکاک سے یہاں لے آئے کیوں۔'' یہ سوال لینڈ نے کیا تھا

''تو اور کیا کرتا میں اس بچے کو وہاں کس کے حوالے کرتا'' کرائس نے جواب دیا ''شیری کی وجہ سے مجھے اس بچے سے بھی ہمدردی ہوگئی ہے''

''گویا تم یہاں اس لیے آئے ہو کہ شیری کے انکل سے بیس لاکھ ڈالر لے کر اس آدمی کے حوالے کر دو جس نے تمہیں فون کیا تھا'' مائیکل نے پوچھا۔

''ہاں میں اسی لیے آیا ہوں۔ کیونکہ مجھ سے یہی کہا گیا ہے''

'تمہاری بات تو معقول ہے لیکن ہمارے سامنے دو امکانات ہیں انسپکٹر لینڈ نے کہا'' پہلا امکان تو یہ ہے کہ تم خود اس اغوا کرنے والے کے ساتھ ہو سکتے ہو اور چونکہ تمہاری پوزیشن ابھی تک صاف ہے۔ اسی لیے تمہیں بھیجا گیا ہے کہ تم اغوا کرنے والے کی طرف سے رقم وصول کر لو'

''اور دوسرا امکان کیا ہے'' کرائس نے پہلو بدلا۔ وہ اس وقت غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کے اندر آتش فشاں ابلنے لگا ہو

''دوسرا امکان یہ ہے کہ تم نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر خود ہی رقم وصول کرنے اور کہیں غائب ہو جانے کا منصوبہ بنا لیا ہو۔ بیس لاکھ ڈالر کی رقم معمولی نہیں ہوتی''

''تم دونوں جہنم میں جاؤ'' کرائس بھڑک اٹھا۔ ''اگر مجھے اس لڑکی سے محبت نہیں ہوتی تو میں تمہاری اتنی بات برداشت بھی نہیں کرتا۔ اور تم لوگ چاہے کچھ بھی کرتے رہو۔ میں شیری کے انکل سے ملنے جا رہا ہوں۔ میرے نزدیک تمہاری باتوں سے زیادہ شیری کی زندگی عزیز ہے سمجھے''

''ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا مسٹر کرائس'' مائیکل نے وارننگ دی۔ ''یہ معاملہ پولیس کا ہے اور تمہیں ایک حد میں رہنا ہے تم ہماری اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کرو گے''

کرائس نے غصے سے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر جھلایا ہوا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مائیکل نے کہا۔

''لینڈ میں مارا جا کر اس بچے سے ملنا چاہتا ہوں اور دیکھتا ہوں وہ کیا کہانی سناتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس معاملے سے کرائس کا کوئی تعلق نہ ہو۔''

مائیکل نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بول اٹھی۔ لینڈ نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا تھا۔ مائیکل بھی جلدی سے میز کے پاس آ گیا۔ انسپکٹر لینڈ نے کچھ سننے کے بعد اشارہ کیا اور مائیکل نے اپنا کان ریسیور سے لگا دیا۔ اس طرح وہ بھی فون پر ہونے والی گفتگو سن سکتا تھا۔ دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آ رہی تھی

''میں للی سانگ بول رہی ہوں'' عورت نے کہا۔ ''تم شاید مجھے نہیں جانتے ہو گے میں ایک اداکارہ ہوں۔''

''ہاں مجھے یاد آ گیا ہے'' لینڈ نے ایک گہری سانس لی

''مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ تم جیسی ایک مصروف سی اداکارہ کو ایک انسپکٹر سے بات کرنے کا خیال کیسے آ گیا۔''

''بات ہی کچھ ایسی ہے کہ تمہیں فون کرنا ضروری ہو گیا تھا'' للی نے کہا۔ ''ابھی کچھ دیر پہلے میرے پاس ایک آدمی کا فون آیا تھا۔ اس نے اپنا نام تو نہیں بتایا لیکن اس نے یہ کہا ہے کہ میں اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتی رہوں اور اگر میں نے ایسا نہیں کیا تو وہ شیری جونز نامی ایک امریکی لڑکی کو ہلاک کر دے گا جسے بنکاک میں اغوا کر لیا گیا ہے اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگر اس لڑکی کے انکل نے رقم ادا نہیں کی تو اس لڑکی کو مرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ یہ کیا چکر ہے۔ وہ کون لڑکی ہے اور اس آدمی نے یہ بات مجھے کیوں بتائی۔''

''تم اس وقت کہاں سے بول رہی ہو۔'' لینڈ نے پوچھا

''میڈرین اسٹوڈیو سے'' للی نے جواب دیا۔ ''اس نے مجھے بھی دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے یہ بات پولیس کو بتائی تو وہ مجھے بھی مار سکتا ہے۔''

''ہم لوگ تمہارے پاس آ رہے ہیں'' لینڈ نے کہا۔ ''ہم دو آدمی ہوں گے''

''ٹھیک ہے۔ اخباری نمائندے بن کر آ جانا'' للی نے بتایا۔ ''میں تم لوگوں کا انتظار کر رہی ہوں''

لینڈ نے ریسیور واپس رکھ دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو الجھی ہوئی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اغوا کرنے والوں نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ اس نے ایک طرف تو ایسا ہی فون بنکاک میں مقیم کرائس کو کیا تھا اور دوسرے طرف ہانگ کانگ کی ایک اداکارہ کو

فون پر یہی بتایا گیا تھا۔ آخر کیوں اغوا کرنے والے آخر کیا چاہتے ہیں۔

... ڈیوٹی سے ملنے کے بعد بھی مائیکل کو کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی تھی۔

اس کے بیان کے مطابق کرائس نے اب تک اس کا بہت خیال رکھا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھ ہانگ کانگ اس لیے لے آیا تھا کہ کہیں وہ بھی مجرموں کے ہتھے نہ چڑھ جائے البتہ اس نے ایک بات یہ بتائی تھی کہ سوزن نامی ایک بوڑھی عورت ان دونوں کو ہر جگہ ملتی رہی تھی۔ شیری اور وہ جہاں بھی جاتے سوزن موجود تھی۔ ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ ان دونوں کا تعاقب کر رہی ہو۔ لیکن یہ محض اتفاق بھی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک بوڑھی عورت تھی اور اس سے کسی قسم کی مجرمانہ سرگرمیوں کے سرزد ہونے کا امکان نہیں ہو سکتا تھا۔ بس اس کے علاوہ ڈیوٹی اور کچھ نہیں بتا سکا تھا۔

ڈیوٹی کو ہوٹل پہنچا کر مائیکل ایک بار پھر انسپکٹر لینڈ کے پاس آ گیا تھا اور یہاں سے یہ دونوں میڈرین اسٹوڈیو کی طرف روانہ ہو گئے تھے جہاں انہیں للی سانگ سے ملاقات کرنی تھی۔

وہ جس وقت اسٹوڈیو پہنچے، سانگ اس وقت ہال میں موجود تھی۔ ان دونوں کے آنے کی خبر سن کر اس نے ان دونوں کو ہال ہی میں بلوا لیا۔ وہ ایک خوب صورت عورت ثابت ہوئی تھی۔ جس کے چہرے پر ہر قسم کے تاثرات منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ مائیکل نے اسے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہ عورت اپنی آنکھوں اور ہونٹوں سے کام لینا جانتی ہے۔

''آیئے میں آپ دونوں کو اپنے کمرے میں لے چلوں'' اس نے تعارف کے بعد کہا۔ ''وہ کمرہ گرچہ چھوٹا ہے لیکن وہاں اطمینان سے باتیں ہو سکتی ہیں''

وہ دونوں اس کے ساتھ ہو لیے۔ اس کا کمرہ زیادہ چھوٹا نہیں تھا۔ لیکن سانگ نے روایتی انکساری کا مظاہرہ کیا تھا وہ ان دونوں کو صوفوں پر بیٹھا کر خود ایک الماری کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس نے الماری کی دراز سے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا نکال لیا اور وہ ٹکڑا ان دونوں کے سامنے رکھ دیا۔

''یہ مجھے میری فلیٹ کے دروازے پر ملا تھا'' اس نے بتایا۔ ''ابھی میں اس کپڑے کو دیکھ کر حیران ہی ہو رہی تھی کہ اس آدمی کا فون آ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ کپڑے کا یہ ٹکڑا اسی نے رکھا ہے اور یہ شیری جونز کے پسندیدہ لباس کا ایک حصہ ہے اور شیری کا چچا اس ٹکڑے کو فوراً پہچان لے گا اور وہ میرے ذریعے رقم دینے کے لیے تیار ہو جائے گا۔''

مائیکل اور لینڈ نے گہری نگاہوں سے کپڑے کے اس ٹکڑے کا جائزہ لیا۔ لیکن اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے کسی قسم کا سراغ لگایا جا سکتا۔

''تم یہ بتاؤ کہ اس آدمی نے تم سے کیا کہا تھا'' لینڈ نے پوچھا۔ ''اس کی پوری گفتگو دہرا دو''

''اس نے مجھے تھائی لینڈ میں اغوا ہونے والی ایک امریکی لڑکی شیری جونز کے متعلق بتایا تھا'' سانگ نے کہنا شروع کیا۔ ''اس نے یہ کہا تھا کہ اس لڑکی کا چچا مطلوبہ رقم لے کر ہانگ کانگ آنے والا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ اس معاملے سے میرا کیا تعلق ہے۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ تو اس نے مجھے بتایا کہ مجھے کپڑے کا یہ ٹکڑا لے کر اس کے چچا کے پاس جانا ہے اور یہ دکھا کر کہ رقم کے بارے میں بات کر لینی ہے۔ میں نے اس پر انکار

کردیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اس جھنجٹ میں نہیں پڑوں گا۔ کیونکہ میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس پر اس نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے ایسا نہیں کیا تو وہ مجھے تباہ کردے گا۔ اس دھمکی نے مجھے خوفزدہ کردیا ہے انسپکٹر۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے اپنی زندگی سے بہت پیار ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے ان لوگوں سے بہت پیار ہے جن کو میرے ذریعے کھانے کو ملتا ہے یہ ہم لوگوں کا بہت بڑا المیہ ہے۔ ہم بھوک سے ہر دم خوفزدہ رہتے ہیں۔''

انسپکٹر لینڈ نے اس سے اور بھی بہت سی باتیں دریافت کیں۔ مثلاً اس آدمی کا فون کس وقت آیا تھا۔ اسکا لہجہ کیسا تھا اس نے دوبارہ کب فون کرنے کے لئے کہا ہے۔

''اب آپ لوگ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔'' سانگ نے پوچھا۔''اگر کہیں تو اس کی بات ماننے سے انکار کردوں۔''

''نہیں، نہیں تم وہی کرو جو تمہیں کہا گیا ہے'' مائیکل نے کہا۔''ہم لوگ حالات کی نگرانی کرتے رہیں گے اور تم پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دیں گے۔''

یہ ملاقات ختم ہوگئی۔ ہال سے سانگ کو بلانے کے لیے ایک آدمی آگیا اور سانگ سے اجازت لے کر یہ دونوں بھی اس کے کمرے سے باہر آگئے۔

... اسی دن انکل ڈان جونز کا فون موصول ہوا اور مائیکل اور لینڈ اس سے ملنے پہنچ گئے۔

یہ ملاقات ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ہوئی تھی۔ انکل ڈان بہت گھبرایا ہوا اور پریشان ہو رہا تھا۔

''کچھ دیر پہلے میرے پاس کرائس نامی ایک امریکی آیا تھا'' اس نے ان دونوں کو بتایا۔''اس نے ایک کیسٹ مجھے دیا ہے'' ڈان نے اپنی جیب سے ایک کیسٹ نکال کر میز پر رکھ دیا

مائیکل اور لینڈ نے ایک دوسرے کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا پھر ڈان کو دیکھنے لگے جو اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا

''کرائس کا یہ کہنا ہے کہ وہ بیچ کا آدمی ہے'' ڈان نے بتایا۔ اس کے بیان کے مطابق یہ کیسٹ ڈاک میں اسے موصول ہوا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ یہ کیسٹ فوراً ہی مجھ تک پہنچادے۔ لہذا وہ پہلی فرصت میں یہ کیسٹ لے کر میرے پاس آگیا ہے۔

''کیا آپ نے کیسٹ سن لیا'' مائیکل نے پوچھا

''نہیں'' ڈان نے جواب دیا۔''میں اس کیسٹ کو لے کر سیدھے آپ لوگوں کے پاس چلا آیا ہوں۔''

''ٹھیک ہے تو پھر آئیں چل کر پہلے یہ کیسٹ سنتے ہیں'' لینڈ نے کہا

وہ تینوں لینڈ کے دفتر گئے۔ یہاں آتے ہی لینڈ نے ایک ٹیپ ریکارڈر منگوایا اور دروازہ بند کر کے وہ کیسٹ اس میں لگادیا۔ کیسٹ سے ابھرنے والی آواز شیری ہی کی تھی

''میں شیری جونز بول رہی ہوں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میرا ہر طرح خیال رکھا جارہا ہے۔ میرے لیے

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں شیری جونز ہوں اور یہ یقین دلانے کے لیے اس ڈائری کا حوالہ دیتی ہوں جو انکل ڈان نے مجھے تحفے میں دی تھی اس کے علاوہ میں انہیں اپنی چابی کے گم ہونے کا واقعہ بھی یاد دلانا چاہتی ہوں۔''

''ہاں یہ شیری ہی ہے'' ڈان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔''یہ دونوں باتیں میرے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔''

''ایسا لگتا ہے جیسے وہ لکھا ہوا پیغام بول رہی ہو'' مائیکل دھیرے سے بولا۔''اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خیریت سے نہیں ہے اور زبردستی یہ پیغام پڑھوایا گیا ہے۔''

''اب میں آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں'' لینڈ نے اپنی میز کی دراز سے کپڑے کا وہ ٹکڑا نکال کر میز پر رکھ دیا جو سانگ کو ملا تھا۔ وہ چلتے وقت یہ ٹکڑا اپنے ساتھ لیتا آیا تھا۔''کیا آپ اس کپڑے کو پہچانتے ہیں۔ یہ بھی حوالے کے لیے ہانگ کانگ کی ایک ادا کارہ کو دیا گیا ہے۔''

''میرے خدا'' ڈان نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے وہ ٹکڑا اٹھا لیا۔''بہت اچھی طرح یہ بھی شیری کا ہے۔ یہ کپڑا میں نے ہی دلوایا تھا اسے مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے''

''اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں میں سے کس کے ساتھ معاملہ کیا جائے'' مائیکل نے کہا۔''اس کیس میں درمیانی رابطے کے لیے دو آدمی سامنے آئے ہیں۔ اور دونوں کے پاس ثبوت موجود ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اغوا کرنے والوں نے بیک وقت دو آدمیوں کو کیوں مقرر کیا ہے۔ یا تو ان دونوں کا تعلق اغوا کرنے والوں سے ہے۔ یا ان دونوں کو صرف دکھاوے کے طور پر سامنے لایا جا رہا ہے۔ بہر حال جب تک یہ بات نہیں طے ہو جاتی اس وقت تک وہ رقم کسی کے حوالے بھی نہیں کی جا سکتی''

''اس الجھن سے بچنے کا حل ہے میرے ذہن میں'' لینڈ نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔''اور وہ حل یہ ہے کہ ساؤتھ چائنا پوسٹ میں آرسن کو مخاطب کر کے ایک اشتہار دیا جائے کہ آرسن ہم تمہاری بات ماننے کو تیار ہیں براہ کرم اس آدمی کا نام بتاؤ جس سے رابطہ قائم کرنا ہے۔ کیوں کیسی ترکیب ہے۔

''بہت اچھی'' مائیکل نے کہا۔''اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ تم ایک اشتہار لکھ کر اسی وقت بھجوا دو''

لینڈ نے اسی وقت اشتہار لکھ کر ایک آدمی کے ہاتھ اخبار کے دفتر کی طرف روانہ کر دیا۔ ان دونوں نے ڈان کو بھی جانے کی اجازت دے دی تھی۔ اس کے جانے کے بعد وہ دونوں اس کیسٹ کو لے کر انجینئرنگ روم میں آ گئے۔ جہاں اس کیسٹ کو الیکٹرونک کے ایک ماہر کے حوالے کر دیا گیا تھا کہ وہ اس کیسٹ کا تجزیہ بھی کر سکے۔

اس ماہر نے پندرہ منٹ کے بعد ہی انہیں رپورٹ لا کر دے دی تھی۔ اس کے تجزیے کے مطابق شیری کی آواز بھی براہ راست ریکارڈ نہیں کی گئی تھی بلکہ وہ آواز پہلے کسی طاقتور ٹرانسمیٹر پر موصول ہوئی پھر اس ٹرانسمیٹر سے اسے ٹیپ کیا گیا تھا۔

''یہ لو اب یہ ایک نئی الجھن کھڑی ہو گئی ہے لینڈ مسکراتے ہوئے بولا۔''اب ہمیں ہانگ کانگ میں موجود غیر قانونی ٹرانسمیٹر کا پتہ چلانا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ٹرانسمیٹر کرائس اور سانگ میں سے کسی کے پاس موجود ہو ہمیں ان دونوں پر نگاہ رکھنی ہے اور جیسے ہی یہ معلوم ہو جائے کہ ان

دونوں میں سے کسی کے پاس ٹرانسمیٹر موجود ہے ہم اسے قابو میں کر لیں گے۔

''ٹھیک ہے'' مائیکل نے اپنی گردن ہلائی۔'' یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ دوستوں کے بھیس میں بھی دشمن چھپے ہوتے ہیں۔ کرائس بظاہر شیری کا دوست ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ خود بھی اس معاملے میں ملوث ہو۔ اسی طرح سانگ دیکھنے میں سیدھی سادھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کسے معلوم کہ اس معصومیت کے عقب میں کیا چھپا ہوا ہے۔

لینڈ نے اسی وقت اپنے آدمیوں کو ان دونوں پر نگاہ رکھنے کی ہدایت کردی اور وہ ابھی ہدایت دے کر بیٹھا ہی تھا کہ سانگ کا فون آ گیا۔ وہ بہت پر جوش معلوم ہو رہی تھی۔

''اس آدمی نے مجھے فون کیا تھا'' سانگ نے بتایا۔''اس نے مجھے رات دس بجے ابرڈین پہنچ کر گوز نامی ایک سمپان کے بارے میں معلوم کرنے کی ہدایت کی ہے۔''

ابرڈین ہانگ کانگ کا ایک تفریحی مقام تھا۔ یہاں مچھلیوں کے شکاری دن بھر سمپان میں گھومتے رہتے۔

''اس نے مجھ سے رقم لے کر آنے کے لیے کہا ہے'' سانگ نے پھر بتایا۔''اس کا یہ کہنا ہے کہ میں گوز نامی سمپان تک اکیلی آؤں گی۔ اور اگر انکل نے رقم دینے سے انکار کردیا تو اس امریکی لڑکی کو ہلاک کردیا جائے گا''

''وہ آدمی اپنے لہجے سے کیا امریکی معلوم ہوتا تھا'' لینڈ نے دریافت کیا

''ہوسکتا ہے'' سانگ نے جواب دیا۔'' ویسے میں نے اس کے لہجے پر دھیان نہیں دیا تھا۔ اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں۔

''تم پنسین سولار ہوٹل جاکر اس کے چچا سے مل لو لینڈ نے کہا۔'' ہم لوگ اس سے رقم کی بات کر لیتے ہیں

''ہاں ایک بات اور اس نے کہا تھا کہ میں چچا کو یہ بتا دوں کہ اس رقم کے لیے ایک اور پیغام بھیجا جائے گا لیکن وہ اس پیغام کو نظرانداز کر دے گا۔ اس کے علاوہ اس آدمی نے شیری کے چچا کو کوئی پیغام روانہ کیا تھا وہ پیغام اسے نہیں ملا۔''

''کس قسم کا پیغام تھا'' لینڈ نے پوچھا

''یہ اس نے نہیں بتایا تو کیا میں آج رات آٹھ بجے تک اس کے چچا سے مل لوں۔''

'ضرور مل لو۔ ہم لوگ آس پاس ہی رہیں گے''

دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تھا۔ لینڈ نے ساری گفتگو سے مائیکل کو آگاہ کردیا۔ مائیکل نے یہ سن کر اطمینان کی ایک سانس لی تھی۔ کم از کم جمود تو ختم ہوا تھا۔ اغوا کرنے والے متحرک ہونے لگے تھے۔ ایسے معاملات میں انتظار کرتے رہنا زیادہ تکلیف دہ ہوا کرتا ہے اور اب انتظار کا مرحلہ ختم ہونے والا تھا۔

... شیری کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس وسیع وعریض کائنات میں بالکل اکیلی ہو۔ اندھیرا، سناٹا اور بے پناہ خوف، بس یہ تینوں چیزیں اس کے اعصاب پر مسلط تھیں۔ ان کے علاوہ اس کائنات میں کچھ بھی نہیں تھا۔ یا پھر اس کی اپنی سانسوں کی آوازیں تھیں جو اسے کسی طوفان کی طرح

گونجتی ہوئی معلوم ہورہی تھیں۔ وہ اگر حرکت بھی کرتے تو اس کے کپڑوں کی سرسراہٹیں اس کے کانوں میں دھماکوں کی طرح محسوس ہونے لگتیں۔ ارنو کے قدموں کی آہٹیں اب ختم ہوگئی تھیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ واپس جاچکا ہوگا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ خود ہی دم سادھے ہیں اس کے پاس ہی کھڑا ہوا ہو۔ اس کے لیے گزرنے والا ایک ایک پل قیامت کا ہوتا جارہا تھا۔ ارنو کسی بھی لمحے اس کو پکڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد اس ظالم شخص سے کسی ہمدردی یا رعایت کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

پھر اس نے اندھیرے میں اچانک روشنی سی ہوتی ہوئی دیکھی۔ وہ خوف سے سٹ کر رہ گئی۔ وہ روشنی ماچس کی تیلی کی تھی۔ ارنو نے اسے تلاش کرنے کے لیے ماچس کی تیلی جلائی تھی۔ لیکن شیری اس وقت مہاتما بندھ کے بڑے مجسمے کے عقب میں تھی اور ماچس کی وہ کمزور روشنی یہاں تک پہنچ نہیں پائی تھی

اس نے ارنو کے زور زور سے سانسیں لینے کی آوازیں سنیں۔ وہ غصے کے عالم میں کسی چوٹ کھائی ہوئے جانور کی طرح ہورہا تھا۔ اس نے یکے بعد دیگرے کئی تیلیاں جلائی تھیں ہر بار روشنی ہونے پر وہ کچھ اور دبک جاتی۔ بالکل کسی سہمے ہوئے بچے کی طرح۔ ارنو نے اب تیلی کی روشنی سے آگے بڑھنا شروع کردیا تھا۔ وہ اس مجسمے کے قریب آتا جارہا تھا۔ اس کی آہٹ شیری کے اعصاب کو منتشر کررہی تھی۔ وہ اب کہیں بھی نہیں جاسکتی تھی۔ اس مجسمے سے نکل کر کسی دوسری طرف جانے کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

اس نے اپنی سانسیں تک روک لیں۔ جیسے خود ہی پتھر کا مجسمہ بن گئی ہو۔ ارنو کے قدموں کی آوازیں مجسمے کے پاس آکر رک گئیں۔ اس کے ہاتھ کی جلتی ہوئی تیلی بھی بجھ گئی تھی پھر نہ جانے کیا ہوا۔ وہ واپس ہوگیا۔ شیری نے جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنی تھیں۔ ارنو مایوس ہوکر واپس جارہا تھا۔ شیری کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔

وہ نہ جانے کتنی دیر تک اسی طرح بیٹھی رہی۔ اس کے لیے وقت کا احساس ہی ختم ہوگیا تھا۔ البتہ صرف یہ احساس ہوا تھا کہ رات ختم ہوچکی ہے اور دن نکل آیا ہے۔ اس ہال سے باہر ہر طرف سورج کی نرم مہربان روشن دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور اس روشنی میں زندگی بہت خوب صورت معلوم ہو رہی ہوگی۔ لیکن اس کے لیے باہر بھی موت کی بدصورتی چھپی ہوئی تھی۔ اس ہال سے، اس عمارت سے باہر جانا بھی اس کے لیے خطرے سے خالی نہیں تھا۔ ارنو اسے دن کے اجالے میں صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ اس طرح آخر کب تک چھپی رہ سکتی تھی۔ اسے باہر نکلنا تھا۔ اس مقام سے، اس ظالم شخص سے دور جانا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ دن کی روشنی میں آس پاس کوئی ایسا شخص دکھائی دے جائے جس سے وہ مدد لے سکے جو اس کی مدد کرسکے۔

یہ سوچ کر وہ دھیرے دھیرے کھڑی ہوگئی۔ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے اس کے دونوں پاؤں اکڑ کر رہ گئے تھے۔ اس نے زور زور سے اپنے پیروں کو جھٹکے دیے۔ پھر مجسمے کی آڑ سے سر نکال کر باہر دیکھا۔ ہال میں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ آہستہ آہستہ دبے قدموں چلتی ہوئی ہال کے دروازے تک آگئی جہاں نیچے اترنے کے لیے چار سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے بعد گھاس کا ایک قطعہ تھا اس کے بعد دور دور تک چاول کے کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ یہ منظر بہت خوب صورت تھا اگر اس کے اعصاب پر دہشت مسلط نہ ہوتی تو یہ منظر اور بھی خوب صورت ہوتا۔ لیکن ایک اچھی بات یہ تھی کہ ارنو کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اوپر نگاہ کی۔ دور آسمان پر دو پتنگیں اڑ رہی تھیں۔ ان پتنگوں کو دیکھ کر اس کا دل دھڑک اٹھا۔ ان

پتنگوں کو اڑانے والے کہیں آس پاس ہی ہو سکتے تھے اگر چہ وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ لیکن وہ یقیناً قریب ہی تھے۔

وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر آئی۔ پھر اس نے ان پتنگوں کے رخ کی جانب دوڑ لگا دی۔ وہ بے تحاشا دوڑ رہی تھی۔ بس کسی طرح وہ پتنگ اڑانے والوں کے قریب پہنچ جائے۔ وہ لوگ یقیناً اس کی مدد کر سکتے تھے۔ وہ اسے کسی قریبی شہر تک پہنچا سکتے تھے۔

پھر اسے دو لڑکے دکھائی دے گئے۔ ان کی عمریں زیادہ تو نہیں تھیں لیکن وہ اس کی مدد کر سکتے تھے۔ اس کا ساتھ دے سکتے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ان لڑکوں نے دور ہی سے اسے دیکھ لیا تھا اور شاید وہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اس لیے جلدی جلدی اپنی تنی ہوئی پتنگیں اتارنے لگے تھے۔ شیری کے پہنچتے پہنچتے ان دونوں لڑکوں نے اپنی پتنگیں اتار لیں اور وہ خوفزدہ ہو کر دوڑنے ہی والے تھے کہ شیری نے زور زور سے انہیں پکارنا شروع کر دیا۔ وہ جانتی تھی کہ بنکاک میں اسکول کے بچوں کو انگریزی پڑھائی جاتی ہے۔ اسی لیے وہ بچے بھی انگریزی جانتے ہوں گے۔ کم از کم اتنی انگریزی تو جانتے ہی ہوں گے کہ اس کی بات سمجھ سکیں۔

''میری مدد کرو'' وہ ان دونوں کے قریب پہنچ کر بولی اس کی سانسیں بری طرح پھول رہی تھیں۔ ''میری مدد کرو پلیز پولیس کو بلاؤ''

'پولیس مدد' ان میں سے ایک لڑکے نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا۔ ''کون! تم کون ہو۔''

''میں ایک سیاح ہوں'' شیری نے بتایا۔ ''مجھے اغوا کر لیا گیا تھا۔ میری مدد کرو''

وہ لڑکے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ شاید ان کی سمجھ میں اس کی پوری بات نہیں آسکی تھی۔ پھر بھی انہوں نے ایک طرف اشارہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی اسی طرف دوڑ بھی لگا دی اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ شیری کو بھی اسی جانب لے جانا چاہتے تھے شیری بھی ان کے پیچھے پیچھے دوڑ پڑی۔ کچھ دور دوڑنے کے بعد ایک مکان کے خدوخال ابھرنے لگے۔ پھر وہ جھونپڑی نما بڑا سا مکان واضح ہونے لگا۔ اس مکان کے باہر قد آدم جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں اور اس کا دروازہ بند تھا۔

شیری اپنی جھونک میں دوڑتی ہوئی ان لڑکوں سے آگے بڑھ گئی۔ پھر وہ ایک دہاڑ سن کر اس طرح رک گئی جیسے اس کے پیروں کو زمین نے پکڑ لیا ہو۔ اس کا دل اتنی زور زور سے دھڑکنے لگا جیسے سینہ توڑ کر باہر نکل آئے گا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ درختوں کے درمیان سے ایک عظیم الجثہ ہاتھی نکل کر اس کی طرف دوڑا چلا آ رہا تھا۔ اس نے اپنی سونڈ اوپر اٹھا رکھی تھی۔ شیری نے ادھر ادھر نگاہ کی۔ وہ دونوں لڑکے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ شاید ہاتھی کے خوف سے وہ بھی فرار ہو گئے تھے۔ شیری کے پاس وقت بہت کم تھا۔ اس کیبن میں داخل ہونا تھا۔ ورنہ یہ بپھرا ہوا ہاتھ اس کے پرخچے اڑا دیتا۔

اس نے اپنے حواس بحال کیے اور ایک بار پھر دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ ہاتھی اس کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا اس کے اور ہاتھی کے درمیان بہت کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ دوسری طرف وہ دروازے تک بھی پہنچ چکی تھی۔ اس نے پاگلوں کی طرح دروازہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔ ایک بار دوبار پھر وہ دروازہ کھل گیا۔ اس نے اپنی گردن اوپر اٹھائی۔ دروازہ کھولنے والا ارنو تھا۔ جو اپنی کمر پر ہاتھ رکھے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

... مائیکل اور انسپکٹر لینڈ بھاگ دوڑ کرتے کرتے بے حال ہو چکے تھے۔ لیکن ابھی تک اس کیس کا کوئی سرا ان کے ہاتھ نہیں آیا تھا۔

سانگ اور کرائس کی نگرانی سے بھی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ ان دونوں میں سے کسی کے پاس ٹرانسمیٹر کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ اب ان لوگوں کی ساری امیدیں اس سمپان سے وابستہ تھیں جس پر سانگ کو بلایا گیا تھا۔

وہ دونوں کھانا کھاتے ہی انکل ڈان جونز کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ڈان اپنے کمرے میں ہی بیٹھا تھا۔ وہ ان دونوں کو دیکھتے ہی جلدی سے کھڑا ہو گیا۔

''آپ دونوں کے لیے ایک خبر ہے میرے پاس'' اس نے دونوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ''ابھی کچھ دیر پہلے کرائس کا فون آیا تھا۔ وہ میرے پاس آنے والا ہے''

''وہ کیوں۔'' مائیکل نے حیران ہو کر دریافت کیا۔ ''کرائس کو آپ سے کچھ کام پڑ گیا''

''اس کا یہ کہنا ہے کہ اس کے پاس بھی اغوا کرنے والوں میں سے کسی کا فون آیا تھا اور ان لوگوں نے اسے مجھ سے رقم لے لینے کی ہدایت کی ہے''

مائیکل ایک گہری سانس لے کر رہ گیا۔ معاملہ ابھی تک اسی طرح الجھا ہوا تھا۔ لی سانگ کو بھی رقم لینے کی ہدایت کی گئی تھی اور یہی بات کرائس سے بھی کہی گئی تھی۔ اگر وہ دونوں ٹھیک کہہ رہے تھے تو نہ جانے وہ لوگ کس قسم کا کھیل کھیل رہے تھے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دو دو آدمیوں کو مقرر کرنے کا کیا مطلب تھا۔

''میرا خیال ہے کہ کرائس کو اس وقت ٹال دیا جائے'' لینڈ نے مشورہ دیا

''ظاہر ہے یہی ہو سکتا ہے۔ دونوں کو بیک وقت رقم تو نہیں دی جا سکتی'' مائیکل نے کہا

''میں تو پاگل ہو کر رہ گیا ہوں'' ڈان بڑبڑایا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کے اغوا کا کیس ہے۔ کئی شہروں میں اس کے ڈانڈے پھیلے ہوئے ہیں۔ پہلے شکاگو، پھر ٹوکیو، ہانگ کانگ پھر بنکاک، ایسا لگتا ہے جیسے کسی بہت بڑی سیاسی شخصیت کو اغوا کر لیا گیا ہو۔''

''اب ان شہروں کی فہرست میں کولمبو کا نام بھی شامل ہو گیا ہے'' مائیکل نے بتایا

''وہ کیوں'' ڈان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا

''ڈیوٹی نے سوزن نامی ایک بوڑھی عورت پر شبہ ظاہر کیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ عورت ہر جگہ ان دونوں کا پیچھا کرتی دکھائی دیتی تھی۔ لیکن اب وہ عورت کولمبو پہنچ گئی ہے۔ ہم نے وہاں کی پولیس سے رابطہ پیدا کر کے اس پر نگاہ رکھنے کی درخواست کر دی ہے''

مائیکل نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور کرائس اندر آ گیا۔ وہ مائیکل اور لینڈ کو کمرے میں دیکھ کر کچھ الجھ گیا تھا۔

''مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں'' اس نے ڈان سے کہا۔ ''لیکن یہ بات میں سب کے سامنے نہیں کہوں گا''

''اگر تم اس رقم کی بات کرنی چاہتی ہو تو ہمارے سامنے ہی کہہ دو'' مائیکل جلدی سے بول پڑا۔ ''کیونکہ مسٹر ڈان نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تم رقم لینے کے لیے آنے والے ہو''

'ہاں یہی بات ہے کرائس نے کہا۔'' مجھ سے یہی کہا گیا ہے''

''تو یہ رقم تمہیں کل ہی مل سکتی ہے'' اس دفعہ لینڈ بولا تھا۔'' کیونکہ اتنی بڑی رقم پاس تو نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ رقم بینک میں موجود ہے اور کل ہی بینک سے نکل سکتی ہے''

'یہ تو بہت بری بات ہوئی'' کرائس بڑبڑایا۔''اس نے تو کہا تھا کہ اگر رقم نہیں ملی تو۔۔۔۔''

''اب اس کا فون آئے تو اسے سمجھا دینا'' مائیکل نے جلدی سے اس کی بات کاٹ دی'' میرا خیال ہے کہ اتنی سی بات وہ بھی سمجھتا ہوگا''

کرائس چند لمحوں تک ان تینوں کی طرف دیکھتا رہا پھر جلدی سے باہر چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد کمرے میں سناٹا ہو گیا تھا۔ان تینوں میں سے کسی کے پاس بولنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔اب انہیں سانگ کا انتظار تھا۔جو کرائس ہی کی طرح رقم لینے کے لیے آنے والی تھی۔ وہ کسی بھی وقت آنے ہی والی تھی۔

یہ انتظار زیادہ دیر تک جاری نہیں رہا۔دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور سانگ کمرے میں داخل ہوگئی اس نے رات کا خوب صورت لباس پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پرس تھا۔وہ مائیکل اور لینڈ کو دیکھ کر خوش ہوگئی تھی اور مائیکل اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اس کی خوشی کا یہ اظہار مصنوعی ہے یا حقیقی۔ وہ ایک اچھی اداکارہ تھی اور اپنے تاثرات کو بہ آسانی چھپا سکتی تھی۔ وہ ایک دلنواز مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھرتی ہوئی کمرے میں رکھے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔مائیکل نے ڈان کا تعارف کروا دیا۔

''مجھے تو بہت خوف محسوس ہو رہا ہے'' اس نے ان لوگوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا'' میرے ساتھ اس سے پہلے ایسا کوئی واقع نہیں ہوا تھا''

''ایسا کسی کے ساتھ نہیں ہوا کرتا'' مائیکل دھیرے سے بولا۔'' لیکن تم فکر مت کرو۔ پولیس تمہاری حفاظت کے لیے موجود رہے گی''

''ایرڈین بہت بارونق جگہ ہے۔ وہاں ہزاروں لوگ ہوا کرتے ہیں'' سانگ نے کہا'' پولیس میری حفاظت کرتی رہے گی اور کسی مقام سے کوئی شخص میرا نشانہ لے کر مجھے ہلاک کردے گا۔ بہرحال اب میں تمہیں وہ پیغام پڑھ کر سناتی ہوں جو اس شخص نے فون پر دیا تھا'' اتنا کہہ کر اس نے اپنے پرس سے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال لیا۔'' میں نے یہ پیغام لکھ لیا تھا۔اس نے کہا ہے کہ شیری کے چچا سے کہو کہ وہ اگر آج رات مطلوبہ رقم دے دیتا ہے تو اس کی بھتیجی کو کل صبح ادا کردیا جائے گا اور اس کے چچا سے کہہ دو اگر اس نے رقم نہیں دی تو کل اس کی بھتیجی ہلاک ہو جائے گی۔ چچا سے یہ بھی کہہ دو کہ وہ رقم لینے کے لیے آنے والے کسی اور آدمی کی طرف دھیان نہ دے اور نہ کسی دوسرے پیغام پر توجہ دے۔''

''ہوں'' مائیکل نے ایک گہری سانس لی۔ مسئلہ اپنی جگہ برقرار تھا۔سانگ اور کرائس دونوں ہی باری باری رقم لینے کے لیے آئے تھے۔

''بات یہ ہے مس سانگ'' انسپکٹر لینڈ نے اسے مخاطب کیا'' مسٹر ڈان نے حفاظت کے خیال سے وہ رقم بینک میں رکھوا دی ہے اور وہ رقم کل سے پہلے نہیں نکل سکتی۔ اس لیے رقم برائے مہربانی اس شخص سے مل کر اسے حالات سے آگاہ کردینا وہ مجبوری سمجھ لے گا۔ وہ خود بھی جانتا ہوگا کہ اتنی بڑی رقم ہوٹل میں نہیں رکھی جا سکتی۔''

''یہ تو بہت گڑبڑ ہوگئی'' سانگ نے اپنے ہونٹ سکیڑے۔

''اس کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے مس سانگ'' لینڈ نے پھر کہا۔'' یہ معاملہ چونکہ ایک لڑکی کی زندگی اور بہت بڑی رقم کا ہے اسی لیے فطری طور پر مسٹر ڈان کی یہ خواہش ہے کہ وہ رقم صحیح ہاتھوں میں جائے۔ اسی لیے ان کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس شخص سے مل کر یہ پوچھیں کہ وہ شیری سے یہ معلوم کرے کہ ڈائنا کہاں ہے۔ اگر شیری نے اس سوال کا جواب دے دیا اور وہ جواب آپ کے ذریعے ہمیں معلوم ہو گیا تو ہم یہ سمجھ لیں گے کہ جس آدمی نے آپ کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے وہ واقعی اغوا کرنے والوں سے تعلق رکھتا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا۔

اس الجھن سے نکلنے کے لیے انہوں نے یہی ترکیب سوچی تھی۔ سانگ اور کرائس میں سے جو بھی اس سوال کا درست جواب لے آتا رقم اس کے حوالے کر دی جاتی۔ ڈائنا شیری کی پالتو کتیا کا نام تھا۔ جو ایک عرصہ پہلے گم ہو چکی تھی اور شیری کتیا سے بہت محبت کرتی تھی۔

''ٹھیک ہے میں اس سے بات کر کے دیکھتی ہوں'' سانگ صوفے سے کھڑی ہو گئی۔ ''لیکن میں اپنا تحفظ بھی چاہتی ہوں۔''

'تم فکر مت کرو ہمارے آدمی تمہیں نگاہ میں رکھیں گے'' لینڈ نے اسے تسلی دی۔ ''اس کے علاوہ اس شخص کی تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔''

سانگ کے جانے کے بعد مائیکل اور لینڈ بھی ڈان سے اجازت لے کر ہوٹل سے باہر آ گئے۔ انہیں بہت سے ضروری انتظامات کرنے تھے

ارنو کو دیکھ کر شیری کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا دم الٹ گیا ہو

اس کے عقب میں ایک بپھرا ہوا ہاتھی تھا اور سامنے اس کا دشمن کھڑا تھا۔ جس کے ہونٹوں پر بڑی طنزیہ سی مسکراہٹ تھی۔ لیکن اس کی یہ مسکراہٹ اس وقت معدوم ہو گئی جب اس نے ہاتھی کو بہت قریب محسوس کیا۔ وہ سانپ کی طرح پلٹا اور اس نے چیخ کر کسی کو آواز دی۔ اس کی آواز سنتے ہی ایک خوب صورت سی لڑکی دوڑتی ہوئی باہر آ گئی۔ اس دوران ارنو نے اپنا ریوالور بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس نے وہ ریوالور بڑی پھرتی کے ساتھ اس کی کنپٹی پر رکھ دیا اور چلا چلا کر کچھ بولنے لگا۔

لڑکی نے اس کی بات سمجھ کر گردن ہلائی اور بپھرے ہوئے ہاتھی سے مخاطب ہو کر کچھ کہنے لگی۔ وہ زور زور سے اس ہاتھی کو ڈانٹ رہی تھی۔ شیری نے محسوس کیا کہ اس کے پیچھے ہاتھی کے وزنی پیروں کی گونجتی ہوئی دھمک اچانک رک گئی تھی۔ پھر اس کی چنگھاڑ بھی ختم ہو گئی۔

شیری نے دروازے سے ٹیک لگا لی تھی۔ اس کا پورا بدن لرز رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ پھر اسی عالم میں ارنو نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اندر کھینچ لیا۔ ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی بند کر لیا تھا۔ شیری لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ ارنو نے اس دوسری لڑکی کو بھی دھکہ دے کر ایک کرسی پر بیٹھا دیا تھا۔

''کہیں یہ بے ہوش تو نہیں ہو گئی'' لڑکی نے شیری کی طرف اشارہ کیا۔ جس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں

''نہیں یہ بیہوش نہیں ہو سکتی'' ارنو نے کہا۔ ''یہ بہت سخت جان ہے پھر اس نے شیری کی طرف دیکھا۔ چلو اٹھ کر کرسی پر بیٹھ جاؤ'' وہ غرایا

شیری نے تھکے تھکے انداز میں اپنی آنکھیں کھول دیں اس بے رحم آدمی سے کوئی بعید نہیں تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ اسے ٹھوکریں مارنی شروع کر دیتا۔ اسی لیے وہ اپنے آپ کو گھسیٹی ہوئی ایک کرسی کے پاس آئی اور اسی کرسی پر ڈھیر ہو گئی اس کے اعصاب ابھی تک اس کے قابو میں نہیں آئے تھے

''تمہارا کیا خیال تھا کہ تم مجھ سے بچ کر چلی جاؤ گی ارنو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ویسے میں نے تم جیسی سخت جان لڑکی بھی

نہیں دیکھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔ میں نے سمجھ لیا تھا کہ تم میرے ہاتھ سے نکل گئی ہو۔ پھر مجھے یہ مکان دکھائی دیا۔ اس مکان کو دیکھ کر مجھے امید ہوگئی کہ تم اس کھنڈر سے نکل کر اسی طرف آؤ گی اسی لیے میں رات ہی سے اس پیاری لڑکی کا مہمان بنا ہوا ہوں''

'بکواس مت کرو' وہ لڑکی بپھر اٹھی۔ ''تمہیں شرم نہیں آتی لڑکیوں پر ظلم کرتے ہوئے۔ میرا بوما اس وقت کہیں گیا ہوا تھا۔ ورنہ تم کبھی مکان میں داخل نہیں ہو سکتے تھے''

''کاش میرے پاس اس وقت اگر ایک رائفل ہوتی تو میں سب سے پہلے تمہارے بوما کی کھوپڑی پھاڑ دیتا'' ارنو نے کہا۔ اس ریوالور سے تم جیسی نازک لڑکیوں کو تو مارا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے کوئی ہاتھی نہیں مر سکتا۔ خیر پھر کبھی سہی میرا آنا جانا تو لگا ہی رہتا ہے۔''

لڑکی نے برا سامنہ بنا کر اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ شیری نے سمجھ لیا تھا کہ وہ لڑکی بھی اسی کی طرح ارنو کے رحم و کرم پر تھی۔ جس طرح اس نے کوئی جرم نہیں کیا تھا اور اسے سزا مل رہی تھی۔ اسی طرح اس لڑکی کا بھی کوئی قصور نہیں تھا دشواریاں شاید ہر ایک کے لیے ہوتی ہیں۔ چاہے کوئی مجرم ہو نہ ہو۔

شیری کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ شاید کبھی اس جال سے نہیں نکل سکے گی۔ اسے ڈیوٹی کا خیال تھا۔ نہ جانے وہ کہاں ہوگا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ زندہ ہی نہ ہو۔ دریا ہی میں ڈوب گیا ہو۔ اس ارنو نے اس بے دردی کے ساتھ اس پر گولیاں بھی تو چلائی تھیں۔ ہو سکتا تھا کہ ایک آدھی گولی اسے بھی لگی ہو اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا۔ کیا وہ ڈیوٹی کو بھلا پائے گی۔ کیا وہ معصوم سالڑکا اسے زندگی بھر یاد نہیں آئے گا۔ پھر دوسری طرف کرائس تھا۔ وہ بھی اسے یاد آ رہا تھا اس کے انکل تھے یہ وہ لوگ تھے جن سے شیری کو محبت ملی تھی۔ انسان محبت کرنے والوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور شاید نفرت کرنے والے کبھی بھلائے نہیں جاتے۔ مثال کے طور پر ارنو اسے یقین تھا کہ وہ اگر زندہ بچ بھی گئی تو بھی وہ اس شخص کو کبھی نہیں بھلائے گی۔ یہ اندھیرے اور نفرتوں کا آدمی تھا۔ اس شخص نے اس کی چاندی جیسی صاف اور پرسکون زندگی کو اپنی سازشوں سے میلا کر ڈالا تھا۔

''اب تم یہ بتاؤ کہ ڈائنا کہاں ہے۔'' ارنو نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آواز نے شیری کی سوچوں کو منتشر کر دیا تھا

''کون ڈائنا'' شیری نے حیرت ظاہر کی' میں تو کسی ڈائنا کو نہیں جانتی''

'میرا خیال ہے کہ اگر تم پر تھوڑا سا تشدد کیا جائے تو تمہاری یادداشت ٹھیک ہو جائے گی' ارنو نے کہا۔ ''تمہیں یاد آ جائے گا کہ ڈائنا کون ہے''

'میں سچ کہتی ہوں کہ میں کسی ڈائنا کو نہیں جانتی' شیری نے بے بسی سے جواب دیا ''میں یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں۔''

ارنو جھلا کر اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اور شیری کے پاس پہنچ کر اس نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر دیا۔ شیری بری طرح سسکنے لگی۔ تھپڑ کی تکلیف سے زیادہ توہین کے اس احساس نے اسے کرب میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس کی ساتھ آج تک ایسا نہیں ہوا تھا۔ کسی نے اس کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا تھا۔

''میں کہتی ہوں یہ کیا پاگل پن ہے۔'' وہ لڑکی کرسی سے کھڑی ہوگئی۔ ''تم اس بے چاری پر میرے سامنے ظلم نہیں کر سکتے''

'خاموش رہو' ارنو زور سے دہاڑا اور اس نے اس لڑکی کے چہرے پر بھی تھپڑ رسید کر دیا۔ تھپڑ کھا کر وہ لڑکی کرسی پر گر گئی تھی

اب اس کمرے میں دونوں لڑکیوں کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ ارنو چند لمحوں تک ان دونوں کی طرف دیکھتا رہا پھر زور زور سے اپنے پاؤں پٹختا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا اس نے جاتے ہوئے دوسری طرف سے دروازہ بند کر دیا تھا جبکہ باہری دروازے پر خودارنو نے شیری کو اندر کھینچ کر تالا لگا دیا تھا۔ جس کی چابی اسی کے پاس تھی۔ اور وہ دونوں اگر کوشش بھی کرتیں تو ارنو کی مرضی کے بغیر اس کمرے سے نہیں نکل سکتی تھیں۔ ان دونوں کی سسکیاں بہت دیر تک کمرے میں گونجتی رہیں پھر دونوں خاموش ہو گئیں۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے'' اس لڑکی نے شیری کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''میری تو سمجھ میں نہیں آیا میں تو خوامخواہ اس چکر میں پھنس گئی ہوں۔''

'میں بھی کچھ نہیں سمجھ سکتی'' شیری نے ایک گہری سانس لی۔ ''نہ جانے کون سے عذاب میری طرف بھیج دیے گئے ہیں۔ میں تو زندگی سے چھوٹی چھوٹی خوشیاں سمیٹتی پھر رہی تھی مجھے کیا معلوم تھا کہ اس قسم کے دکھ بھی میری قسمت میں ہیں۔ نہ جانے یہ کون ہے اور وہ شخص کون ہے جسے یہ ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کرتا ہے اصل مسئلہ دولت کا ہے۔ اگر میرے انکل دولت مند نہ ہوتے تو کوئی بھی مجھے اغوا کرنے کی کوشش نہیں کرتا میں نے زندگی میں یہی کوشش کی کہ انکل کا احسان نہ لوں۔ اپنی زندگی اپنے طور پر گزاروں لیکن اب ان ہی سے میری رہائی کے لیے رقم کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔''

'کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم اپنے اوپر گزرنے والی کہانی مجھے بتا دو'' اس لڑکی نے کہا۔ ''میں تمہارے لیے کچھ نہیں اس طرح دکھ کا احساس کم ہو جائے گا''

شیری نے مختصر لفظوں میں اسے اب تک کی پوری کہانی سنا ڈالی۔ وہ لڑکی اس دوران بڑے دھیان سے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ شیری نے اپنے دکھوں میں اسے بھی شامل کر لیا تھا

''یہ واقعی بڑا پراسرار معاملہ ہے'' اس لڑکی نے شیری کے خاموش ہو جانے کے بعد کہا ''اگر میں تمہاری جگہ ہوتی تو اب تک شاید پاگل ہو گئی ہوتی''

'تمہارے ساتھ کیا گزری'' شیری نے پوچھا۔ ''تم کیسے اس شخص کے چنگل میں آ گئیں''

'میں کیا کرتی'' اس لڑکی نے اپنے سر کو جھٹکا دیا۔ ''میرا بوما اس وقت چہل قدمی کے لیے کسی طرف نکل گیا تھا۔ یہ بوما مجھے بہت عزیز ہے۔ یہ میرے گھر کی اسی طرح نگہبانی کرتا ہے جس طرح بہت سے گھروں میں قد آور کتے کیا کرتے ہیں خیر تو بوما کہیں گیا ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہونے لگی میں نے سمجھا کہ شاید قصبے کا کوئی آدمی آیا ہوگا۔ اس لیے میں نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ لیکن دروازے پر یہی شخص تھا اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ اس نے پستول کے بل پر مجھے قابو میں کر لیا۔ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ وہ یہاں رک کر ایک لڑکی کا انتظار کرے گا۔ جو ہر حال میں اسی طرف آئے گی اور وہ لڑکی تم تھیں جو اب اس کے چنگل میں دوبارہ آ کر پھنس گئی ہو''

'تمہارا نام کیا ہے'' شیری نے پوچھا۔ ''میں اگر زندہ رہی تو تمہیں بھی ان لوگوں کے حوالے سے یاد رکھوں گی۔ جنہوں نے مجھ سے ہمدردی کی ہے''

’میرا نام ڈینگ پو ہے‘‘ لڑکی نے بتایا ’میں اس مکان میں اکیلی رہتی ہوں۔ میرا شوہر کہیں اور کام کرتا ہے وہ مہینے میں صرف دو تین دنوں کے لیے آیا کرتا ہے اور اسے بوما کی موجودگی میں میرے لیے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ وہ جانتا ہے کہ بوما کتنی اچھی طرح میری حفاظت کرسکتا ہے۔ لیکن اسے کیا معلوم کہ میں بوما کے ہوتے ہوئے بھی پھنس گئی ہوں‘‘ اتنا کہہ کر وہ ہنس پڑی

شیری کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ اسے یہ لڑکی بہت اچھی لگی تھی۔ یہ بے چاری صرف اسی کی وجہ سے ماری جا رہی تھی۔ حالانکہ وہ خود بھی شیری ہی کی طرح مجبور تھی۔ لیکن شیری کو ڈھارس دینے میں لگی ہوئی تھی۔ شاید ایک مجبور ہی دوسرے مجبور کی ڈھارس بندھا سکتا ہے۔ وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ گئی۔ کھڑکی میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور سلاخوں کو توڑنا یا انہیں علیحدہ کرنا اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔ یہی حال دروازوں کا تھا۔ وہ دروازے ٹوٹ نہیں سکتے تھے

کھڑکی سے باہر دور دور تک سرسبز میدان دکھائی دے رہا تھا۔ پتنگ اڑانے والے لڑکے کہیں غائب ہو چکے تھے۔ شاید ہاتھی کے خوف سے وہ بھاگ گئے تھے۔ سامنے پھیلے ہوئے پورے ماحول پر بنکاک کی چھاپ لگی ہوئی تھی ناریل کے درخت، گدلا پانی دھان کے کھیت اور دور بنا ہوا وہ کھنڈر جہاں وہ پناہ لینے کے لیے چھپی تھی کوئی اور موقع ہوتا تو یہ سب اس کے لیے بہت دلنواز اور سکون پرور ہوتا۔ لیکن اس خوف کے عالم میں سب کچھ مزید دہشت زدہ کر رہا تھا اور ایسا لگتا تھا جیسے کوئی آسیب اس کا تعاقب میں ہو اور وہ آسیب اب کھڑکی سے باہر آ کر کھڑا ہو گیا ہو۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ ارنو کس ڈائنا کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ وہ تو کسی ڈائنا کو نہیں جانتی تھی۔ یہ ڈائنا تو اس کے لیے ایک اجنبی نام تھا۔ ہوسکتا تھا کہ اس نام کا کوئی تعلق اس کے ماضی سے رہا ہو۔ اس نے اپنا سر کھڑکی کی سلاخوں سے لگا لیا۔ وہ یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر دور میدان میں کہیں سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی اور اس آواز کو سنتے ہی شیری کو ڈائنا کے بارے میں یاد آ گیا۔ ڈائنا اس کی پالتو کتیا کا نام تھا۔ ہاں اس کی زندگی میں اس کے علاوہ اور کوئی ڈائنا نہیں آئی تھی۔

لیکن ارنو کو ڈائنا کے بارے میں جاننے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔ ارنو کو یہ کیسے معلوم ہوا تھا کہ اس کی زندگی میں ڈائنا نامی کسی ہستی کا وجود تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بات اسے اس ڈاکٹر نے بتائی ہو جس سے وہ ٹرانسمیٹر پر باتیں کیا کرتا تھا لیکن یہ ڈاکٹر کون تھا۔ ایک بار پھر یہ سوال اس کے ذہن کو پریشان کر گیا اس نے سوچنا ترک کر دیا۔

ڈینگ پو بھی اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بے چاری بھی بہت پریشان تھی۔ شاید وہ شیری سے زیادہ پریشان تھی شیری تو اپنے یرغمال بنائے جانے کا سبب بھی جانتی تھی لیکن یہ تو بلاوجہ اس عذاب میں مبتلا کر دی گئی تھی۔ اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس کا گھر اس ویرانے میں واقع تھا۔ بس اس کے علاوہ اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔

’’میرے ذہن میں اس آدمی سے چھٹکارا پانے کی ایک ترکیب آئی ہے‘‘ ڈینگ پو نے سرگوشی کی

’’وہ کیا‘‘ شیری نے دلچسپی سے اس کی طرف دیکھا۔ ’’اس آدمی سے چھٹکارا پانا آسان نہیں ہے۔ اس نے ہم دونوں کو بے بس کر دیا ہے‘‘

’’نہیں‘‘ ڈینگ پو نے اپنا سر ہلا ’’میں بے بس نہیں ہوں۔ لیکن مجھے اپنے اس گھر کی قربانی دینی ہوگی۔ بس یہی سوچ کر میں پریشان ہو رہی

ہوں۔ہم دونوں نے مل کر بڑی محبتوں سے اس گھر کو بنایا ہے۔ یہ ہمارے خوابوں کی تعبیر ہے اگر یہ تباہ ہوگیا تو ہمارے خواب ادھورے رہ جائیں گے اوراس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرا شوہر بھی مجھ پر ناراض نہیں ہوگا۔گھر تو دوبارہ بھی بن سکتے ہیں لیکن زندگی ختم ہوجائے تو واپس نہیں آتی۔عزت چلی جائے تو اسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔کیوں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا۔''

''میں تمہاری باتیں نہیں سمجھ سکی'' شیری کی حیرانی بڑھ گئی'تم کیا کرنا چاہتی ہو''

''دیکھو ہمارے پاس وقت بہت کم ہے'' ڈینگ پو نے چور نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔''یہ اچھا موقع ہے کہ وہ شخص ہم دونوں کو اس کمرے میں بند کر گیا ہے اس نے اس طرح گویا ہم دونوں کو بے بس کر دیا ہے۔لیکن اس کی یہی حرکت اس کے لیے موت ثابت ہوگی۔اب تم دیکھتی رہو کہ میں کیا کرتی ہوں'' ڈینگ پو کا چہرہ چمکنے لگا۔جیسے اس نے کوئی پختہ عزم کرلیا ہو۔

شیری حیران حیران سی اس کی طرف دیکھتی رہی۔ڈینگ نے لپک کر اس دروازے کو اندر سے بھی بند کر دیا جس کے ذریعے ارنو دوسرے کمرے میں گیا تھا۔اس طرح اب ارنو دروازہ کھول کر اندر نہیں آسکتا تھا۔شیری کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس جیسا ہوشیار آدمی اتنی بڑی حماقت کس طرح کر گیا تھا۔اس سے پہلے اس نے کبھی شیری کو ایک لمحے کے لیے بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا تھا۔وہ اس پر نگاہیں جمائے رکھتا تھا۔لیکن اس وقت نہ جانے اسے کون سا ضروری کام پڑ گیا تھا کہ وہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا۔

اپنی اس غلطی کا احساس شاید ارنو کو بھی ہوگیا تھا۔یا اس کا کام ختم ہوگیا تھا اسی لیے اس نے دوسری طرف سے دروازہ کھولنے کی کوشش کی اور جب اس نے دروازے کو اندر سے بند پایا تو بری طرح شور کرنے لگا۔وہ زور زور سے گالیاں بھی دے رہا تھا اور ان دونوں کو دھمکیاں بھی دیے جا رہا تھا۔

''میں کہتا ہوں کھولو دروازہ'' اس نے دروازے کو پیٹتے ہوئے کہا۔''ورنہ پورے مکان میں آگ لگادوں گا''

شیری بہت خوفزدہ ہوگئی تھی۔لیکن ڈینگ پو نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تھپکی دی اور خود کھڑکی کے پاس جا کر زور زور سے چلانے لگی۔ شیری کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔لیکن اتنا ضرور اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ اپنے ہاتھی کو متوجہ کر رہی تھی

''کھولو دروازہ ارنو اور زور سے چلایا۔'' اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے پر ایک گولی جھونک ماری تھی

وہ گولی دروازے کو توڑتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور سامنے والے دیوار سے اچٹ کر ایک طرف نکل گئی۔شیری نے محسوس کیا جیسے اس کا دل سینے کی بندشیں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔شاید اس ڈرامے کا ڈراپ سین ہونے والا تھا اور وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ہر ڈرامے کا ڈراپ سین خطرناک ہی ہوا کرتا ہے اس میں بہت سے لوگ ہلاک بھی ہوجایا کرتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس کھیل میں موت اس کے حصے میں آنے والی ہو۔ ڈینگ پو کا شور وغل جاری تھا اور اس کے ساتھ ہی ارنو کے جنون میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔وہ اب زور زور سے دروازے پر ٹھوکر مارنے لگا تھا۔لگتا تھا کہ دروازہ بس کچھ ہی دیر کا مہمان ہے۔وہ اتنا مضبوط نہیں تھا کہ ٹھوکریں برداشت کر سکے۔

بالاخر دروازہ چرچرا اٹھا۔وہ کسی بھی لمحے ٹوٹ کر گرنے والا تھا۔دوسری طرف ڈینگ پو شور کرتے کرتے تھک چکی تھی۔اس کی آواز بیٹھنے لگی تھی۔لیکن جواب میں اسے کوئی آواز نہیں سنائی دی تھی۔مکان کے باہر سناٹا تھا اور مکان کے اندر قیامت مچی ہوئی تھی۔ارنو دروازے کو توڑتا ہوا

دیکھ کر زور زور سے ہنسنے لگا تھا۔ اس کی ہنسی اس وقت کسی درندے کے غراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ دروازہ کسی بھی لمحے گرنے والا تھا کہ ٹھیک اسی وقت ایک چنگھاڑ سنائی دی۔ یہ چنگھار بوما کی تھی۔ اسی ہاتھی کی چنگھاڑ تھی جو ڈینگ پو کا محافظ تھا۔

ہاتھی کی چنگھاڑ سنتے ہی ڈینگ پو کے بدن میں جیسے بجلی بھر گئی۔ وہ تڑپ کر دوبارہ کھڑکی کے پاس آئی اور دوبارہ اسی جوش و خروش کے ساتھ کچھ کہنے لگی۔ ہاتھی کی چنگھاڑ سن کر ارنو کی طرف کچھ دیر کے لیے خاموشی طاری ہو گئی۔ جیسے وہ خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اس کے بعد وہ پھر شیری اور ڈینگ پو کو گالیاں دینے لگا۔ اور دروازے پر زور زور سے ٹھوکریں مارنے لگا۔ اس کے جنون میں اچانک شدت پیدا ہو گئی تھی۔ شیری اس دوران دروازے کے برابر دیوار سے چپک کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ارنو طیش میں آ کر پھر گولیاں چلا سکتا تھا۔

لیکن ارنو کو گولیاں چلانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ دروازہ اکھڑ کر اندر کی طرف آ گرا تھا۔ دروازے کے گرتے ہی دونوں لڑکیاں ایک دوسرے سے چمٹ گئیں۔ ڈراپ سین ہونے والا تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی ارنو بھی جیسے اڑتا ہوا اندر آ گرا تھا۔ اس نے مڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھا اور پستول والا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں خون برسا رہی تھیں۔ اس نے ہاتھ اٹھایا اور اسی وقت جیسے کمرے میں زلزلہ آ گیا ہو۔

وہ چنگھار اتنی ہی خوفناک تھی کہ شیری کا دل جیسے اچھل کر اس کے حلق میں آ گیا۔ سامنے والا دروازہ اور اس کی دیواریں یوں بیٹھ گئی تھیں جیسے گتے کی بنی ہوئی تھیں۔ ان سے کچھ ہی فاصلے پر اس لحیم شحیم ہاتھی کا مہیب وجود موجود تھا۔ اس کی سونڈ بپھرے ہوئے اژدھے کی طرح لہرا رہی تھی۔ ڈینگ پو کی آواز پر وہ کسی طوفان کی طرح دوڑتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔ دیواریں بیٹھتی چلی جا رہی تھیں اور اب چھت بھی کسی لمحے گرنے والی تھی۔

ارنو ہاتھی کو اپنے سر پر دیکھ کر سکتے میں رہ گیا۔ اس کا پستول والا ہاتھ اٹھا رہ گیا تھا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے بدن سے سارا خون نچوڑ لیا ہو۔ پھر اس نے ایک جھرجھری لی اور پستول کا رخ ہاتھی کی طرف کر دیا۔ شاید اس نے کوئی گولی بھی چلائی تھی۔ لیکن وہ گولی ہاتھی کے لیے ایسی ثابت ہوئی جیسے اس کے جسم پر کوئی مکھی آ کر بیٹھ گئی ہو۔ اس نے ایک بار پھر ایک مہیب چیخ بلند کی اور کوڑے کی طرح اپنی وزنی سونڈ ارنو پر دے مارے۔ ارنو نے ایک چیخ بلند کی اور شیری نے خوف سے کانپتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

ڈراپ سین ہو گیا اور اس ڈرامے کا یہ ایسا انجام تھا جو ہر ایک کے لیے الجھنوں کا سبب بن گیا تھا۔

ہر طرف ٹوٹی ہوئی دیواریں ہاتھی کی چنگھاڑ، سہمی ہوئی لڑکیاں اور ان کے درمیان ایک کچلی ہوئی لاش ارنو کے مرتے ہی یہ سارا طلسم ختم ہو گیا تھا۔ بوما نے اسے بہت بری طرح کچل کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے پستول کی گولیاں اس عظیم الشان ہاتھی کے لیے بے وقعت ثابت ہوئی تھی اس نے اپنے وزنی پیروں سے اسے روند کر رکھ دیا تھا۔ ارنو کی موت کے بعد ڈینگ پو نے بڑی مشکلوں سے اس ہاتھی کو قابو میں کیا تھا۔ شیری اس سے شرمندہ تھی اس کی وجہ سے اس بے چاری کا گھر تباہ ہو گیا تھا۔ اس کے خواب ٹوٹ گئے تھے۔ لیکن ڈینگ پو کو اس کا غم نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔ کیونکہ اس نے دور دیس کی ایک لڑکی کو بچا لیا تھا۔ اسے ایک درندے سے محفوظ کر دیا تھا۔

شیری کے لیے اب سب کچھ خواب کی طرح تھا۔ وہ جیسے خواب ہی کے عالم میں ڈونگی میں بیٹھ کر بنکاک پہنچی تھی۔ جہاں حکام اس کے منتظر تھے۔ اس کی کہانی ہر طرف پھیل چکی تھی۔ اس کی تلاش میں کئی ٹیمیں روانہ کی گئی تھیں۔ لیکن کسی کو اس کا سراغ نہیں مل سکا تھا۔ اور اب وہ خود ہی واپس آ گئی تھی۔

شیری کی بازیابی کی خبر اسی وقت ہانگ کانگ میں مائیکل اور بون کو بھیج دی گئی۔ اسے فوراً ہی فوری پرواز کے ذریعے ہانگ کانگ روانہ کر دیا گیا۔ جہاں بہت سے لوگ اس کے منتظر تھے۔ ڈیوٹی تھا، کرائس تھا اور اس کے انکل تھے۔ ان لوگوں نے بڑے والہانہ طور پر اس کا استقبال کیا تھا۔ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی بھی تھیں اور ان میں خوشی کے رنگ بھی تھے۔ خود شیری جہاں ایک طرف نڈھال ہو رہی تھی وہاں اسے نئی زندگی کی نوید نے خوشی سے بے حال کر دیا تھا۔

شیری کی واپسی ہوگئی تھی۔ ارنو مارا جا چکا تھا۔ لیکن یہ معمہ حل نہیں ہوا تھا کہ ارنو نے کس کے اشارے پر یہ سب کیا تھا۔ وہ ڈاکٹر کون تھا جس نے یہ جال بچھایا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ وہ پراسرار شخص اس ناکامی سے مایوس ہو کر وہیں واپس چلا گیا ہو جہاں سے وہ آیا تھا۔ یا پھر ہوسکتا تھا کہ وہ ایک نئے عزم اور نئی تیاریوں کے ساتھ شیری کا تعاقب کرے۔ ارنو مر گیا تھا تو کیا ہوا۔ ارنو جیسے ہزاروں مل سکتے تھے ہوسکتا تھا کہ اس نے کسی اور مقام پر شیری کے لیے کسی اور ارنو کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اسی خدشے کا اظہار کرائس نے بھی کیا تھا۔ وہ ان دونوں کو ایئرپورٹ تک پہنچانے کے لیے آیا تھا۔ یہ دونوں اب دہلی جا رہے تھے۔ جہاں ڈیوٹی کو چھوڑنے کے بعد شیری کو پاکستان کے لیے روانہ ہو جانا تھا۔ کرائس نے اس وقت کہا تھا۔

''خدا کا شکر ہے کہ تمہارے اردگرد منڈلاتے ہوئے سائے اب روشنی میں آ کر معدوم ہو گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تم اپنا خیال رکھنا۔ اس دنیا میں جہاں ڈینو پو جیسی لڑکیاں موجود ہیں۔ مجھ جیسے اور مائیکل جیسے لوگ موجود ہیں وہاں ارنو اور ڈاکٹر جیسے لوگ بھی ہیں جو آسیب کی طرح تعاقب میں لگے رہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ دہلی میں یا کراچی میں کوئی اور آسیب تمہارے انتظار میں ہو کیونکہ یہ معمہ ابھی حل نہیں ہوا ہے۔ وہ آدمی ارنو کی موت کے بعد غائب ہو گیا ہے۔ پولیس اس کا سراغ نہیں لگا سکی ہے۔ اس کی شخصیت اندھیرے میں ہے۔ اسی لیے تمہیں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ یاد رکھو کہ زندگی میں صرف سکون ہی نہیں بلکہ بے سکونیاں بھی ہوتی ہیں اور بے سکونیاں زیادہ شدید ہوتی ہیں۔ یہ آدمی کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہیں''

''تو پھر میں کیا کروں کرائس......؟'' شیری نے پوچھا۔ ''کیا میں اپنی فرم سے استعفیٰ دے کر واپس چلی جاؤں۔؟''

''اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اس طرح اس آسیب سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔ نہیں شیری اس زندگی میں ہر قدم پر خطرے لگے ہوئے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ آدمی کسی کے ہاتھ کو تھام کر کسی کا سہارا لے کر اس الجھن سے نکلنے کی کوشش کرے۔ اس آسیب کا مقابلہ کرے۔ تنہائی تو کسی مکان کو بھی آسیب زدہ کر دیا کرتی ہے''

طیارے کی روانگی کے اعلانات ہونے لگے تھے۔ کرائس نے ایک بار پھر واضح اشارہ دے دیا تھا۔ وہ شاید ٹھیک ہی کہتا تھا کہ زندگی میں اگر آسیب سے بچنا ہو تو کسی کا سہارا لے لیا جائے پھر اس وقت پہلی بار اس نے خود کرائس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس ہاتھ میں محبت کی گرمی اور خلوص کی آنچ موجود تھی۔

"میں واپس آؤں گی کرائس" اس نے دھیرے سے کہا۔ "کیا تم میرا انتظار کرو گے۔"

"ہاں" کرائس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میں انتظار کروں گا"

کرائس سے رخصت ہو کر ڈیوٹی کے ساتھ جاتے ہوئے شیری کو جہاں ایک طرف احساس تھا کہ شاید وہ آسیب ابھی تک اس کے تعاقب میں ہو وہاں اس بات کا بھی اطمینان تھا کہ وہ آسیب اب اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اس کی محبت اس کی حفاظت کے لیے اس کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے۔

☆☆☆☆

ختم شد

